

یوں کہتے ہیں کہ جیسے باری تعالیٰ کی ملک میں وراثت جاری نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں بھی وراثت جاری نہیں ہو سکتی۔

آپ کی ملک میں وراثت جاری | اور یہ بات دو وجہ سے قرین قیاس بھی ہے۔ اول نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ زندہ ہیں | تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء باقیین

قبر میں زندہ ہیں۔ تو اس صورت میں آپ کی ملک زایل ہونے ہی نہیں پائی جو وارثوں کی ملک اس کے قائم مقام ہو۔ بلکہ جیسے ہم تم کہیں۔ چلے جائیں یا چندے کسی گوشہ میں بیٹھ رہیں۔ اور ہمارے لواحق وغیرہ ہماری اشیاء کو برتیں تو اس سے ہماری ملک زائل نہیں ہوتی۔ اور برتنے والے وارث مالک نہیں ہو جاتے۔ ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی گوشہ قبر میں پہنا ہوا ہو گئے ہیں۔ اور آپ بدستور اپنی اشیاء اموال کے مالک ہیں کوئی اور مالک نہیں ہو گیا۔ اور حدیث لا تُورث ما ترکنا ۛ صدقہ ۛ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس حدیث کی لم بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپ اب تک بقید حیات ہیں۔ پر شیخہ دیکھیں تو کیا کہجئے؟

خدا کی مالک و شان آپ کو اتنی مشاہد تھی | اور اگر شیعی یا کوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کو نہ مانے تو دوسری وجہ کہ اپنی ہر چیز کو عاریتاً یقین کرتے تھے یہ ہے کہ انبیاء و خا صکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب کمال درجہ کی حقیقت شناسی کے ہر دم و ہر لحظہ خداوند کریم مالک المملک کی ملکیت کو دیکھتے ہیں۔ اور اس کا مالک ہونا ہر وقت ان کے پیش نظر ہے۔ اس لئے اپنی ملک کو ملک ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ جیسے کوئی کسی کے گھر دعوت کھانے جاتا ہے اور اس کے کھانے کو بمنزلہ اور اثاث البیت کھانا کھلانے والے ہی کی ملک سمجھتا ہے۔ پر خاص اس کھانے کی نسبت جو اس کے سامنے رکھا جاتا ہے فقط کھالینے کی اجازت سمجھتا ہے۔ نہ یہ کہ اپنا سمجھ کر کسی کو دیدے یا بیچ ڈالے یا اپنے لواحق کے لئے لیجائے۔ بلکہ اپنے لئے لیجانا بھی ممنوع جانتا ہے۔ نہیں تو عرف و شرع میں اس بات کو کوئی معیوب

اہل تشیع کیلئے اصلاح افروز ہدیہ محبت و نصیحت

ہدیہ الشیعہ

تالیف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی
بانی دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ
سوانح قاسمی میں اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں۔
سیدنا الامام الکبیر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی
کتابوں میں یہ کتاب سب سے زیادہ مفیم ہے۔
جس میں انجمنی دل سوزیوں کے ساتھ شیعوں کی غلط
فہمیوں کو مٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔
حضرت مصنف نے اپنے عام طریقہ تصنیف کے
خلاف اس کتاب میں بکثرت دوسری کتابوں کے
حوالوں کو بھی پیش کیا ہے۔
بڑے دردناک لہجہ میں کتاب کو ختم کرتے ہوئے ارقام
فرمایا گیا ہے۔ کہ شیعوں کو چاہیے کہ ”اس عقیدہ بد سے
باز آ کر توبہ و استغفار سے تدارک ماقات کریں.....
آئندہ نہ مانیں تو وہ جانیں۔“



ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے تو وہ اس باب سے نہیں ہے اس سے حجت جواز پر لانا جہل ہے معنی حدیث سے تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقرر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو **خلاف نہیں** اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد اسلام کے وقت زیارت قبر مبارک شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے اور جس کو قاضی صاحب نے منع لکھا ہے وہ دوسری نوع کی استعانت ہے حق یہ ہے کہ یہ مسئلہ مخلوط ہو رہا ہے اور سماع موتی کا مسئلہ بھی صحابہ کے وقت سے مختلف فیہ ہے معبد اسلام کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا بہر حال یہ مسئلہ مختلف ہے اس میں بحث مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبروں کو پختہ بنوانا

(سوال) قبروں کو پختہ کرنا اور عمارات بنانا اور روشنی وغیرہ کرنا کہ ان کے معنی میں حدیثیں صحیح وارد ہیں اور لعنت فرمائی ہے حضرت ﷺ نے تو پھر کیا باعث ہے جو خود حضرت ہی کا مزار پختہ رفیع الشان بنا ہوا ہے اور روشنی بھی ہوتی ہے اور بڑے بڑے سامان اور صحابہ اور اماموں کی بھی پختہ بنی ہیں کیا کچھ خصوصیت ہے یا مصلحت ہے دین و دنیا کی اگر کوئی منع کرے تو نہیں مانتے اور غلط بتاتے ہیں آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ جواب ایسے طور پر دیجئے جو ان پر حجت ہو کیونکہ حدیثوں کا صاف انکار لازم آتا ہے اگر ان سے کہیں کہ حجت تو قرآن و حدیث سے ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔

(جواب) یہ سب امور ناجائز ہیں اور جہاں کہیں لوگوں نے کیا ہے وہ علمائے مقبولین نے نہیں کیا بلکہ امرائے ساطین نے کیا ہے اور خلاف قرآن شریف۔ نہ رسول ہو کوئی کرے وہ ناجائز ہے قابل حجت نہیں۔ فقط

قبروں کو پختہ بنانا اور اس پر قبہ بنوانا

(سوال) قبور کا پختہ بنانا اور ان پر عمارات و قبہ و روشنی و فرش فروش وغیرہ جو کچھ کہ لوگ کرتے ہیں قابل بیان نہیں حالانکہ امور مذکورہ کے منع شدید میں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور فاعلمین پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی ہے مگر پھر لوگ تکذیب احادیث کر کے اپنے فعل کی حجت پر

فتاویٰ رشیدیہ

مبوّب بطرز جدید

مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ اسلام

کراچی پاکستان

کہ یہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم غیب میں اور جنت میں جہاں چاہیں باذن تعالیٰ چلتے پھرتے ہیں اور اس عالم میں بھی حکم ہو تو آسکتے ہیں اور صلوة و سلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال امت آپ پر پیش ہوتے ہیں اور جس وقت حق تعالیٰ چاہے دنیا کے احوال کشف ہو جاتے ہیں اس میں کوئی مخالف نہیں۔ مگر یہ کہ ہر جگہ محفل مولود میں اور دیگر مجالس ذکر میں ہر روز آتے ہوں یا ہر صورت و نداء اور عرض و حالات دنیا کے ہر روز معلوم ہوتے ہوں بدون اعلان حق تعالیٰ کے اس کو تسلیم نہیں اور یہ کہ ریشیاء کا علم حق تعالیٰ نے ان کو دیا ہے اس کو بھی قبول نہیں کرتے، بلکہ جس قدر علم دیا جاتا ہے اس قدر کو جانتے ہیں اور بس۔ علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے شرعاً علم ان الانبیاء علیہ السلام لم یعلموا المغیبات من الامشیاء الا ما علمہم اللہ تعالیٰ احیاناً و ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب، انتہی۔ پس معترض کی تیسری قباحت یہ ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ روح آپ کی یہاں آیا کرتی ہے اور یہاں حاضر ہے، تو معترض دوام تشریف آوری کہتا ہے یعنی فعلیت کا دوام نہ کہ امکان و وقوع احیاناً۔ پس مؤلف اگر اس امر کو ثابت کر دیوے کہ آیا کرتے ہیں دائماً تو اس کا جواب ہو ویگا ورنہ امکان حضور سے کچھ فائدہ مؤلف کو نہ ہو ویگا، اور سب نقول اس کی فضول ہو دیں گی۔

ارواح انبیاء کا چلنا پھرنا فقہ اور حدیث سے ثابت ہے، معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے تئیں انبیاء کی جماعت میں دیکھا، یہ موسیٰ نماز پڑھتے ہیں، یہ عیسیٰ پڑھتے ہیں یہ ابراہیم پڑھتے ہیں فحانت الصلوة فامنتہم یعنی اتنے میں نماز کا وقت آگیا میں ان کا امام ہوا، روایت کیا اس کو مسلم نے، اور قرطبی نے ابن عباس سے یہ روایت کی ہے کہ بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ نے آدم سے لیکر کل انبیاء کو جمع کر دیا۔ سات جماعتیں حضرت کے پیچھے تھیں۔ اور فتاویٰ سراجیہ کے باب مسائل متفرقہ میں ہے امامۃ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج لارواح انبیاء علیہم السلام کانت فی المناخلۃ۔ ان روایات فقہ و حدیث سے ثابت ہوا کہ سب پیغمبروں کی روحیں اپنے اپنے مقامات سے

لے ظاہر ہے خبردار کرنا ہے کبھی کبھی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ
 اے لوگو! تحقیق آئی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے

المحمد للعلی الاعلیٰ کہ کتاب لاجواب ماحی رسوم و بدعات
 دافع اوبہام و ظلمات محلی نیچ لا معہ موشی بدلائل نافعا

البراہین القاطعة

علی ظلام

انوار الساطعة

الملقب بالدلائل الواضحة

كراهة المروج من المولود والفحشاء

بام حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف رؤس الفقہاء والمحدثین تاج العلماء الکاملین

جناب مولانا دشتیل احمد رضا گنگوہی قدس سرہ

ناشر

۲۴۵۵۴

(یوپی)

دار الکتاب دیوبند

میں تکلف اور غماہری وجہ میں کوئی شان و شوکت نہ تھی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے باوجود
یکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے قادر اور انجباء درجہ کے متین تھے، مگر ساتھ ہی اس کے نہایت
بے تکلف تھے۔ (اصلاح الیٹامی صلی ۱۳)

”کچھ تراں اعتراض..... حضرات انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام کی

حیات برزخیہ کا اثبات!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لیے بہت کچھ شرف حاصل ہے، کیونکہ جسد اطہر اس
کے اندر موجود ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود یعنی جسد مع تلپس الروح اس کے اندر تشریف
رکھتے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق
ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی اعتقاد ہے، حدیث میں بھی نص ہے:
”ان نسی اللہ حسی فی قبرہ برزق“ (اللہ کے نبی اپنی قبر میں بلاشبہ زندہ ہیں، رزق پاتے
ہیں) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رزق پہنچتا
ہے، مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد نا سوتی نہیں ہے، وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو
حیات برزخیہ کہتے ہیں۔

حیات برزخیہ کے مراتب

باقی یہ ہے کہ حیات برزخیہ تو سب کو حاصل ہے، پھر اس میں نبی کی کیا تخصیص ہے؟ تو اس کی
تحقیق یہ ہے کہ اس کے مختلف مراتب ہیں، ایک مرتبہ تو تمام مومنین کو حاصل ہے جس کے ذریعے
سے تعلیم قبر کی ہر مسلمان کو جس ہوگی، دوسری حیات شہداء کی ہوگی، تمام مومنین کی حیات برزخیہ
سے اقویٰ ہوگی، عام مومنین کی حیات برزخیہ بہ نسبت شہداء کے کمزور ہوتی ہے، اگرچہ اس حیات
نا سوتیہ سے وہ بدرجہا اعلیٰ ہو، پس یہ کوئی نہ سمجھے کہ عام مومنین کی حیات برزخیہ اس حیات و نبویہ
سے کمزور ہوگی اور حیات شہید کے اقویٰ ہونے کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ زمین اس کی لاش کو نہیں کھا سکتی
ہے اور یہ نہ کھانا ایک اثر ہے حیات کا۔

اسلام پر اعتراضات و شبہات پر عقلی و نقلی جوابات اور
دلچسپ جوابات علماء و عوام کے لیے یکساں مفید

آشرفُ الجواب

مفت محمد رفیع الرحمن صاحب دینی مدارس
شاہ فیصل کالونی، کراچی



مکتبہ عرفان و وقوف

شاہ فیصل کالونی، کراچی

جاتے ہوں۔ (کذا فی المواہب)

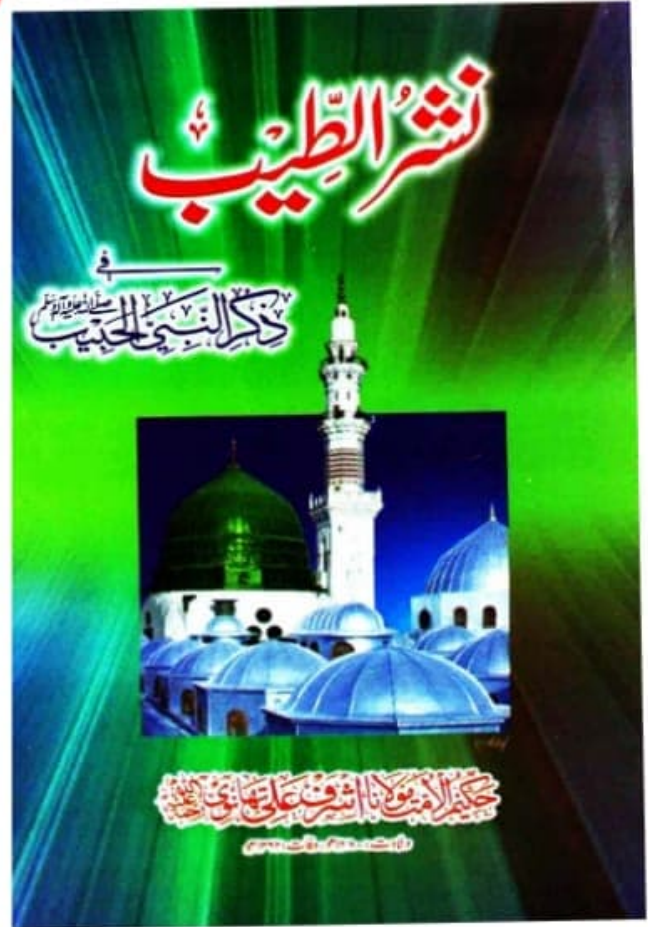
دوسری روایت : مشکوٰۃ میں حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسد کو کھائے جس اللہ کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

ف : پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہداء کے لیے بھی حیات اور مزدقیت وارد ہے مگر انبیاء علیہم السلام میں ان سے اکمل و اقویٰ ہے۔

تیسری روایت : بیہقی وغیرہ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (کذا فی المواہب)

ف : یہ ممکن نہیں بلکہ ملحد کے لیے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارا جاتا ہے کیونکہ مشکوٰۃ میں بیہقی سے روایت حضرت انسؓ سے خود نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اس کو میں خود سن لیتا ہوں اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچائی جاتی ہے یعنی بذریعہ فرشتوں کے جیسا مشکوٰۃ ہی میں نسائی اور دارمی سے روایت ابن مسعودؓ سے آپ ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ زمین میں سیاحت کرنے والے مقرر ہیں کہ میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔

چوتھی روایت : مشکوٰۃ میں عبید بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبارؓ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا تو حضرت کعبؓ نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کو بازو مارے ہوئے احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے اسی طرح کے اور اترتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں یہاں تک کہ جب قیامت کے دن زمین قبر کی شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف



اسلام پر اعتراضات و شبہات پر فتویٰ مفتی جلیل الرحمن اور
دلچسپ جوابات علماء و عوام کے لیے یکساں مفید

اشرف الجواب

محمد امجد علی عثمانی شریف علی شاہ ولی



مکتبہ عرفان و حق

شاہ فیض آباد، لاہور

اشرف الجواب

۲۵۳

علیہم السلام کی میراث وراثہ میں تقسیم نہیں ہوتی: ”حسن معاشرہ الا نبیاء لا نورث ما ترکوا“
صدقہ ”انبیاء علیہم السلام کا تمام ترکہ صدقہ ہوتا ہے، یہ باتیں شہید کے لیے شریعت نے شروع نہیں
کیں، تو اگرچہ شریعت نے اس کا کوئی خاص راز نہیں بیان کیا مگر علماء محققین یہی کہتے ہیں کہ اس کا
راز قوت حیات انبیاء علیہم السلام ہے کہ حیات مانع ہے، ان دونوں امر سے اور گواہان نبی سے بعد
وفات نبی کے نکاح حرام ہوتا تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں منقول نہیں ہوا۔ صرف حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ خصوصیت قرآن میں ذکر کی گئی ہے، مگر علماء میراث پر قیاس کر کے اس حکم کو
بھی عام جملہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے لیے سمجھتے ہیں اور میراث کا تقسیم ہونا حدیث سے جملہ
انبیاء علیہم السلام کے لیے عام طور پر معلوم ہو چکا ہے، تو اس امتیازات سے حیات برزخیہ انبیاء علیہم
السلام کا شہداء اور عام مومنین سے تو فی ہوتا ثابت ■ حال یہ بات باتفاق امت ثابت ہے کہ
انبیاء علیہم السلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔ ■

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

اور خاص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو مخالفین بھی حیات کے معتقد ہیں، ان
کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا اقرار ہے، چنانچہ ایک واقعہ سے ان کا اقرار معلوم ہو جائے
گا، تاریخ مدینہ میں یہ واقعہ لکھا ہے اور میں نے خود اس تاریخ میں دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے چند صدی بعد (یا نہیں رہا کہ کس بادشاہ کے وقت میں) وہ شخص مدینہ میں حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے ٹکالے کے لیے آئے تھے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک
دکان کرایہ پر لے لیا تھا اور دن بھر نماز و بیع میں مشغول رہتے تھے، لوگ ان کے معتقد بھی ہو گئے تھے،
جو کم بخت رات کے وقت اس دکان سے قبر شریف کی طرف سرنگ کھودتے تھے اور جس قدر سرنگ کھود
لیتے راتوں رات مٹی مدینہ سے باہر پھینک آتے تھے اور جگہ برابر کر دیتے تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے، کئی
قت تک وہ لوگ سرنگ کھودنے میں مشغول رہے، جب ادھر ان لوگوں نے یہ کام شروع کیا، حق تعالیٰ
نے اس زمانہ کے سلطان کو (نام یاد نہیں رہا) بذریعہ خواب تنبیہ کر دیا۔

(اس سلطان کا نام نور الدین زنگی رحمہ اللہ تھا۔ یہ واقعہ علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے وقایہ الوفاء فی
خیار الدار لمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نقل کیا ہے۔ محمد عرفان الحسن خاں)

میں تکلف اور غماہری وجہ میں کوئی شان و شوکت نہ تھی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے باوجود
یکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے قادر اور انجباء درجہ کے متین تھے، مگر ساتھ ہی اس کے نہایت
بے تکلف تھے۔ (اصلاح الیٹامی صلی ۱۳)

”کچھ تراں اعتراض..... حضرات انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام کی

حیات برزخیہ کا اثبات!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لیے بہت کچھ شرف حاصل ہے، کیونکہ جسد اطہر اس
کے اندر موجود ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود یعنی جسد مع تلپس الروح اس کے اندر تشریف
رکھتے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق
ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی اعتقاد ہے، حدیث میں بھی نص ہے:
”ان نسی اللہ حسی فی قبرہ برزق“ (اللہ کے نبی اپنی قبر میں بلاشبہ زندہ ہیں، رزق پاتے
ہیں) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رزق پہنچتا
ہے، مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد نا سوتی نہیں ہے، وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو
حیات برزخیہ کہتے ہیں۔

حیات برزخیہ کے مراتب

باقی یہ ہے کہ حیات برزخیہ تو سب کو حاصل ہے، پھر اس میں نبی کی کیا تخصیص ہے؟ تو اس کی
تحقیق یہ ہے کہ اس کے مختلف مراتب ہیں، ایک مرتبہ تو تمام مومنین کو حاصل ہے جس کے ذریعے
سے تعلیم قبر کی ہر مسلمان کو جس ہوگی، دوسری حیات شہداء کی ہوگی، تمام مومنین کی حیات برزخیہ
سے اقویٰ ہوگی، عام مومنین کی حیات برزخیہ بہ نسبت شہداء کے کمزور ہوتی ہے، اگرچہ اس حیات
نا سوتیہ سے وہ بدرجہا اعلیٰ ہو، پس یہ کوئی نہ سمجھے کہ عام مومنین کی حیات برزخیہ اس حیات دنیویہ
سے کمزور ہوگی اور حیات شہید کے اقویٰ ہونے کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ زمین اس کی لاش کو نہیں کھا سکتی
ہے اور یہ نہ کھانا ایک اثر ہے حیات کا۔

اسلام پر اعتراضات و شبہات پر عقلی و نقلی جوابات اور
دلچسپ جوابات علماء و عوام کے لیے یکساں مفید

آشرفُ الجواب

مفت محمد رفیع الرحمن صاحب دینی سائنس
مفت محمد رفیع الرحمن صاحب دینی سائنس



مکتبہ عرفان و وقت

شاہ فیصل کالونی، کراچی

سیرت پاک اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق چند سوالات کے جوابات

(۹۳۸) حضرت اور لیس علیہ السلام کیا آسمان پر اٹھائے گئے؟ سوال: حضرت اور لیس علیہ السلام بھی قبل حضرت یحییٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں، یا نہیں؟ اگر زندہ اٹھائے گئے ہیں تو ان کی وفات کب ہوگی؟

جواب: بعد انتقال کے اٹھائے گئے اور جنت میں داخل کئے گئے، پھر زندہ کئے گئے، اب وہ یہاں نہ آویں گے۔ جنت میں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ہدست خاص، ص ۱۹)

(۹۳۹) کیا برادران یوسف علیہ السلام نبی تھے؟ سوال: برادران یوسف علیہ السلام نبی تھے یا نہ، اور اگر تھے تو ان کی آزمائش کا کیا حکم ہے؟

جواب: اخوة یوسف اس وقت نبی نہ تھے، پس صدور ذنب کا منافی نہیں۔ فقط۔ (مجموعہ کلام، ص ۴)
(۹۵۰) جملہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں: سوال: جب کل انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں تو خاص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حیات النبی (کذا) کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: کوئی خصوصیت آپ کی نہیں ہے، اور آپ کو حیات النبی کہنے سے دوسروں کی حیات کا انکار نہیں لازم آتا۔ اگر کوئی کہے کہ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، محمد خاں پنہان آسمان کے ہیں، کہو اتمام گاہیں کے افغانان کے پنہان ہونے اور سکونت آسمان کی نفی کس طرح کوئی سمجھے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ہدست خاص، ص ۲۰)

(۹۵۱) انبیاء علیہم السلام کی خطا کا مقصد خیر ہوتا ہے: نبیوں سے جو خطا ہوتی ہے، اس میں ان کا مقصد خیر ہوتا ہے، مقصد خطا کا ہرگز نہیں ہوتا، اس لئے اس کو "زلہ" کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا مقصد بھی خیر ہی تھا، کہ ہمیشہ جنت میں جو رضاء الہی ہے ان کا مقصد تھا، ارشاد جناب باری کو بھول گئے تھے، لہذا امر تکب ہو گئے۔ جلیل القدر ہونے کی وجہ سے ان کو سزا دی گئی، مگر چہ یہ گناہ چھوٹوں کے حق میں قابل عفو تھا، لیکن بڑوں کے حق میں قابل مواخذہ ہے۔
حسبات الابرار سینات المقربین
ترجمہ: خواص کی نیکیاں بھی مقربین بارگاہ کیلئے
خامی شمار کی جاتی ہیں۔ (ت، ن)

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

[محدث دوراں، افتخار ماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے
تقریباً ایک ہزار ایسے فتاویٰ کا مجموعہ
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور چند کے علاوہ تمام غیر مطبوعہ اور نہایت
نادر و کمیاب تھے]

جمع و ترتیب حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مزید حواشی و اقادات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالہن پوری دام ظلہ

شیخ الحدیث و صدر المدین، دارالعلوم دیوبند

ناشران و تاجران کتب
دارالکتب
ناشر

0321-4650131

38- غزنی شریعت اردو بازار لاہور - 0300-8099774

طبیعت بہت گہرائی ہنڈ اور تھوڑے دن سے پندان فراغت نہونی تھی کہ ایک اور سر پران
 پڑی تپس پھسل لکھون تو کمانک لکھون یہ بحث ایک دریائی ناپید اگنار ہے اور اختصار
 کیجئے تو کمانک دیا کو کوزہ میں لانا شوار سنے فقط متیدہ دل سے آگاہ کئے دیا ہون اس
 منمن میں کسی دلیل یا مثال کی طرف بھی اشارہ ہو جائے تو ہو جاوین ابیا کریم کو انہیں اسلام
دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں یہ نہیں کہ شل شہدادن ابدان کو چھوڑ کر لاؤ کہ
 تعلق ہو جائے یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ شہداد کے مال میں میراث ہوتی اور ابیا کریم علیہ السلام
 کے مال میں میراث جاری نہونی حالانکہ یوسف علیہ السلام کی اولاد کو لکھ کر شل خطہ انستین سب
 کو نام ہے عدا م ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداد کی ازواج کو بعد مدت موقوف
 نکاح کی اجازت ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی شان میں یہ حکم آیا و لا تنکحوا
 ازواجہن جبکہ ابداً حالانکہ عموم و اصل لکم ما وراہ لکم جس سے غفلت غیر
 منکوحہ فارغ العدة بحکمہ میں آتی ہے اور عدم والذین یوفون حکم و پذیرون ازواج
 وغیرہ جس سے بعد مروت عدت ازواج کو اجازت نکاح نظر آتی ہے اسکے مخالف ہے اگر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ نہاتے اگر شہداد انہیں ابدان کے حساب سے ہوتے تو پھر نکاح
 قبور میں مستور ہو جانا بہت ہوتا تو مجرمون اور مظلومون کے مجرم ہونے کی برابر بیگمانہ مال
 میں میراث چل سکتی نہ ازواج کو نکاح کی اجازت ہوتی ورنہ اس حساب سے تو ہم مردہ دل ہی اچھے
 سہتہ جنگی زندہ گانی موت سے بدتر ہے کیونکہ اس نام کی زندہ گانی پر ہمارے لئے تو یہ انعام کہ نہ مال
 میں کوئی تصرف کر سکے نہ ازواج کی طرف کوئی نظر بہر کے دیکھ سکے اور وہ اس حیات کامل پر بھی
 اس دولت و عزت سے محروم رہے مگر چونکہ یہاں کے اموال بہمین کے ابدان کے شکست و
 ریخت کے لئے ہیں اور یہاں کے ازواج انہیں ابدان کی شکر کے غم ریزی کے لئے مصداق نہاں
 حرمت لکم بہمین ہیں تو بعد انفعال تعلق روح کو انکے تعلقات سے کیا تعلق رہ جائے گا
 بلکہ جیسے گھوڑا سواری کے لئے اور گھاس دانہ گھوڑے کے لئے اور گھوڑا نہر ہے تو پھر گھاس دانہ
 سے بھی کچھ مطلب نہیں رہتا ایسا ہی ابدان ازواج کے کاروبار کے لئے بلکہ اس کا سر کیا و نہ کی

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

احمد مراد المتی کہ کتابت مجمع احسنات مغزین البرکات عالم ربانی جامع نظام برقی طبعی
حضرت مولانا مولوی محمد رفیع صاحب فوتوی حرمہ امدیہ المسنی

لطائف قاسمیہ
۱۳۰۹ھ

بمنہج و متبع مولوی محمد فضل الرحمن و مولوی محمد الیاس علیہما السلام
انہام جناب مولوی مانتو محمد عبد الاحد صاحبہ اللہ الوفاء

مطبعی واقع ہمارے
درمختار و مطبوعہ

هَذَا كِتَابُ الْجَامِعِ لِأَحَادِيثِ النَّبِيِّ الْمُعْوَدِ الشَّعَاعَةِ وَالْبَقَاءِ الْعَزِيزِ الْمُسْتَعْنَى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا هَامَ لِي دَاوُدُ وَسَلِيمَانُ ابْنَا الْأَشْعَثِ السَّجِسْتَانِي رَحِمَهُمُ اللَّهُ

شيخ الهند محمود السحري الذي يؤمن

مکتبہ رحمانیہ



الطريق إلى جنة عدن
080 7724728 7771 999

قلنا السلام على النبي لفظ يعني.

قلت: وهذا الذي نقل عن بعض الصحابة رضي الله تعالى عنهم أنهم قالوا في التشهد بعد وفاة رسول الله ﷺ على النبي فليس فيه حجة.

فإنهم ما قالوا إلا برأيهم فما علمهم رسول الله ﷺ من الألفاظ أولى بالأخذ مما قالوه باجتهادهم ورأيهم.

وقد كانت الصحابة في زمانه ﷺ يغيبون عنه في أسفارهم في الغزوات وغيرها ولا يشهدون إلا بما تعلموا لفظ التشهد بالخطاب من رسول الله ﷺ.

وعلى هذا الذي قالوا بعد وفاته ﷺ كان يلزم أن يقولوا فيها في التشهد «السلام على النبي». فلما لم يقولوا ذلك في الغيبة عنه ﷺ كيف يجوز أن يدلوا بعده لفظه ﷺ الخطاب بالغيبة.

وقد نقل الحافظ ما روى سعيد بن منصور من طريق أبي عبيدة بن عبد الله بن مسعود عن أبيه أن النبي ﷺ علمهم التشهد فذكره قال: فقال ابن عباس إنما كما نقول السلام عليك أيها النبي إذا كان حياً فقال ابن مسعود هكذا علمنا وهكذا نعلم.

فالظاهر أن ابن عباس قاله بحثاً، وأن ابن مسعود لم يرجع إليه، ثم قال الحافظ: لكن رواية أبي معمر أصح لأن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه والإسناد مع ذلك ضعيف على أن نبي الله ﷺ حي في قبره كما أن الأنبياء عليهم السلام أحياء في قبورهم ولا فرق بين أن يكون فوق الأرض أو تحت حجائها كما لا فرق في حضوره وغيبته في زمان حياته ﷺ.

ولهذا لعله لم يذهب إليه أحد من الأئمة، والمراد بقوله «ورحمة الله» إحسانه، وقوله «وبركاته» هو اسم لكل خير فائض منه تعالى على الدوام.

وقيل البركة الزيادة في الخير وإنما جمعت البركة دون السلام والرحمة لأنهما مصدران.

[السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين] قال البيضاوي: علمهم أن يفردوه ﷺ بالذكر لشرفه ومزيد حقه عليهم ثم علمهم أن يخصوا أنفسهم لأن الاهتمام بها أهم ثم أمرهم بتعميم السلام على الصالحين إعلاماً منه بأن الدعاء للمؤمنين ينبغي أن يكون شاملاً لهم، انتهى.

واستدل به على استحباب البداءة بالنفس في الدعاء، وفي الترمذي مصححاً من حديث أبي بن كعب أن رسول الله ﷺ كان إذا ذكر أحداً فدعا له بدء نفسه.

والأشهر في تفسير الصالح أنه القائم بما يجب عليه من حقوق الله وحقوق عباده وتفاوت درجاته [فإنكم إذا قلتم ذلك أصاب كل عبد صالح في السماء والأرض أو بين السماء والأرض].

وهو كلام معترض بين قوله الصالحين وبين قوله أشهد إلخ، علمهم لفظاً يشمل الجميع مع غير الملائكة من المرسلين والنبیین والصدیقین وغيرهم بغير مشقة.

وهذا من جوامع الكلم التي أوتيتها ﷺ والشك فيه من مسدد وإلا فقد رواه غيره عن يحيى بلفظ من أهل السماء والأرض، أخرجه الإسماعيلي وغيره.

وقد ورد في بعض طرقه سياق التشهد متوالياً وتأخير الكلام المذكور بعد وهو من تصرف

بَيِّنَاتُ الْمَلِكِ

حَلِّ الْبُحْبُوحِ

تأليف
العلامة المحدث خليل أحمد السهارنفوري
(ولد سنة ١٢٦٩ هـ وتوفي سنة ١٣٤٦ هـ)

مع تعليقات
العلامة المحدث الشيخ محمد زكريا الكاندهلوي المدني

المجلد الخامس

المحتوى :

تتمة كتاب الصلاة

الأجزاء: ٧٨٩ - ١٠٤٥

قد يسمى كتابخانه

مقابل آرام باغ - كراچی

کھجور بند کر کے کپڑا سلوا کر نام اور پتہ لکھوا کر یہاں بھیجا کہ تو تم بھی کھاؤ۔

کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ روضہ مطہرہ میں روشن ہونے والا موسم خدام روضہ سے تبرک لینا کیسا ہے؟ فرمایا بڑا موجب برکت ہے مگر مال وقف ہے کہ یہیں کے استعمال کے لئے بھیجا جاتا ہے اس لئے یوں کرو کہ اپنے طور پر یا نذر سے موم بتی خرید کر خدام کو دیدو کہ وہ روشن کریں اور پھر اس کو لے لو۔

آستانہ محمدیہ پر حاضری کے وقت حضرت کی عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ آواز نکلتا تو کیا مواجہہ شریف کے قریب یا مقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ خوفزدہ مودبانہ دبے پاؤں آتے اور مجرم و قیدی کی طرح دور کھڑے ہوتے بمکال شروع صلوٰۃ و سلام عرض کرتے اور چلے آتے تھے۔ **زائرین جو یہاں کا آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھتے اس سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور فرمایا کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جات ہیں اور ایسی آواز سے سلام عرض کرنا بے ادبی اور آپ کی ایذا کا سبب ہے۔ لہذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ ایک صاحب نے اس پر اشکال پیش کیا کہ جہد بابرک تو چند دیواروں میں محفوظ ہے پست آواز کس طرح سموع ہوگی۔ فرمایا یہ اشکال تو چھینے چلانے کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اس وجہ سے کبر کے اندر تو کتنا ہی کوئی باہر سے چلائے اور پکارے مگر آواز نہیں پہنچے گی۔ بھئی یہ تو خصوصیات ہیں ہے جس پر یہاں کا قاعدہ جاری نہیں ہو سکتا۔**

تیراندازی کا اس زمانہ میں صرف نام ہی رہ گیا ہے مگر میں حیران ہو گیا جبکہ ایک دفعہ حضرت نے کمان اور نیز کا نقشہ کھینچ کر اس کے ایک ایک جز کی حقیقت بیان فرمائی کہ اس عربی لفظ کا مصداق یہ ہے اور اس اسم کا مسمیٰ یہ حصہ ہے اور اس کا یہ۔ گویا آپ نے برسوں تیراندازی سیکھی ہے۔ بندوق شاید کبھی چلائی ہو مگر اچھی بُری کی شناخت اتنی زیادہ تھی کہ دہلی شہر رشید احمد صاحب کی دکان اسلحہ پر تشریف لے گئے تو سپتول رائفل اور مختلف کارخانوں کی برج لوٹ اور کارتوسی بندوقوں کا بڑے شوق اور غور کے ساتھ ملاحظہ فرمایا اور ان کے وہ جن قطع بیان فرماتے رہے جن کو سن کر شہر صاحب بھی حیران تھے۔

میں نے بندوق کا لیسنس لیا تو بڑے شوق سے فرمایا اپنی بندوق دکھاؤ اور ملاحظہ فرما کر طریقہ تعلیم فرمایا کہ بوں اٹھانا اور بوں رکھنا چاہئے۔ آپ کا کبھی شکار کھیلنا بھی مجھے یاد نہیں مگر شکار کا گوشت بڑی رغبت سے کھاتے تھے۔ ایک دفعہ اجڑاڑہ ساتھ گیا اور بندوق ساتھ لے لی تو بعد نظر فرمایا بھی جنگل ہواؤ دیکھو مودیا کبوتر مل جائے تو شکاری ہو جائے۔

یہی حالت نباتات سے واقفیت کی تھی کہ ایک بار آپ نے گاؤں کے راستے میں جتنی خود رو جڑی بوٹیاں

اِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اخَذَ اِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا
 اَحمد لَہٰذہ سوانح قدوة العلماء تاج اَحمد تین زبدۃ الفقہاء سراج الناظرین
 امام الہمام الاوحد مولانا شیخ ابی ابراہیم خلیل اَحمد المَدَنی المہاجر قدس سرہ
 بنام

تَذْكِرَةُ الْخَلِيلِ

جس کے ضمن میں حضرت مولانا محمد تکی صاحب کاندھلوی، مولانا مظفر حسین صاحب
 کاندھلوی، شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی، مولانا اکمل صدیق احمد
 صاحب انبھٹوی، اور مولانا اکمل حاج شیخ عبدالرحیم صاحب راتپوری قدس سرہ اسراریم
 کے پیارے حالات بھی آگئے ہیں۔ اور ہندوستان کی مشہور دینی درسگاہ مظاہر علوم
 کے دارالطلبہ و کتب خانہ اور قدیم دارالحدیث کے تین عکسی فوٹو مطبوعہ بھی شامل ہیں
 مؤلفاً

حضرت مولانا محمد عاشق الہی صاحب میٹھی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر مَدَنی شَبَّانِجی ۳/۴۴۵ - بہادر آباد - کراچی

حدثنا وكيع وعبد الرزاق عن سفيان عن عبد الله بن السائب عن زاذان عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمي السلام.**

النسائي [ص: ٨٩] ابن ماجة [٦٥]: حدثنا الحسين بن بيان ثنا زياد بن عبد الله ثنا المسعودي عن عون ابن عبد الله عن أبي فاختة عن الأسود بن يزيد عن عبد الله بن مسعود قال: إذا صليت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحسنوا الصلاة عليه فإنكم لا تدرون لعل ذلك يعرض عليه قال: فقالوا: فعلنا قال: قوله: **اللهم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك ورسولك إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة اللهم ابته مقاماً محموداً يفيض به الأولون والآخرون.** اللهم صلى على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم. **انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم انك حميد مجيد.**

ابن ماجة [ص: ٤٤]: حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة ثنا الحسين بن علي عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر عن أبي الأشعث الصنعاني عن شداد بن أوس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **إن أفضل الأيام يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه النسخة وفيه الصلوة فأكثروا على من الصلاة فيه فإن صلاتكم معروضة على فقال رجل: يا رسول الله كيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرميت؟** يعني بليت فقال: **إن الله قد حرم على الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء.**

ابن ماجة [ص: ١١٩] حدثنا عمرو بن سواد المصري ثنا عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث عن سعيد بن أبي هلال عن زيد بن أيمن عن عباد بن مسيء عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **أكثروا الصلاة على يوم الجمعة فإنه مشهود تشهده الملائكة أن واحداً ينصلي على إلا عرضت على صلاته حين يفرغ منها قال: قلت: وبعد الموت قال: وبعد الموت** **إن الله حرم على الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء** **فبقي الله حتى يرزق** وقد صنف السويطي رسالة إنباء الأذكياء في حياة الأنبياء وبين فيها مسالك العلماء في بيان حديث رد الله على روه حتى أرد عليه السلام. والأوجه لك أن تفوض إلى الله تعالى ماهية تلك الأمور لم يتيقن لفظ رسول الله صلى الله عليه وسلم أي هو؟ نصلي على النبي صلى الله عليه وسلم صلاة كثيرة دائماً وفي هذا بحث لم أرنا سبباً أن أذكره الآن وإن وفقني الله تعالى أحرره في أوراق عليحدة إن شاء ربي عز وجل حررته في كتابي المسمى بتوضيحية.

قال أبو داود: باب قبلة الجسد لقوله: عن أسيد بن حضير رجل من الأنصار: قال: بينما إني رجل مبتدأ قال غيره والجملة من المبتدأ والخبر هو مروي أسيد هذا ما قاله سيدنا وشيخنا رحمه الله تعالى وجزاء عنا أفضل جزاء وأتمه وأدومه ورحمة فوق ما تمنى ويتمى وإيائه معه آمين يارب العالمين فيرحم الله عبداً قال آميناً سبحانه اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك ثلاثاً.

قوله: نزع رجل لم يعمل خيراً قط غصن شوك فلما طلع عن الطريق فشكر الله له هي والله أعلم اعطاه توفيق

جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن

تحریرِ حقیقت علی

اصول التحقیق

مولانا حسین علی کے درس حدیث پر مشتمل
احادیث کا ایک خوبصورت مجموعہ جو عرصہ
دراز سے تالیف تھامنا شہود پر آچکا ہے

رئیس المفسرین
حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ

إشاعة کتب سیدی محمد

عبدالقنی پلازہ محلہ جنگلی پشاور

0333-4532836 / 0300-9391643

آپ کے حضور میں توسل کرتے ہیں سو ہم کو بارش عنایت کیجئے، سو بارش ہو جاتی تھی۔
 ف: مثل حدیث بالا اس سے بھی توسل کا جواز ثابت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو جواز توسل ظاہر تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قول سے یہ بتلانا تھا کہ غیر انبیاء سے بھی توسل جائز ہے تو اس سے بعض کا سمجھنا کہ احیاء و اموات کا حکم متفاوت ہے بلا دلیل ہے، اول تو آپ ہمیں حدیث قبر میں زندہ ہیں دوسرے جو علت جواز کی ہے جب وہ مشترک ہے تو حکم کیوں مشترک نہ ہوگا؟۔

۲۸۹۔ مطلق اسلام ہی توسل کیلئے کافی

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "ابغونی فی ضعفائکم فانما ترزقون او تنصرون بضعفائکم". (رواہ ابوداؤد)
 ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ کو (قیامت کے روز) غرباء میں ڈھونڈنا، کیوں کہ (غرباء کی ایسی فضیلت ہے کہ) تم کو رزق، یا فرمایا کہ دشمنوں پر غلبہ غرباء ہی کے طفیل میسر ہوتا ہے۔"
 ف: مثل دو حدیث بالا اس سے بھی توسل کا جواز ثابت ہے، بلکہ اس میں مطلق اسلام ہی توسل کے لئے کافی معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ غیر مسلم تو یقیناً مراد نہیں ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ اس شخص میں کوئی حیثیت مقبولیت کی ہو مثل مسکنت مذکورہ فی الحدیث کے۔

۲۹۰۔ حقیقت دست غیب

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: دخل رجل علی اہله، فلما رأى ما لہم من الحاجة عرج الی البریۃ، فلما رأیت امرأته قامت الی الریحی فوضعتها، والی التور فسجرتها، ثم قالت: اللہم ارزقنا، فنظرت فاذا الجفنة قد امتلأت، قال: وذهبت الی التور فوجدته ممتلئاً، قال: فرجع الزوج قال: اصبت بعدی شیئاً؟ قالت امرأته: نعم من ربنا، وقام الی الریحی فذكر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابوداؤد: الجہاد، الانتصار برذل الخیل والضعفة، رقم: ۲۵۹۳، وسکت عنہ المنذری۔ قلنا: وأخرجه الترمذی، الجہاد، الاستفتاح بصعاليك المسلمين، رقم: ۱۷۰۲، وقال: حسن صحيح قلنا: وأخرجه النسائي، الجہاد، الاستنصار بالصعيف، رقم: ۳۱۸۱۔

التَّكْشُفُ

عَنْ مَهَمَّاتِ التَّصَوُّفِ

حکیم الامت محمد امجد علی دہلوی
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

مجموعہ رسائل
مسائل تصوف (احادیث کی روشنی میں)
عرفان حافظ و دیگر رسائل

ترتیب جدید و کاوش
مدرسہ حق ملتانی
(مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

تحقیق و تخریج
مولانا محمد عرفان منصور پوری مدظلہ
(استاد الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد)

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240)

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ الانبياء احياء في قبورهم يصلون (مسند ابی یصلی موصلی ج ۳ ص ۳۷۹) انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

سوال (۵) : نبی علیہ السلام کی قبر مبارک کے بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے؟
جواب : نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ وہ زمین، آسمان، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے (الفتوحات الربانیہ علی الاذکار النوویہ ج ۵ ص ۳۲، ص ۴۰)

آپ کی قبر مبارک کا احترام بہت ضروری ہے۔ جس طرح نبی کریم ﷺ کے سامنے اونچی بولنا منع ہے اسی طرح روضہ مبارک کے پاس بھی منع ہے۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ آداب بعد حیات بھی باقی ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ امیر المومنین ابو جعفر منصور نے امام مالک سے کسی مسئلہ میں مسجد نبوی میں گفتگو کی تو امام مالک نے فرمایا اے امیر المومنین! تمہیں کیا ہوا؟ اس مسجد میں آواز مت بلند کرو۔ کہ حضور نبوی ﷺ کا احترام وفات کے بعد وہی ہے جو حالت حیات میں تھا۔ سوا ابو جعفر دہ گیا (نشر الطیب ص ۲۸۸، ۲۸۹)

سوال (۶) : کیا سماع موتی کے عقیدہ سے مشرکین کی تائید ہوتی ہے؟
جواب : سماع موتی کا عقیدہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اگر اس سے شرک کی تعلیم یا تائید مانی جائے تو لازم آئے گا کہ نبی علیہ السلام کی صحیح احادیث معاذ اللہ شرک کی تعلیم دیتی ہیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان

دوزخ میں جلنے کا دکھ۔ مومن صحیح جواب دیتا ہے اس کو پہلے دوزخ دکھائی جاتی ہے کہ اگر تو صحیح جواب نہ دیتا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوتا پھر جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اب مومن کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ دوزخ سے بچنے کی خوشی جنت میں جانے کی خوشی مومن دعا کرتا ہے کہ اے اللہ جب قیامت آئے تاکہ اپنے گھر میں چلا جاؤں۔

سوال نمبر (۳) : عقیدہ نمبر ۳ لکھیں اور ایصالِ ثواب کی چند ناجائز صورتیں بیان کریں؟

جواب : مردے کے لئے دعا کرنے سے کچھ خیر خیرات دے کر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

ایصالِ ثواب کا معنی ہے کہ کوئی نیکی کر کے انسان اللہ سے دعا کرے کہ اس کا ثواب کسی کو پہنچا دے ایصالِ ثواب جائز ہے۔ مثلاً کسی کے لئے صدقہ کرنا قرآن پڑھنا نفل حج یا عمرہ کرنا۔ لیکن اس کے لئے دن متعین کرنا لوگوں کو اکٹھا کرنا بدعت ہے۔ مرنے کے بعد انسان کا مال اس کا نہیں رہتا بلکہ وہ وارثوں کا ہو جاتا ہے۔ وارثوں میں نابالغ بچے ہوں تو ان کے مال کو قفل وغیرہ میں استعمال کرنا قطعاً حرام ہے۔

سوال (۴) : کیا انبیاء کرام قبروں میں زندہ ہیں؟

جواب : جی ہاں! انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ حضرت انسؓ

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ



اسلامی عقائد

تیسرا حصہ
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا محمد سیف الرحمن قاسم
فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ

وفاق المدارس العربیہ کے نصاب میں شامل کتاب
بہشتی زیور میں مندرج عقائد کی ویشین توضیح

جامعۃ الطیبات للبنات الصالحات

4- کنوڑ گڑھ، کانچ روڈ، گوجرانوالہ

سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَمَخَّرَجَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى كَشَفَ يَسْجَفَ حُجْرَتِهِ، وَنَادَى: «يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ». قَالَ: لَيْبِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَشَارَ بِبَيْتِهِ أَنْ: «ضَعِ الشُّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ». قَالَ كَعْبُ: قَدْ قَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُمْ قَافِضِهِ».

[طوله في: ٤٥٧].

وفي «المرقاة» أَنَّ الجهرَ في المسجد ولو بالذكر حرام، ونَقَلَ عن مالك رحمه الله أَنَّ احترام النبي ﷺ بعد وفاته أيضًا كما كان في حياته.

وفي البيهقي عن أنس وصححه ووافقه الحافظ في المجلد السادس «أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ». أَشْكَلُ عَلَيْهِمْ مراده، فَإِنَّ الرُّوحَ نَفْسَهَا حَيَاةٌ لَا فَنَاءَ لَهَا سِوَاهُ كَانَتْ رُوحُ الْكَافِرِ أَوْ الْمُؤْمِنِ، فَلَا رُوحَ كُلِّهَا أَحْيَاءُ، فَمَا مَعْنَى كَوْنِ الْأَنْبِيَاءِ أَحْيَاءَ؟ فَاعْلَمْ أَنَّ تِلْكَ الْأَحَادِيثَ لَمْ تُرَدِّ فِي بَيَانِ حَيَاةِ نَفْسِ الرُّوحِ وَمُدَّتِهَا، لِأَنَّ حَيَاتَهَا مَفْرُوعَةٌ عَنْهَا بَلْ فِي تَعَطُّلِهَا عَنِ الْأَفْعَالِ وَعَدَمِهَا، وَحَيْثُ مَعْنَاهُ أَنَّ أَزْوَاجَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَيْسَتْ بِمُعْطَلَّةٍ عَنِ الْعِبَادَاتِ الطَّيِّبَةِ وَالْأَفْعَالِ الْمُبَارَكَةِ، بَلْ هُمْ مُشْغُولُونَ فِي قُبُورِهِمْ أَيْضًا كَمَا كَانُوا مُشْغُولِينَ حِينَ حَيَاتِهِمْ فِي صَلَاةٍ وَحَجٍّ، وَكَذَلِكَ حَالُ تَابِعِيهِمْ عَلَى قَدَرِ الْمَرَاتِبِ بِخِلَافِ مَنْ كَانَ مُعْطَلًّا عَنْهَا فِي حَيَاتِهِ، فَإِنَّهُ يَكُونُ مُعْطَلًّا فِي قَبْرِهِ أَيْضًا «وَمَنْ كُنْتُ فِي هَذِهِ أَهْمَنَ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَهْمَنَ» وَإِلَى هَذَا أَشَارَ بِقَوْلِهِ: يُصَلُّونَ، فَذَكَرَ لَهُمْ عِبَادَةً لِيُنْبِئَهُ عَلَى مَعْنَى حَيَاتِهِمْ فَهَمْ يُصَلُّونَ وَيَحْجُونَ فِي قُبُورِهِمْ، وَيَفْعَلُونَ أَعْمَالَ الْأَحْيَاءِ، فَهَمْ أَحْيَاءُ بِهَذَا الْمَعْنَى، وَهَذَا عُرِفَ عَامٌ يَقَالُ لِلْمُعْطَلِّ عَنِ الْأَفْعَالِ إِنَّهُ مَيِّتٌ وَإِنْ كَانَ حَيًّا، فَعَلِمَ أَنَّ أَضْلَ الْحَيَاةِ عِبَارَةٌ عَنْ أَعْمَالِهَا، وَحَقِيقَةُ الْمَوْتِ عِبَارَةٌ عَنِ التَّعَطُّلِ عَنْهَا. عَلَى وَزَانِ قَوْلِهِمْ: إِنَّ الْعِلْمَ حَيَاةٌ، وَالْجَهْلَ مَوْتٌ، وَمِنْ هَهُنَا انْحَلَّ حَدِيثُ آخَرٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي رَدِّ رُوحِهِ ﷺ حِينَ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ ﷺ، لَيْسَ مَعْنَاهُ أَنَّهُ يَرُدُّ رُوحَهُ أَيَّ أَنَّهُ يَحْيَى فِي قَبْرِهِ، بَلْ تَوَجُّهُهُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ إِلَى هَذَا الْجَانِبِ، فَهُوَ ﷺ حَيٌّ فِي كُلِّمَا الْحَالَتَيْنِ بِمَعْنَى أَنَّهُ لَمْ يَطْرَأْ عَلَيْهِ التَّعَطُّلُ قَطُّ، لَكِنَّهُ كَانَ مُسْتَهْلِكًا فِي التَّوَجُّهِ إِلَى حَضْرَةِ الرَّبُّوبِيَّةِ، فَإِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ رُدَّ عَلَيْهِ رُوحُهُ بِمَعْنَى شَغْلِهِ بِبَلْكَ الْجَانِبِ الَّذِي كَانَ مُعْطَلًّا عَنْ قَبْلِهِ.

ثم الحياة فيها مراتب لا يعدلها عاد ولا يحصيها محصن، فحياة الأنبياء أعلى وأتم، وحياة الصحابة دونها ثم، وثم بخلاف الكافرين، فإنه ميت في قبره بمعنى أنه معطل عن جميع الخيرات، ليس له غير الويل والثبور لا بمعنى فناء روجه ولذا قال تعالى: «لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى» (الأعلى: ١٣) أمّا أنهم لا يموتون، فلأن الأرواح لا فناء لها ولا موت، وأمّا عدم حياتهم فلا تفتاء أفعال الأحياء عنهم، وأفعال الأحياء هي الخيرات والحسنات، دون الفسق والفجور، كما في الأحاديث: «إِنَّ الذِّكْرَ حَيَاةٌ، وَالذَّاكِرَ حَيٌّ، وَالْغَافِلَ عَنْهُ مَيِّتٌ»، وروى الدُّبَيْلِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَتْهُ مَرَّةً قَوْلَ الْقَاتِلِ:

لَيْسَ مِنْ مَاتَ فَاسْتَشْرَاحَ بِمَيِّتٍ إِنَّمَا الْمَيِّتُ مَيِّتٌ الْأَحْيَاءُ
وما تنصرف الأرواح الخبيثة من الأفعال الخبيثة فلا يُسمى أفعال الحياة، وليست تلك إلا أشياء البركة، ولذا قرئت فيما مرَّ أَنَّ قَوْلَهُ: «لَا تَتَخَلَّوْهَا قُبُورًا» محمولٌ على الحسن، وهو أيضًا

فَيْضُ الْبَيِّنَاتِ

عَلَى

صَحِيحِ الْبَيِّنَاتِ

من أمنا إلى الدنيا على هذا الأسلوب الكبير

إلى القدر الذي كان في الكتاب في المذاهب التي المتوفى ١٢٥١ هـ

جميع هذه الأركان وحرمها

حاشية البدر الساري

إلى فيض الساري

سلسلة النسخة التي كانت في المذاهب التي المتوفى

من نسخة المخطوطات التي كانت في المذاهب التي المتوفى

المجلد الثاني

يحتوي على الكتب التالية:

الصلوة، مواقيت الصلاة، الأذان، الجمعة، الخوف، العيدين، الوتر، الاستسقاء، التسويف
سجود القرآن، تفسير الصلاة، التهجد، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة
العمل في الصلاة، السور

تتبعه

أدرجت في هذا الصحيح البخاري، كاملاً ومبزيلاً بحرف أكبر
من حرف الشرح، كما مبزيلاً ألفاظ الصحيح ضمن الشرح
بوضعها بين قوسين ولونها بالأحمر، ووضعنا في الحواشي
البدر الساري إلى فيض البخاري، للاستكمال مع هذا بدر عالم الميراثي

مكتبة رشيدية

سركازة كوشة، لندن ٢١١٢٢٦٣

نقله الحافظ ابن كثير في « تفسيره » من سورة آل عمران فقال :
قال ابن أبي حاتم : حدثنا أبي ، حدثنا أحمد بن عبد الرحمن ، حدثنا
عبد الله بن أبي جعفر ، عن أبيه ، حدثنا الربيع بن أنس ، عن
الحسن ... الحديث .

وذكره ابن كثير مرة ثانية في سورة النساء من طريق
آخر موقوفاً على الحسن ، فهو مرفوع عند الحسن ، وموقوف
عليه . وكذا أخرجه ابن جرير مرفوعاً عن الحسن ^(١) .

الحديث : ٦٢ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال :
سمعتُ رسول الله ﷺ يقول : « والذي نفسي بيده لَيَنْزِلَنَّ عيسى
ابنُ مريمَ إماماً مُقْسِطاً ، وَحَكَمًا عَدْلًا ، فَلَيَكْثِرَنَّ
الصَّالِبُ ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخَزِيرَ ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ ،
وَلَيُذْهِبَنَّ الشُّحْنَاءَ ، وَلَيَعْرِضَنَّ الْمَالَ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ .
ثم لئن قام على قبري وقال : يا محمدُ لاُجِيبَنَّهُ . رواه أبو يعلى
كما في « رُوح المعاني » للآلوسي من تفسير سورة الأحزاب ^(٢) .

(١) مواضع الحديث : ابن كثير في « تفسيره » ، ١ : ٣٦٦ و ٥٧٦ ،
ابن جرير في « تفسيره » ، ٣ : ٢٠٢ .

(٢) مواضع الحديث : « مجمع الزوائد » للهيتمي ٨ : ٢١١ ، عن =

التَّصْحِيحُ بِمَا تَوَاتَرَ فِيهِ زُورُ الْمَسِيحِ

لأبام العصر المحدث الكبير شيخ محمد أنور شاه كشميري الهندي

ولد ١٢٩٢ هـ وتوفي ١٣٥٢ هـ
رحمه الله تعالى

رُتِبَ تَلِيْذُهُ الْعَلَامَةُ الْحَقِيقُ الْبَارِعُ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ شَفِيعُ
مَفْتِي بَاكْسْتَان رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

تحدث هذا الكتاب عن كثير من علامات الساعة الكبرى مشروحة موضحة وخاصة
نزول عيسى عليه السلام وغروج الدجال وياجوج وماجوج والذابة والدخان...
فجدير بكل مؤمن ومؤمنة أن يعلمها ليزداد بها بصيرة وإيماناً

حَقَّقَهُ وَرَاجَعَ نَصْرُودُهُ وَعَلَّقَ عَلَيْهِ

عبد الفتاح أبو غدة

الناشر

مكتبة دار العلوم كراتشي

کی زیارت کا ارادہ محرک ہو۔ نیز اس ضمن میں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ حضور ﷺ کی حیات شہداء کی مانند محض روحانی ہے یا آپ جسم اقدس کے ساتھ زندہ بھی ہیں۔

﴿ج﴾

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک حضور مدینہ کے بارے میں مرجوح بلکہ غلط ہے۔ مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرور کائنات ﷺ کی زیارت اور آپ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہیے آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین و شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت ہی وجہ سے قوی تر ہے (۱) آپ سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا تھا بلکہ اس اس برزخی وجود میں بھی کیا جاتا چاہیے۔ محبوب حقیقی تک وصال اور اس کی رضا صرف آپ ہی کے ذریعہ اور وسیلہ سے ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے میرے نزدیک (افضل) یہی ہے کہ حج سے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہیے اور آپ کے توسل سے نعمت قبولیت حج و عمرہ کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے مسجد کی نیت خواہ معجزا کر لی جائے مگر اولیٰ یہی ہے کہ صرف جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی نیت کی جائے تاکہ لا محملہ حاجۃ الازیلتی والی روایت پر عمل ہو جائے۔

(مکتوبات ۱۱۹-۱۲۰)

روضۂ اقدس پر حاضری

﴿س﴾

روضہ مقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے وقت زائر کی کیا کیفیت ہونی چاہیے۔

﴿ج﴾

حاضری روضہ مبارک کے وقت آنحضرت ﷺ کی روح پر فتوح کو وہاں جلوہ افروز سننے والی جاننے والی، غایت جمال و جلال کے ساتھ تصور کرتے ہوئے شہنشاہ عالم کے دربار کی حاضری خیال کی جاوے اور جملہ طرق ادب کا لحاظ رکھا جائے۔ (مکتوبات ج ۱، ص ۳۰۶)

۱) انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات مبارکہ کے اس مسئلہ کو جس کی جانب جواب میں اشارہ کیا گیا ہے حضرت جتہ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب مانوٹوی قدس سرہ نے اپنی تصانیف آب حیات و جمال قائمی وغیرہ میں بدائل واضح فرمایا ہے اور حدیث شریفہ لا محملہ حلیۃ کا پورا متن یہ ہے جس کو امام تہی الدین سبکی نے بروایت قطری و دارقطنی وغیرہما شفاء السقم کے ص ۱۳ پر بیان کیا ہے معن جاءہ فی زلزلۃ لا محملہ لا زلزلتی کلن حقاً علی ان اکون لہ شفعا لہ یوم القیامۃ (جیل الرحمن)

فتاویٰ شیخ الاسلام

مفتی مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

مولانا مفتی محمد شمس الدین منصور پوری

تحقیق و تخریج:

حضرت مفتی محمد وہاب منگھوری

ڈائریکٹر الفریڈ فقہی اکیڈمی میٹورہ



برصغیر پاک و ہند میں سنی اہل سنت بازار، لاہور فون: 042-37361339

E-Mail: jamiatbooks@gmail.com

و بانی ظاہر کیا گیا حالانکہ محمد بن عبدالوہاب اور اس کے فرقہ سے ان حضرات کو دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ وہ عقائد و اقوال جو طائفہ دہلیہ کے مشہور اور ماہر الاقیان (میں اہل السنۃ و جمیعہ) ہیں ان کے خلاف ان حضرات کی تصانیف بھری ہوئی ہیں وہ وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات، جسمانی اور بقا عظامیہ بین الروح و الجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی اور ثبوت شہادت اس پر بالکل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں سال اب حیات نہایت بسوڑا رسالہ خاص اسی مسئلہ کے لیے لکھا گیا ہے۔ نیز ہدیۃ الشیعہ، اجواب العین حصہ دوم اور دیگر رسائل مطبوعہ مکتبہ حضرت نالوتوی قدس اللہ سرہ العزیز اس مضمون سے بھرے ہوئے ہیں، و بانیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فقط مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے سفر کرنا چاہیے۔ دہلیاں پہنچنے کے بعد زیارت بھی کر لی جائے۔ ہمارے اکابر زیارت مطہرہ کے لیے سفر کرنے کو صرف جائز بلکہ افضل المستجابات اور قریب واجب قرار دیتے ہیں۔ بلکہ محض زیارت کے لیے سفر کرنا جس میں اور کوئی دوسری قیمت منوی اور ملحوظ ہو۔ افضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ زبدۃ الناسک مصنفہ حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز باب زیارۃ المدینہ اس پر شاہ عدل ہے۔

و بانیہ توسل بالانبیاء والاویاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بعد الوفاۃ ممنوع اور حرام قرار دیتے ہیں یہ حضرات اس کو نہ صرف جائز بلکہ ارجی الاجابات اور مفید تر قرار دیتے ہیں تجارت حضرات چشت رحمہم اللہ تعالیٰ اور آداب زیارت وادعیہ مدینہ منورہ اس پر شاہ عدل ہیں جو کہ حضرت نالوتوی اور حضرت گنگوہی اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور حضرت حاجی امجد اللہ صاحب قدس اللہ سرہ اہم کے متعدد تصانیف میں شائع ہو چکی ہیں۔

و بانیہ بارگاہ نبوت میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے رہتے ہیں اور یہ حضرات بارگاہ نبوت (علیہ السلام) میں اس قدر اظہار عقیدت فرماتے ہیں کہ ظاہر ہیں اس کو غلو اور تجاوز من الحد شد کرنے لگتا ہے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی مشہور و مقبول

(خود نوشت آپ بیتی)

نقشِ حیات

۶

اول

مولانا سید حسین احمد مدنی

وہ قابلِ قدر پیش بہا مستند تاریخی مجموعہ جس میں اسلامی ریاستوں پر ڈول یورپ کی مسلسل یورش، استقلال وطن کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فتویٰ حضرت سید احمد شہید کا جہاد حریت ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء اور مشائخ اسلام کا حصہ ریشمی خطوط کی تحریک یعنی شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی انقلابی تحریک اس کے رفقاء کار ہندوستان اور افغانستان میں اس کے اثرات و نتائج، اسارت مالنا، مقدمہ کراچی وغیرہ وغیرہ یعنی انیسویں اور بیسویں صدی میں اسلامی سیاسیات اس کے تقاضوں رد عمل اور پس منظر پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

تعارف

مفکر اسلام مولانا مفتی محمود

المیزان ناشران تاجران کتب

النگریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور پاکستان فون: ۷۲۲۶۲، ۷۲۲۹۸۱، ۷۲۲۹۸۲

جس صفحہ ۳ کی عبارت اس مغتری کذاب نے نقل کی ہے اور اس کے معنی کو خراب کیا ہے۔ اسی صفحہ کی بارہویں سطر میں حضرت مولانا تصریح فرما رہے ہیں باقی یہ احتمال کہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جمہور نے دعویٰ کر کے خلافت کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فیہ ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ماسکان محمد اہل احد من رجالکم اور جملہ ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی خدا کے کلام مجر نظام میں تصرف نہیں۔ اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے بیسیوں مواقع تھے بلکہ بناء خاتمیت اور بات ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آ جاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔

آپ اس عبارت کو ملاحظہ کریں کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے آیا انکار نبی آخر الزماں ہونے کا یا اقرار۔ خود فرما رہے ہیں کہ ”بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آ جاتا ہے۔“ اس سے صاف طور سے ظاہر ہو گیا کہ مولانا مرحوم حضور علیہ السلام کے نبی آخر الزماں ہونے اور اس کے لازم از معنی آیت ہونے کے مقرر ہیں کہ جو شخص بعد حضور علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کا کرے بے شک جمہور اور کذاب ہے اور یہی آیت اس دعویٰ اور خیال کو رد کرے گی ہرگز جائز نہ ہوگا کہ کوئی جنتی وجہ اس آیت کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو مگر مجدد جالین نے اپنے ثبوت مدعا کے واسطے اس عبارت و نیز دیگر عبارات مسطورہ کو بالکل ہضم کر دیا ہے اور جس قدر کہ ان کو خواہش شیطانی پورا ہونے میں کافی تھا ذکر کیا اور سمجھنے کی طرف یا تو قصد اتوجہ نہیں کیا اور یا نہ سمجھا۔ چونکہ لوگوں کو قلعی میں ڈالنا مقصود تھا اس لیے اس کے معنی کو خراب کیا۔

اب ان جملہ عبارتوں سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ حضرت مولانا تالوتی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز نبی آخر الزماں اور خاتمیت زمانی کے منکر نہیں بلکہ اس وصف کے ثبوت کو ضروری اور واجب سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کے دامن مقدس تک کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا اور اہل حرمین کو بوجہ تاواقیف دھوکہ ہوا۔ کذاب نے ان کے ساتھ کر کیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس وجہ سے کوئی فائدہ مجدد بریلوی کو نہیں ہوا بلکہ بوجہ اس افتراء کے خود طوق لعنت میں گرفتار ہوا۔ اور موافق حدیث نبوی ملازم کفر ہوا اور اس میں جملہ حرمین کو اپنا گواہ بنایا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے مدینہ منورہ جا کر بحضور سرور کائنات علیہ السلام یہ عیاری اور افتراء بندی کی ہے اور حضرت علیہ السلام قبر مبارک میں زعمہ ہیں ان کے روضہ اقدس پر اس پر سالہ کو لے جا کر اپنی خواہش شیطانی کو پورا کیا ہے۔ پس اس کی تکفیر میں اور حضرت مولانا تالوتی رحمۃ اللہ علیہ کی برأت میں خود حضرت رسول اللہ ﷺ شاہد ہوئے اور موافق

الشَّهْطُ الشَّاكِبُ

المُسْتَرْقِ الكَاذِبُ

الشيخ الاسلام حضرت مولانا سيد حسين احمد عني نورا الله مرقدہ

ترغيم حزب الشيطان
بتصويب حفظ الإيمان

غايۃ المامول
فی تبيين الحق في حق علم الرسول

از
حضرت مولانا ابوالفضل محمد عطاء اللہ تھانی بناری

از
علامتہ اچھ آفندی بزرگجنی مفتی مدینہ منورہ

مرتب
فخر اہل سنت مولانا قاری عبدالرشید لاہوری
استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور۔

ادارہ تحقیقات اہل سنت
جلال پارک نیگم پورہ لاہور

.

فلهذا أدخل حرف التشبيه فى الرواية ، وحيث أطلقها فهى محمولة على ذلك ، والله أعلم .

وقد جمع البيهقى كتابا لطيفا فى حياة الأنبياء فى قبورهم أورد فيه حديث أنس : «الأنبياء أحياء فى قبورهم يصلون» أخرجه من طريق يحيى بن أبى كثير - وهو من رجال الصحيح - عن المستلم بن سعيد - وقد وثقه أحمد وابن حبان - عن الحجاج الأسود - وهو ابن أبى زياد البصرى وقد وثقه أحمد وابن معين - عن ثابت عنه ، وأخرجه أيضا أبو يعلى فى مسنده من هذا الوجه وشاهد هذا الحديث ما ثبت فى صحيح مسلم من رواية حماد بن سلمة ، عن ثابت ، عن أنس رفعه : «مررت بموسى ليلة أسرى بهى عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلى فى قبره» وأخرجه أيضا من وجه آخر ، عن أنس ، فإن قيل : هذا خاص بموسى ، قلنا : قد وجدنا له شاهدا من حديث أبى هريرة أخرجه مسلم أيضا من طريق عبد الله بن الفضل عن أبى سلمة عن أبى هريرة رفعه : «لقد رأيتنى فى الحجر وقريش تسألنى عن مسراى» الحديث ، وفيه : «وقد رأيتنى فى جماعة من الأنبياء ، فإذا موسى قائم يصلى ، فإذا رجل ضرب جعد كأنه» وفيه : «وإذا عيسى بن مريم قائم يصلى أقرب الناس به شيها عروة بن مسعود ، وإذا إبراهيم قائم يصلى ، أشبه الناس به صاحبكم ، فحانت الصلاة فأمتهم» .

ومن شواهد الحديث أيضا ما أخرجه أبوداود من حديث أبى هريرة رفعه ، وقال فيه : «وصلوا علىّ ، فإن صلاتكم تبلغنى حيث كنتم» سنده صحيح ، وأخرجه أبو الشيخ فى كتاب الثواب بسند جيد «من صلى علىّ عند قبرى سمعته ، ومن صلى على نائبا بلفظه» وعند أبى داود والنسائى ، وصححه ابن خزيمة وغيره ، عن أوس بن أوس رفعه فى فضل يوم الجمعة «فأكثروا فيه علىّ من الصلاة ، فإن صلاتكم معروضة علىّ ، قالوا : يا رسول الله ، وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت ؟ قال : إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء» .

ومما يشكل على ما تقدم ما أخرجه أبوداود من وجه آخر عن أبى هريرة رفعه : «ما من أحد يسلم علىّ إلا ردّ الله علىّ روحى ، حتى أرد عليه السلام» ورواته ثقات . وجه الإشكال فيه أن ظاهره أن عود الروح إلى الجسد يقتضى انفصالها عنه ، وهو الموت . وقد أجاب العلماء

فتح الملهم

بشرح صحيح الإمام مسلم بن الحجاج القشيري رحمه الله

تأليف

العلامة المحرز المفتي المولانا الكبير الشيخ شهاب الدين محمد بن عبد الله

بتعليقات نافعة

من فضيلة العلامة المفتي محمد رفيع العثماني رئيس دار العلوم كراتشي

التمهيد والترقيم

نور البشكر بن نور الحق

المجلد الثاني

النشر

مكتبة دار العلوم كراتشي

باطل معبودوں کا جواب | یعنی جھوٹے ہو جو ہم کو خدا کا شریک ٹھہرا لیا۔ ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو۔ فی الحقیقت تم محض اپنے اوہام و خیالات کو پوجتے تھے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہ تھی۔ یا جن شیاطین کی پرستش کرتے تھے۔ مگر وہاں شیطان بھی یہ کہہ کر الگ ہو جائے گا "وَمَا تَحَايِي لِي عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنِ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَقْلُوبُوا لِي أُثُونًا" (ابراہیم رکوع ۴) فرض جن چیزوں کو شرکین نے معبود بنارکھا تھا، سب اپنی طبع کی اور بیزاری کا اظہار کریں گے۔ کوئی بچ کوئی جھوٹ۔ پتھر کے بتوں کو تو سرے سے کچھ خبر ہی نہ تھی۔ مانگہ اور بعض انبیاء و صالحین ہمیشہ شرک سے سخت نفرت و بیزاری اور اپنی خالص بندگی کا اظہار کرتے رہے۔ وہ گئے شیاطین سوان کا اظہار نفرت کو جھوٹ ہوگا، تاہم اس سے شرکین کو کلی طور پر مایوسی ہو جائے گی کہ آخر بڑے سے بڑا رفیق بھی کام آنے والا نہیں۔

یعنی ساری طمطراق اور افتراء پر دازیاں اس وقت غائب ہو جائیں گے سب عاجز و مقہور ہو کر خدا کے سامنے اپنی اطاعت و انقیاد کا اظہار کریں گے "أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصُرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا" (مریم رکوع ۲) یعنی ایک عذاب تو انکار حق پر دوسرا اس پر کہ اوروں کو خدا کی راہ سے روکا۔ یا ایک عذاب صدور جرم پر دوسرا اس کی عادت ڈالنے پر۔ بہر حال آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح جنت میں اہل جنت کے منازل و درجات متفاوت ہوتے، جہنمیوں کا عذاب بھی کثرت و تفاوت سے ہوگا۔

آخرت میں آنحضرتؐ کی شہادت | یعنی وہ ہولناک دن یاد رکھنے کے قابل ہے جب ہر ایک پیغمبر اپنی امت کے معاملات کے متعلق بارگاہ احدیت میں بیان دے گا۔ اور آپ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کی حالت بتلائیں گے بلکہ بعض مفسرین کے قول کے موافق آپ ان تمام شہداء کے لئے شہادت دیں گے کہ بیشک انہوں نے اپنا فرض منصبی بخوبی ادا کیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضورؐ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں۔ آپ اعمال خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بد اعمالیوں پر مظلّم ہو کر بالانصاف کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔

قرآن کریم رحمت و بشارت ہے | یعنی قرآن کریم میں تمام علوم ہدایت اور اصول دین اور فلاح داریں سے متعلق ضروری امور کا نہایت مکمل اور واضح بیان ہے۔ اس میں قیامت کے یہ واقعات بھی آئے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ اندر میں صورت جس پیغمبر پر ایسی جامع کتاب اتاری گئی اس کی مسئولیت اور ذمہ داری بھی بہت بھاری ہوگی گویا "شَهِدْنَا عَلَىٰ هَؤُلَاءِ" کے بعد "وَمَرْ لَنَا عَلَيْكَ الْكِتَابُ نَبِيَانَا لِكُلِّ شَيْءٍ" فرما کر حضورؐ کے عظیم مرتبہ اور اسی مرتبہ کے مناسب مسئولیت کی طرف لطیف اشارہ فرمادیا۔ "فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ" (اعراف رکوع ۱) ابن کثیر نے اس کو ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے۔

یعنی کتاب سارے جہان کے لئے مرتبہ عبادت اور مجسم رحمت ہے فرمانہ داری و راکہ شاندار

ترجمہ شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن بریلوی

تفسیر عثمانی

جلد دوم

پارہ ۱۱ تا ۲۰

ترجمہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمود الحسن بریلوی
تفسیر: شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی مدظلہ العالی

اعزاء منومات و تشکیلات بریلوی

جناب محمد ولی رازی صاحب دارالحدیث مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دارالحدیث علیہ

دارالحدیث مولانا مفتی محمد شفیع

لاہور پاکستان 2213748

اس طرح صلوٰۃ و سلام بھیجا ہے) اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ وہ فرشتہ صلوٰۃ و سلام بھیجنے والے امتی کا نام اس کی ولدیت کے ساتھ ذکر کرتا ہے یعنی حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہے: **بِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْکَ اَنْتَ اَوْ اَمَّا** کتنی خوش قسمتی ہے اور کتنا ارزاں سودا ہے کہ جو امتی اخلاص کے ساتھ صلوٰۃ و سلام عرض کرتا ہے وہ حضور کی خدمت میں اس کے نام اور ولدیت کے ساتھ فرشتے کے ذریعہ پہنچتا ہے اور اس طرح آپ کی بارگاہ عالی میں اس بے چارے مسکین امتی اور اس کے باپ کا ذکر بھی آجاتا ہے۔

جاں میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو
در مجلس آن نازنین حرفے کہ از ما سے رود

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. (رواه ابو داؤد والبیہقی فی الدعوات الکبیر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ: جب کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر واپس فرمائے گا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دیدوں۔ (سنن ابی داؤد، دعوات کبیر للبیہقی)

حدیث کے ظاہری الفاظ **الْاَنَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي** سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی روح مبارک جسد الطہر سے الگ رہتی ہے جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے جسد الطہر میں روح مبارک کو لوٹا دیتا ہے تاکہ آپ سلام کا جواب دے سکیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ ایک دن میں لاکھوں کروڑوں دفعہ آپ کی روح مبارک جسم اقدس میں ڈالی اور نکالی جاتی ہے کیونکہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ آپ کے لاکھوں کروڑوں امتی آپ پر صلوٰۃ و سلام نہ بھیجتے ہوں۔ روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کرنے والوں کا بھی ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے اور عام دنوں میں بھی ان کا شمار ہزاروں سے کم نہیں ہوتا۔ **ما رواہ انیس انبیاء علیہم السلام** کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔ اگرچہ اس حیات کی نوعیت کے بارے میں علماء امت کی رائیں مختلف ہیں لیکن اتنی بات سب کے نزدیک مسلم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء کو اپنی قبور میں حیات حاصل ہے اس لئے حدیث کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ کا جسد الطہر روح سے خالی رہتا ہے اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کے لئے اس میں روح ڈال دیتا ہے۔ اس بناء پر اکثر شارحین نے **الروح** کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قہر مبارک میں آپ کی روح پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی و جلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہے (اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے) پھر جب کوئی امتی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یا براہ راست آپ تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ

معارف الحدیث

یعنی

احادیث نبوی کا ایک جدید اور جامع انتخاب
اُردو ترجمہ اور تشریحات کے ساتھ

جلد پنجم

تَحْقِيقُ لِمَنْ تَحْتَكَارُ وَاللَّعْنَةُ عَلَيْهِ

مَآلِیْف

مولانا محمد منظور نعمانی

دارالاشاعت

021-2210794

اس سے معلوم کیا چاہیے کہ حضرت ﷺ پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے اور حضرت ﷺ پر سلام بھیجنے والے کو، خصوصاً بہت بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آوے سعادت ہے، چہ جائے کہ ہر سلام کا جواب آوے۔

بہر سلام مومن رنجہ دزد جواب آں لب کہ صد سلام مزار بش نگے جواب از تو
اس مضمون کو علامہ سخاویؒ اس طرح ذکر کیا ہے کہ کسی بندے کی شرافت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کا نام خیر کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی مجلس میں آجائے۔ اسی ذیل میں یہ شعر بھی کہا گیا ہے۔

ومن خطرت منه ببالك خطرة حقيق بان يسبو وان يتقدما
ترجمہ: "جس خوش قسمت کا خیال بھی تیرے دل میں گزر جائے وہ اس کا مستحق ہے کہ جتنا بھی چاہے فخر کرے اور پیش قدمی کرے (اچھے کو دے)"۔ ع

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس تحفظ میں ہے

اس روایت میں حضور اقدس ﷺ کے خود سننے میں کوئی اشکال نہیں، اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے قول بربیع میں لکھا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ زندہ ہیں اپنی قبر شریف میں اور آپ ﷺ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔ امام بیہقیؒ نے انبیاء کی حیات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور حضرت انسؓ کی حدیث [الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ] کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے اس کی مختلف طرق سے تخریج کی ہے اور امام مسلمؒ نے حضرت انسؓ کی روایت سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں شب معراج میں حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گذرا، وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ نیز مسلمؒ ہی کی روایت سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھا، تو میں نے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہما السلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ جب تشریف مبارک کے قریب حاضر ہوئے تو حضور اقدس ﷺ کے چہرہ انور کو جو چادر سے ڈھکا ہوا تھا، کھولا اور اس کے بعد حضور اقدس ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے نبی! اللہ جل شانہ آپ پر دو موتیں جمع نہ کریں: ایک موت جو آپ کے لیے مُقَدَّر تھی وہ آپ پوری کر چکے۔ [بخاری]

حل لغات: ① عزت۔ ② میرے ہر سلام کے جواب میں اپنے ہونٹوں کو زمت نہ دیجیے میرے لیے تو بس اتنا کافی ہے کہ میرے سلاموں کا آپ ایک بار جواب دیں۔ ③ الگ الگ مندوں۔ ④ بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥﴾ [سورہ احزاب]
اے ایمان والو! حضور اقدس ﷺ پر درود اور خوب سلام بھیجو۔



مؤلفہ

فخرالامثل زبدۃ الافاضل حضرت مولانا الحاج الحافظ الحدیث محمد زکریا صاحب
شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

جس میں

درود شریف کے فضائل اور نہ پڑھنے پر وعیدیں اور خاص خاص
درودوں کے فضائل اور آداب و مسائل اور روضۂ اقدس پر
صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا طریقہ اور درود شریف کے متعلق پچاس
قصے ذکر کیے گئے ہیں۔

باب ما جاء في ميراث رسول الله ﷺ

حدثنا أحمد بن منيع، حدثنا حسين بن محمد، حدثنا إسرائيل، عن أبي إسحاق،

باب حضور اقدس ﷺ کی میراث کا ذکر

فائدہ: اس باب میں مصنف رحمہ اللہ نے سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، سب کا حاصل یہی ہے کہ آپ کا جملہ متروکہ مال صدقہ ہے، وہ وارثوں پر تقسیم نہیں ہوگا۔ یہ علماء کا اجماعی مسئلہ ہے اس میں کسی عالم کا بھی اہل سنت والجماعت میں سے خلاف نہیں ہے کہ حضور کے ترکہ میں وراثت نہ تھی، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ حکم حضور اقدس ﷺ کے ساتھ خاص تھا یا تمام انبیاء کا یہی حکم ہے؟ جمہور علماء کی یہی رائے ہے کہ تمام انبیاء کا یہی حکم ہے کہ ان کے متروکہ مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ میں علماء کے متعدد اقوال ہیں اور متعدد وجوہ ہونے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔ مختصراً چند وجوہ لکھی جاتی ہیں:

نمبر ۱: انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں لہذا ان کی ملک باقی رہتی ہے، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی بیبیوں سے کسی کے نکاح کرنے کی قرآن پاک میں صاف الفاظوں میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔

نمبر ۲: نبی کی کوئی چیز زندگی میں بھی ملک نہیں ہوتی، وہ متولیانہ تصرف کرتے ہیں۔ صوفیہ میں بھی یہ مقولہ مشہور ہے: الصوفی لا يملك صوفی مالک کسی چیز کا نہیں ہوتا۔ یہ مطلب نہیں کہ شرعاً مالک نہیں ہوتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ ان ناپائیدار چیزوں کو اپنی نہیں سمجھتا۔

نمبر ۳: دنیا کی ہر چیز اللہ کی ملک ہے اور نبی اللہ کا خلیفہ ہونے کی حیثیت سے تصرف کرتا ہے۔

نمبر ۴: اگر انبیاء کے مال میں میراث جاری ہو تو احتمال ہے کہ کوئی بد نصیب وارث مال کی طمع میں نبی کی ہلاکت کا ذریعہ بنے یا تمنا کرے اور دونوں چیزیں اُس کی بربادی کا سبب ہوں گی۔

نمبر ۵: لوگوں کو یہ واہمہ نہ گزرے کہ نبوت کا دعویٰ مال جمع کرنے کے واسطے اور اپنے اہل و عیال کو مالدار چھوڑ کر جانے کے واسطے ہے۔

نمبر ۶: مال کے زنگ اور میل پکیل سے ان کی قدسی ذات کو محفوظ رکھنے کی وجہ سے ہے۔

میراث: أصله ميراث، قلبت الواو ياء؛ لسكونها وانكسار ما قبلها، مصدر بمعنى الموروث، أي: المألف من مال. والمراد نفى ميراثه ﷺ.

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم)

اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔

شَمَائِلُ تَرْمِذِي

تأليف

إمام المحدثين الحافظ الحجة محمد بن عيسى بن سورة الترمذي رَحِمَهُ اللهُ

٢٠٠-٢٧٩ هـ

مع اردو ترجمہ و شرح

خَصَائِلُ نَبَوِيٍّ

از

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ

١٣١٥-١٤٠٢ هـ

صحیح شدہ، جدید رنگین طباعت



تطویل مناسب ہے؛ اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو طوطے کی طرح سے مُزَوَّرین کے الفاظ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ انتہائی ذوق و شوق اور غایت سکون اور وقار سے آہستہ آہستہ ٹھیرا ٹھیرا کر اَلصَّلَوةَ وَالسَّلَامَ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللہ پڑھتا رہے اور جب تک شوق میں اضافہ پاوے، انہی الفاظ کو یا اور کسی سلام کو بار بار پڑھتا رہے۔ اس سے پہلی فصل کے دس پر صَلَّی اللہ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللہ، ستر مرتبہ پڑھنا گندرا ہے وہ بھی بہتر ہے، مگر سکون اور وقار اور ذوق شوق سے پڑھے۔

(۳۱) یہ نہایت اہم اور ضروری بات ہے کہ سلام پڑھتے وقت شور و شغب ہرگز نہ کرے، نہ زور سے چلائے بلکہ اتنی آواز سے کہے کہ اندر تک پہنچ جائے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نہ تو زیادہ جہر ہو اور نہ بالکل اخفاء ہو، بلکہ متوسط اور معتدل آواز حضور قلب اور اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے شرم و حیا لیے ہوئے ہو۔ بخاری شریف میں ایک قصہ لکھا ہے: حضرت سائب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا، ایک شخص نے میرے ایک کنکری ماری، میں نے ادھر دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے مجھے (اشارہ سے بلا کر) کہا کہ یہ دو آدمی جو بول رہے ہیں، اُن کو بلا کر لاؤ، میں ان دونوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ طائف کے رہنے والے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہو تو تمہیں مزہ چکھاتا، تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں چلا کر بول رہے ہو۔“

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی شخص کو بھی یہ نہیں چاہیے کہ مسجد میں زور سے بولے۔ [شرح شفا] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصہ میں بعض روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ ایسے کوڑے مارتا کہ بدن درد کرنے لگتا۔ اب گویا اجنبی دوسرے شہر کے ہونے کی وجہ سے مسئلہ سے ناواقفیت کو عذر قرار دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب کہیں قریب کینل میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا لحاظ رکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ و جنہ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی، تو بنانے والوں کو فرمایا کہ شہر کے باہر بقیع میں بنا کر لائیں، ان کے بنانے کی آواز کا شور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب میں لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب کا وہی معاملہ ہوتا چاہیے جو زندگی میں تھا، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ [شرح مواہب]

حق تعالیٰ سُبحانہ و تَعَالٰی نے قرآن پاک میں سورہ حجرات میں خصوصیت سے اس طرف تنبیہ

ہل لغات: ① لمبا کرنا۔ ② زیارت کرانے والے۔ ③ اونچی آواز۔ ④ بغیر آواز کے۔ ⑤ درمیانہ۔ ⑥ نہ کم نہ زیادہ۔ ⑦ دل حاضر کر کے۔ ⑧ نہ جاننا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ

حج اور عمرہ کو خالص اللہ جل شانہ کے لیے پورا کیا کرو۔



مؤلفہ

حضرت مولانا الحافظ الحاج المحدث محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جس میں حج، عمرہ، زیارت کے فضائل و آداب اور

عاشقانِ خدا کے بہت سے واقعات شرح و بسط

سے بیان کیے گئے ہیں۔

مرنے کہا جاؤ، تم کو اس لیے چھوڑ رہا ہوں کہ باہر کے ہو اور مسئلہ سے واقف نہیں ہو، اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو سزا دیتا بعض روایات میں ہے "لا وجعکما جلدًا" یعنی کوڑے لگانے کی سزا دیتا، تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں بے باکی کے ساتھ اور بے ضرورت شور و غل کر رہے ہو۔

مزار اقدس کے احترام میں صحابہ کا عمل | حضرت عمر کا ارشاد "تسلطمان احوالکما الخ" احترام مسجد کے ساتھ

قرآن کی آیت "لا تسرفوا أضواءکم فوق ضوئ النبی ولا

تجھروا لہ بالقول تجھروا بغضکم بغض" (المحرات ۲) سے بھی ماخوذ ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو بغیر علیہ السلام کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان کے سامنے اس طرح زور بے یل و جیسے آپس میں بولتے ہو، بغیر علیہ السلام کی زندگی میں بھی یہی حکم تھا اور وفات کے بعد بھی یہی حکم ہے، کیوں کہ آپ قبر شریف میں بھی حیات سے متصف ہیں، حضرت عمر کی رائے تو روایات باب سے معلوم ہوئی کہ وہ وفات کے بعد بھی قبر شریف کے قریب بلند آواز سے بولنے پر تنبیہ فرما رہے ہیں۔

حضرت ابو بکر کے بارے میں بھی یہی منقول ہے کہ وہ مسجد نبوی میں بلند آواز سے بولنے پر تکبیر فرماتے اور کہتے

کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو قبر شریف میں اذیت پہنچائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے دروازے کے لیے

کواڑ بنوائے تو حکم دیا کہ انھیں اتنی دور بیٹھ کر بتایا جائے کہ ان کی آواز مسجد نبوی میں نہ آئے اور حضور ﷺ کو قبر مبارک

میں تکلیف نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اگر حجرہ الطہر کے قریب کسی دیوار میں کیل ٹھونکنے کی آواز

آتی تو فوراً کسی قاصد کو بھیج کر منع کر دیتی تھیں: لا تسودوا رسول اللہ ﷺ کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف مت پہنچاؤ،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ تمام اقوال و افعال تقی الدین سبکی کی "شفاء القام" میں موجود ہیں۔ حیات انبیاء کے مسئلہ پر

تفصیلی گفتگو کسی اور موقع پر کی جائے گی۔ ان شاء اللہ

دوسری روایت کی تشریح | پہلی روایت سے مسجد میں آواز بلند کرنے کی ممانعت معلوم ہوئی، اور دوسری روایت

سے گنجائش معلوم ہوئی، روایت چند صفحات پہلے گزر چکی ہے۔ زیر بحث مسئلہ سے

اتنی بات متعلق ہے کہ قرض کے تقاضے میں جھگڑے کی نوبت آئی اور فریقین کی آواز اتنی بلند ہو گئی کہ بغیر علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو باہر تشریف لا کر فیصلہ کرنا پڑا، آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ آواز اتنی بلند کیوں ہوئی؟ بلکہ خوش اسلوبی سے جھگڑا

نشانے کی صورت تجویز فرمادی، جس کی بنیاد صلح اور رواداری پر تھی، اگر شور قابل اعتراض اور قابل ممانعت تھا تو یہ تنبیہ

کا موقع تھا، تنبیہ نہ فرمانے سے معلوم ہوا کہ ایک حد تک اس کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم

[۸۴] بَابُ الْحَلْقِ وَالْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ

(۴۷۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایضاح البخاری

جلد سوم

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اعمال کی مستند اور کامیاب
 شرح، اکابر کی تحقیقات اور تمام شروح کا عطر، تراجم ابواب پر محققانہ
 کلام زندہ اسلوب کیساتھ پہلی بار اردو زبان میں۔

ترجمہ

فخر الاسلام، امین شیخ الہند و ارث الوہاب، جانشین شیخ الاسلام
 حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب دہلوی

مترجم :- مولانا ریاست علی بجنوری، استاذ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ تبیین قاسم علی

برائے تعظیم کھڑے ہو کر لفظ مذکور کو پکار کر کہتے ہیں، آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صلوٰۃ وسلام کے ساتھ ”یا رسول“ و ”یا حبیب“ ندا کے الفاظ سے پکارنا اس خیال سے کہ صلوٰۃ وسلام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرشتوں کے ذریعہ پہنچا دیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ہماری ندا اور خطاب پہنچ جاتا ہے، جائز اور درست ہے، کیونکہ بعض روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ و تقدس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے اور اس کو ایسی قوت سامعہ عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوٰۃ وسلام سن کر حضرت نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں عرض کر دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں۔

”قال النواب صدیق حسن خان البوفالہ القنوجی فی نزل الأبرار فی

بیان فوائد الصلاة علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ومنها: قیام ملک علی قبرہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أعطاه إسماع الخلاق یبلغه إیابها کما فی حدیث

واق ابن حبان رواه ووردت أحادیث بمعناه ثابتة ولله الحمد..... ومنها: أنها

سبب لرد النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی المصلي والمسلم علیہ، کما

ورد بسند حسن، بل صححه النووي فی الأذکار وغیره. انتهى ملقطاً (۱).

ہاں! اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک مجلس مولود

میں آتی ہے، اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ **اول یہ کہ حضرت**

رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں، جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے (۲)۔ تو

(۱) (نزل الأبرار بالعلم المأثور من الأدعية والأذکار، باب فی الفوائد والثمرات الحاصلة بالصلاة علیہ

السلام، ص: ۱۸۵-۱۸۸، دار المعرفۃ بیروت)

(۲) ”إن حیاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی القبر لا یعقبها موت بل یستمر حیاً، والأنبیاء أحياء فی

قبورهم“۔ (فتح الباری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، باب قول النبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”لو کنت متخذاً خلیلاً: ۳۶/۷، قدیمی)

”لمن المعتقد المعتقد أنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حی فی قبرہ کسائر الأنبیاء فی قبورهم،

وهم أحياء عند ربهم“۔ (شرح الشفاء لملا علی القاری، القسم الثاني، الباب الرابع: ۱۳۳/۲، دار الکتب العلمیہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کفایت المفتی

مع اضافات جدیدہ

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی نور اللہ مرقدہ

تبویب، تخریج اور تعلیق

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ

زیر نگرانی

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

الہ آباد، اتر پردیش، بھارت

میں مرنے والا اور مرابطہ وغیرہ۔ (۱)

(۷، ۲) انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہے ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء۔ (باقی سوائے انبیاء علیہم السلام کے دوسروں کے بارے میں ایسا وارد نہیں ہے۔ فقط۔

کافروں کی شرارت روکنے میں جو مسلمان کام آئیں وہ شہید ہیں یا نہیں

(سوال ۳۲۱۸/۱) اس وقت کافر ہندوستان میں مسلمانوں کو ذلیل کرنا اور اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے امور مذہبی میں مداخلت کرتے ہیں اگر مسلمان ان کی شرارت روکنے میں کام آجائیں تو وہ شہید ہوں گے یا نہیں۔

محرم و عرس میں ہندو کے حملہ سے مسلمان مریں ان کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۱۹/۲) محرم اور عرس اور میلہ وغیرہ میں اگر ہندو حملہ آور ہوں اور مسلمان ضائع ہو جائیں تو کیا حکم ہے۔

ہندو خفیہ طور پر مسلمانوں کو مار ڈالیں تو وہ شہید ہیں یا نہیں

(سوال ۳۲۲۰/۳) اگر ہندو خفیہ طور سے حملہ کریں یا کوشوں پر چڑھ کر نقصان پہنچائیں اور مسلمان مارے جائیں تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) (۳، ۲، ۱) ان سب صورتوں میں جو مسلمان مارے جائیں گے وہ شہید ہوں گے کیونکہ جو مسلمان ظلم کافروں کے ہاتھ سے مارا جائے وہ شہید ہوتا ہے۔ (۲) فقط۔

لولیاء اللہ مرنے کے بعد زندہ رہتے ہیں یا نہیں

(سوال ۳۲۲۱) حضرات لولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے یا نہیں بہر صورت دلیل کیا ہے۔

(الجواب) (۱) واللہ التوفیق۔ سب ہی مرنے والے ہیں لکن میت والہم میتون جو کہ مسلم ہے پھر اسی حیات

روحانی میں درجات انبیاء علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے، اس کے بعد شہداء کی، پھر جملہ مومنین و مومنات کی

درجہ درجہ اور نصوص صرف انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے ان الله

حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فسی الله حی یرزق۔ (۳) الحدیث۔ او کما قال صلی اللہ

علیہ وسلم اور شہداء کے بارے میں قرآن شریف میں ہے ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبیل الله امواتا بل

احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتاهم الله من فضله۔ (۴) الآیہ۔ پس اس قسم کی تصریح

(۱) ذکر ان من لا یستل ثمانية الشهيد والمرابط، والمطعون والموت زمن الطاعون بغیرہ اذا كان صابرا محتسبا الصديق والا طفلا والمیت يوم الجمعة او لیلتها والفاری کل لیلۃ تبارک الملک الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب ثمانية الا يستلون فی قبورهم ج ۱ ص ۷۹۷ و ج ۱ ص ۷۹۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۹۲) ظہیر۔

(۲) ہر کل مکلف مسلم طاهر الخ قتل ظلما بغیر حق بجارحة الخ وکذا یكون شهيدا لو قتل باغ او حربی او قاطع طریق ولو تسبیا او بغیر آلة جارحة فان مقتولهم شهيد الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الشهيد ج ۱ ص ۸۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۲۴۷) ظہیر۔ (۳) ہر کسی کو حیات روحانی حاصل رہتی ہے، کیونکہ ہرگز وہ قرب کائنات روحانی پر ہے۔

(۴)

اصناف جدید

دارالافتاؤں میں رائج الوقت فتوؤں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹرائیڈیشن

دارالافتاؤں مفتی اعظم مفتی اعظم مفتی اعظم

جلد پنجم

کتاب الصلوة (ربع چہارم)

افتادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی
(مفتی اول دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدین صاحب شعبہ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید

مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

آؤڈیو بازار ایم ایچ روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت

کیا اولیاء قبر میں زندہ ہیں؟ اور قبر میں حضور ﷺ کے بارے میں جو سوال ہوگا اس کی کیا کیفیت ہوگی؟

سوال (۳۸)..... (الف): کیا تمام بزرگ و اولیاء زندہ ہیں؟

(ب)..... کیا آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء اس آیت میں داخل ہیں: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ﴾ (سورۃ بقرہ، آیت: ۱۵۳) اور قبر میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پوچھا جائے گا کہ یہ کون ہیں اس کی کیا کیفیت ہوگی؟ (۸۲۱/۱۳۳۳ھ)

جواب: (الف-ب)..... انبیاء اور شہداء کی حیات تو نصوص میں وارد ہے، اولیاء اللہ کے بارے میں نص نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے: **ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبى الله حى يوزق** ^(۱) اور شہداء کے بارے میں قرآن شریف میں ہل احیاء وارد ہے ^(۲) اولیاء اللہ کے بارے میں ایسی کوئی نص نہیں ہے ممکن ہے کہ ان کو بھی بحق بالشہداء کہہ کر احیاء کہا جائے ^(۳) اور یہ جو قبر میں پوچھا جائے گا کہ ”یہ رمل“ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں ان کو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قبر سے پردہ اٹھا دیا جائے اور میت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دکھلائے جائیں اور پوچھا جائے کہ یہ شخص کون ہیں ان کو یہ بھی احتمال ہے کہ معبود فی الذہن کی طرف اشارہ ہو ^(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱): عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ حرم على الارض الحدیث. (مشکوۃ المصابیح، ص: ۱۴۱، کتاب الصلوۃ، باب الجمعة، الفصل الثالث)
(۲): ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُزَكُّونَ﴾ (سورۃ آل عمران، آیت: ۱۶۹)
(۳): فی المرقاة شرح المشکوۃ، قیل: يتولد الدود من العفونة وتاكل الأعضاء ثم يأكل بعضها بعضا الى أن تبقى دودة واحدة فتموت جوعا واستسنى الأنبياء والأولياء والعلماء من ذلك، فقد قال صلى الله عليه وسلم: ان الله حرم على الارض أن تاكل أجساد الأنبياء، وقال تعالى في حق الشهداء: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُزَكُّونَ﴾ (ال عمران: ۱۶۹) و العلماء العاملون المعبر عنه بالأولياء مدادهم أفضل من دماء الشهداء (مرقاۃ المفاتیح: ۵۳۵/۹، کتاب الرقاق، باب البكاء والخوف، الفصل الثانی، رقم الحدیث: ۵۳۵۲)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ فرماتے ہیں، اولیائے کرام بھی بحکم شہداء ہیں اور مشمول آیت: ﴿بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ کے ہیں (فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۱۰۵، کتاب العقائد اولیاء شہداء کے عذاب قبر کا مسئلہ)۔

(۴): عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا قبر الميت أو قال احدکم انہ ملکان اسودان ازرقان، يقال لأحدهما المنکر والأخر النکیر، فيقولان ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول هو عبد الله ورسوله أشهد ان لا اله الا الله وأن محمدا عبده ورسوله، فيقولان، قد كنا نعلم أنك تقول هذا، ثم يفسح له في قبره سبعون ذراعاً في (بقا صفحہ آئندہ)

ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرنے کے بعد عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے

سوال (۳۲): مرنے کے بعد عذاب روح کو ہوتا ہے یا جسم کو یا دونوں کو؟ (۱۶۳۱/۱۳۳۷ھ)

جواب: عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے ① فقط

کیا مرنے کے بعد قیامت تک روح قبر میں رہتی ہے؟

سوال (۳۳): زید کہتا ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک انسان کی روح قبر میں رہتی ہے یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۳۱/۱۳۳۷ھ)

جواب: قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصلی اس کا عین یا کھن ہے۔ فقط

سماع موقی سے متعلق چند سوالات

سوال (۳۴): (الف) کیا ہر وقت مردے قبر میں سنتے ہیں؟

(ب) کیا حدیث واقعہ کفار مقتولین بدر سے عام سماع موقی ثابت ہوتا ہے یا یہ خاصہ نبوت ہے؟

(ج) حدیث میں جو مذکور ہے کہ مردہ جوتوں کی آہٹ سنتا ہے کیا اس سے بھی سماع ثابت ہوتا ہے؟

(د) دعا: السلام علیکم یا اهل القبور وغیرہ سے بھی کیا سماع ثابت ہوتا ہے؟ اور اگر نہیں تو لفظ ”یا“ کیوں؟

(ه) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بعد دفن خلیفہ ثانی کے روضہ اطہر میں نہ جانا، کیا اس حدیث سے عام مردوں کا سننا اور دیکھنا مستحب ہو سکتا ہے؟

(و) باوجود حنفی مذہب ہونے کے احادیث مذکورہ سے سماع موقی کا ضرورۃً قائل ہونا کیا جائز ہے؟

(۲۶۶۰/۱۳۳۷ھ)

جواب: (الف تا و)..... یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہا ہے حنفیہ کے نزدیک رائج عدم سماع ہے، چنانچہ حنفیہ

نے ان دلائل کا جن سے سماع موقی معلوم ہوتا ہے جواب دیا ہے: شامی میں ہے: ولا یورد ما فی

(۱) عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: واما الکافر
فلذکر موته قال: ویعاد روحہ فی جسده ویاتیہ ملککان، فیجلسانہ فیقولان: من ربک؟ فیقول: ہاہ ہاہ
لا ادری، فیقولان لہ: ما دینک؟ فیقول: ہاہ ہاہ لا ادری، فیقولان: ما هذا الرجل الذی بعث فیکم؟
فیقول: ہاہ ہاہ لا ادری، فینادی مناد من السماء: ان کذب، فافرشوه من النار، والیسوہ من النار،
والفتحوا لہ بابا الی النار، قال: فیاتیہ من حرها وسمومها قال: ویضیق علیہ قبرہ حتی تختلف فیہ
أضلاعہ ثم یقیض لہ أعمی اصم معہ مرزبة من حديد، لو ضرب لہا جبل لصار ترابا فیعصرہ بہا ضربة
یسمعہا ما بین المشرق والمغرب الا الثقلین، فیصیر ترابا ثم یعاد فیہ الروح. رواہ أحمد وأبو داؤد،
(مشکوۃ المصابیح، ص: ۳۶، ۳۵، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی)

فرشتے قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر لاتے ہیں یا نہیں؟

سوال (۳۹): مردہ کے پاس قبر میں فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر لاتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۲۵۲۷ھ)

جواب: حدیث شریف میں صرف هذا الرجل کا لفظ وارد ہوا ہے ① اس کی شرح میں بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سامنے کئے جاویں گے ② پس تصویر کا اس میں کچھ ذکر نہیں ہے اور وہ تصویر نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روح کا قبر سے تعلق رہتا ہے

سوال (۴۰): لوگ قبر پر فاتحہ پڑھتے جاتے ہیں تو کیا ارواح قبر میں موجود رہتی ہیں؟

(۱۱۷۱/۳۶-۱۳۳۷ھ)

جواب: روح کا تعلق قبر سے رہتا ہے، بس اتنا ہی خیال کرے اور موافق سنت کے سلام اہل قبور پر کرے،

(بتایا حاشیہ صفحہ گذشتہ) سبعین، ثم ينور له فيه، ثم يقال له: قم، فيقول: ارجع الى أهلي فأخبرهم، فيقولان: نم كنومة العروس الحديث، وفي هامش الحديث: قوله: (في هذا الرجل) عبر بذلك امتحانا لنلا يتلقن تعظيمه عن عبارة القائل، قيل: يكشف للميت حتى يرى النبي صلى الله عليه وسلم وهي بشرى عظيمة للمؤمن أن صح ذلك، ولانعلم حديثا صحيحا مرويا في ذلك، والقائل به إنما استند لمجرد أن الإشارة لا تكون إلا للحاضر، لكن يحتمل تكون إشارة لما في الذهن، فيكون مجازا قاله القسطلاني، (جامع الترمذی وهاشمی: ۲۰۵/۱، أبواب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، ورقم الهامش: ۳)

(۱) عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: العبد اذا وضع في قبره وتولى وذهب أصحابه حتى أنه لمسمع قرع نعالهم أتاه ملكان فاقعداه، فيقولان له: ما كنت تقول في هذا الرجل محمد؟ فيقول: أشهد أنه عبد الله ورسوله، فيقال: أنظر الى مقعدك من النار أهدلك الله به مقعدا من الجنة، قال النبي صلى الله عليه وسلم: فإيهما جميعا، وأما الكافر أو المنافق فيقول: لا أدرى كنت أقول ما يقول الناس، فيقال: لا دريت ولا تليت ثم يضرب بمطرقة من حديد ضربة بين أذنيه فيصح صيحة يسمعها من يليه إلا الثقلين (صحيح البخاري: ۱۷۸/۱، كتاب الجنائز، باب: الميت يسمع خفق النعال)

(۲) قوله: (في هذا الرجل) عبر بذلك امتحانا لنلا يتلقن تعظيمه عن عبارة القائل، قيل: يكشف للميت حتى يرى النبي صلى الله عليه وسلم، وهي بشرى عظيمة للمؤمن أن صح ذلك، ولانعلم حديثا صحيحا مرويا في ذلك، والقائل به إنما استند لمجرد أن الإشارة لا تكون إلا للحاضر، لكن يحتمل أن تكون الإشارة لما في الذهن فيكون مجازا (هامش جامع الترمذی: ۲۰۵/۱، أبواب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، وهاشمی مشکاة المصابيح، ص: ۲۳، كتاب الايمان، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الأول، رقم الحاشية: ۱۵)

اضافہ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹرائزیشن

مُدَلَّل و مکمَّل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد (۱۸)

کتاب الایمان، کتاب الرسوم، کتاب البدعات

افادات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اول دارالعلوم دیوبند

حب ہدایت

حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند

ملاحظہ

مرتب

مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری
استاذ حدیث و فقہ دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ حقانینہ

فی بی ہسپتال روڈ ملتان یا کمنستان فون: 061-4541093

خطبات حکیم الاسلام جلد نمبر ۱۶۴ افادات علم و حکمت

يُحْصَلُونَ..... انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ نماز پڑھتے ہیں یا فرمایا گیا: وَنَبِیُّ اللّٰهِ حَتّٰی یُوزَنَ اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ ان کو رزق دیا جاتا ہے..... اب ظاہر ہے کہ اس حیات سے مراد اگر وہ عمومی حیات ہے جو برزخ میں عام طور پر ہوتی ہے تو پھر اختصاص ذکر کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی پھر یہ کہنا کہ نَبِیُّ اللّٰهِ حَتّٰی یا الْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ..... الخ اس کی ضرورت نہیں۔ یوں کہا جاسکتا تھا..... الْمُسْلِمُونَ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُورِهِمْ یَا النَّاسُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُورِهِمْ اس لئے کہ حیات برزخی میں سب کے سب شریک ہیں۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کا ذکر کی تخصیص کیا جانا اور اس پر حیات کا لفظ بولا جانا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خصوصی حیات ہے جو عوام کو حاصل نہیں۔

حیات مطلق

پھر یہ کہ اس حیات کے لفظ کو مقید کر کے نہیں لایا گیا۔ یہ نہیں کہا گیا کہ انبیاء علیہم السلام بحیثیت اس کے حیات ہیں۔ یا فلاں جہت سے حیات ہیں بلکہ مطلقاً ہی کہا گیا۔ تو جب بھی کوئی چیز مطلق بولی جائے گی، اس کا فرد کامل مراد لیا جائیگا پھر فرد کامل کی صورت سمجھنے کی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہم جسے دنیا میں زندگی کہتے ہیں وہی وہاں سمجھیں کہ وہ جی اور زندہ ہیں اور وہ اسی انداز کی زندگی ہے جیسے دنیا میں زندہ ہوتے ہیں..... ورنہ پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کی تخصیص اور حیات کے لفظ کا اطلاق..... تو ایک تخصیص اور ایک اطلاق، تخصیص ذکر کی اور خصوصیت بیانی اور لفظ حیات کا اطلاق، یہ دونوں مل کر یہ نتیجہ پیدا کرتے ہیں کہ کوئی خاص اور اعلیٰ قسم کی حیات ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں..... اب یہ کہ اس کی کیفیت کیا ہے۔

انبیاء کرام کی حیات و ممات کی امتیازی خصوصیات

تو ہم کیفیت سے واقف نہیں نہ ہم اس کا پتہ دے سکتے ہیں۔ نہ ہمارے بس کی بات ہے۔ اتنا ہم ضرور جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی ممات بھی ہماری جیسی نہیں، ان کی حیات بھی ہماری جیسی نہیں ان کی ممات میں تو یہ بھی ہے کہ ملک الموت آکر ان سے اجازت لیتے ہیں اور جب تک کہ وہ اجازت نہ دیں اور ان کے علم میں نہ لایا جائے کہ وقت آ رہا ہے اور ہم قبض روح کے لئے آرہے ہیں۔ اس وقت تک ممات کا آغاز نہیں کیا جاتا۔ عامۃ المؤمنین سے اس قسم کی کوئی اجازت یا استیذان نہیں کیا جاتا۔ پھر یہ انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں جو حیات ہے تو وہ اور لوگوں کو جو دنیوی حیات ہے۔ اس کے مشابہ نہیں۔ تو جب حیات مشابہ نہیں تو ممات بھی مشابہ نہیں ہو سکتی۔

دست پیغمبر کا اعجاز

یوں تو فرمایا گیا: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں تم جیسا ایک بشر ہوں..... لیکن اس مماثلت کے باوجود آپ کی بشریت اور ہماری بشریت میں کتنا فرق ہے۔ یہ سیرت کے احوال دیکھنے سے واضح ہوگا۔ ہم بھی کہیں گے کہ ہمارے ہاتھ ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے بھی ہاتھ ہوتے ہیں اور جسمانی ہوتے ہیں کوئی معنوی اور روحانی نہیں..... لیکن ہاتھوں کے اندر خصوصیت سے امتیازی شان موجود ہے جو عام ہاتھوں کو حاصل نہیں۔ ہم اگر کسی کے چپت مار دیں تو

منصب تدریس و تبلیغ اور افتاء

اس سے زیادہ آسان درس دینا ہے۔ درس میں کتاب سامنے ہوتی ہے کتاب کے مطابق مضمون بیان کر دیا، کوئی زیادہ شواہد نہیں ہوتی۔ اس سے زیادہ آسان تقریر کرنا ہے۔ اس لئے کہ ایک موضوع پر جو یاد تھا علمی طور پر کہہ دیا۔ اور اس سے بھی زیادہ آسان ہے وہ تقریر جو علمی نہ ہو۔ محض دنیا داری کی باتیں۔ ادھر ادھر کے واقعات لیکچر میں کہہ دیئے۔ یہ سب سے زیادہ آسان ہے۔ گزرنے ہوئے واقعات یوں ہوا تھا، یوں ہوا تھا۔ بیان کر دیا۔ اور اس سے بھی زیادہ آسان اعتراض کر دینا ہے۔ اس کیلئے کسی تکلیف کی ضرورت نہیں جس پہ چاہا اعتراض کر دیا، جس پہ چاہا شہرہ وار کر دیا۔ جاہل سے جاہل اعتراض کر سکتا ہے۔ اس میں کسی علمیت کی ضرورت نہیں۔ یہ میں نے اس لئے عرض کیا کہ بعض حضرات مسائل پوچھتے ہیں۔ میں عرض کر دیتا ہوں کہ بھی مفتی صاحب سے پوچھو۔ میں نہیں بتا سکتا۔ مسئلہ کا علم بھی ہو تب بھی جرات نہیں ہوتی کہ مسئلہ بیان کر دوں۔ مفتی کے سامنے سب چیزیں متحضر ہوتی ہیں۔ بعض لوگ برامانے ہیں کہ مسئلہ نہیں بتلایا۔ اگرچہ مسئلہ نہیں بتلایا مگر حوالہ تو دیدیا کہ مفتی سے پوچھو۔ کیا ضروری ہے کہ ہر ایک مسئلہ بتلائے ہی۔ جو بتانے والے ہیں وہ بتلائیں گے جن کو اس کا فن اور سلیقہ ہے۔ برامانے کی بات نہیں ہے۔ میں ہمیشہ اس سے بچتا ہوں کہ فتویٰ دوں۔ یہ کام میرا نہیں ہے۔

مسائل کا علمی اور عملی پہلو

ایک ہے کسی مسئلہ کی علمی تحقیق کر دینا، وہ الگ چیز ہے اس سے انکار نہیں ہوتا جو اپنے ذہن میں ہو وہ تحقیق کر دی۔ لیکن یہ کہ عمل کیا کرو؟ یہ کام مفتی کا ہے وہ فتویٰ دے گا کہ فلاں پہلو پر یوں عمل کرو، فلاں پہلو پر یوں عمل کرو۔ اس لئے اگر بعض حضرات سوال کریں اور میں مسئلہ نہ بتاؤں وہ برانہ مانیں۔ ضروری نہیں کہ مجھے مسئلہ کا علم بھی ہو۔ اور اگر علم بھی ہو تو میں احتیاط کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ فقہی جزئیات پر میری زیادہ نظر نہیں ہے۔ یہ اس کی ہو سکتی ہے جو رات دن اسی میں پڑا ہوا ہو۔ یہ میں نے بطور تنبیہ اور اصول کے عرض کر دیا، اس میں برامانے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص کا ایک مقام ہوتا ہے۔ میں نہیں ہوں اس قابل کہ مسئلہ بتاؤں۔ کیا ضروری ہے کہ زبردستی پوچھا ہی جائے۔ کسی اہل سے پوچھا جائے۔

حیات النبی ﷺ پر امت کا اجماع ہے

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ”حیات النبی“ کا لوگ انکار کیوں کرتے ہیں، میرے خیال میں اجمالاً اتنی بات ہے کہ ”حیات النبی ﷺ“ کا مسئلہ تو مجمع علیہ ہے۔ یعنی امت کے اندر کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہے۔ اس کی کیفیت میں گفتگو ہے کہ حیات ہے تو کس کیفیت اور کس نوعیت کی ہے۔ تو کیفیات میں اگر کوئی اختلاف کرے تو اسے اصل مسئلہ میں اختلاف کنندہ نہیں کہا جاسکتا۔

جہاں تک انبیاء علیہم السلام کی حیات کا تعلق ہے تو صحیح حدیث موجود ہے اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ

خطبات حکیم الاسلام

جلد نمبر ۷

قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ
مہتمم دار المعصومین و یوہنہ انڈیا

مکتبۃ العلم

ناشر

۱۸- اردو بازار ۵ لاہور ۵ پاکستان

Ph: 37231788-37211788

حیات نبوی ﷺ

تمام اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادت میں مشغول ہیں۔ حضرات انبیاء کرام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ وہ حقیقی اور معنوی حیات تو علامہ سوشنلین جلد ۱۰ ص ۱۸۸ کو بھی حاصل ہے۔

کتاب حیات نبوی

۴۴

سید محمد علی منیر (مرکز)

احادیث جگہ اور سر یہ سے ثابت ہے کہ خراسان سے نکلے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے۔
مقتولین پر سے آپ کا خطاب فرمانا صحیحین اور تمام کتب حدیث میں مذکور اور مشہور ہے نیز حدیث میں ہے۔

ما من احد یمر بقبر اخیہ	جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر پر گزرے
المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا	جس کو مرنے سے پہلے وہ دنیا میں پہچانتا
فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ	تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مرد بھی اس کو
السلام رواہ ابن عبد البر	پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا
صححہ ابو محمد عبد الحق	ہے اس حدیث کو حافظ ابن عبد البر نے
وقال رحمۃ اللہ علیہ ان الحبیب یعرف من	روایت کیا اور شیخ عبد الحق نے اس کو تصحیح کیا
بفسلہ و یحملہ و ید لیہ فی	نیز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد
قبرہ رواہ احمد وغیرہ۔	ہے کہ تحقیق میت اس شخص کو پہچانتا ہے جو
	اس کو غسل دے اور اس کو اٹھائے اور اس کو
	قبر میں اتارے اس حدیث کو امام احمد
	وغیرہ نے روایت کیا۔

مسند ابی یحییٰ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الانبیاء احیاء فی قبورہم | انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادت میں مشغول ہیں۔

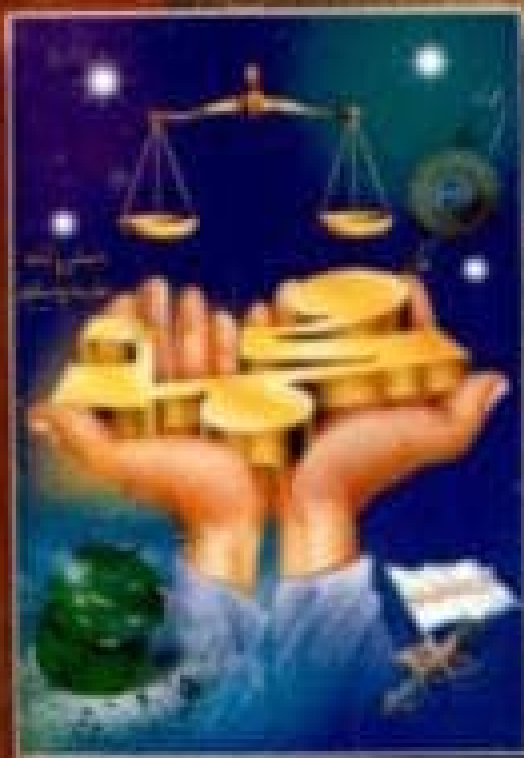
شیخ جمال الدین سیوطی نے اس حدیث کو حسن فرمایا اور علامہ منہوی فیض اللہ بر شرح

ج ۲ ص ۴۴

ج ۲ ص ۴۴ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادت میں مشغول ہیں۔ حضرات انبیاء کرام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ وہ حقیقی اور معنوی حیات تو علامہ سوشنلین جلد ۱۰ ص ۱۸۸ کو بھی حاصل ہے۔

علیہ السلام

سیرت مصطفیٰ



ترجمہ
حضرت علامہ
مولانا محمد رفیع صاحب
کوئٹہ چشتی روضہ شریف

گیت خانہ نظری

کتاب خانہ اسلامیہ جامعہ اسلامیہ پاکستان

سیرت مصطفیٰ

شمس فلک الشریعۃ البیضاء و بدر سماء الطریقۃ الغراء فخر الائمہ - جامع الفضائل -
رازمی وقت - غزالی دوران حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری محمد طیب صاحب
دامت معالیہم مہتمم دارالعلوم دیوبند

الحمد للہ و سلام علی عبد اللہ الذین اصطفیٰ

رسالہ نافذہ تکمیل الصدور مولانا محمد سرفراز خاں صاحب مکتبہ سے استفادہ نصیب ہوا۔ رسالہ کی وقعت و عظمت کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ مولانا سرفراز خاں صاحب کی تالیف ہے جو اپنی محققانہ اور معتدلانہ طرز تالیف میں معروف ہیں۔ تکمیل الصدور حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع کے مسائل میں تکمیل الصدور ہی ہے جس سے روحی اور قلبی تکمیل ہو جاتی ہے۔ جن جن مسائل پر کلام کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ نہ صرف یہ کہ اہل السنبہ والجماعت کے مسلک اور مذہب منصوص کے مطابق ہی نہیں بلکہ فی نفسہ اپنی تحقیقی رنگ کی وجہ سے پوری جامعیت کے ساتھ منضبط ہو گئے ہیں اور ان سے دلوں میں شرور اور آنکھوں میں نور پیدا ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ مولف ممدوح کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بڑے بڑے عطا فرمائے اور ان کے علم و عرفان اور عمل و ایمان میں روز افزوں ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند

۱۴۸۹ھ

جامع العلوم العقلیہ و النقلیہ المحدث البجیل - ماہر سماء الرجال - فقیہ زمان - حامی توحید و سنت و ماحی شرک و بدعت - رئیس المحققین حضرت مولانا محمد حبیب الرحمن لاظمی امت فیہم العالیہ

۵ مارچ ۱۳۸۵ھ

۱۰ رزی الحجہ ۱۳۸۵ھ

عبد کرم جناب الابناء مولانا محمد سرفراز خاں صاحب مکتبہ سدا اللہ تعالیٰ و عافہ

اسلم علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ندامت ہے کہ آپ کے نامہ لطف و کرم کا جواب بڑی تاخیر سے روانہ کر رہا ہوں، ایک طرف سنن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو عَرْشٍ
الْأَشْيَاءِ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (حدیث شریف)

تَسْكِينُ الصُّدُورِ

تَحْقِيقُ أَحْوَالِ الْمَوْتَى فِي الْبَرْزَخِ وَالْقُبُورِ

جس میں قرآن کریم صحیح احادیث اور حضرات سلف صالحین کی واضح عبارات قبر کا مفہوم اور راحت و
عذاب قبر کے بارے میں اسلامی نظریہ بیان کیا گیا ہے اور صحیح احادیث اور شریعہ عبارات قبر میں اعادہ روح
پر نفیس اور مدلل بحث کی گئی ہے نیز حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور میں حیات اور عند القبور
ان کے سماع پر واضح دلائل اور براہین سے تحقیق کی گئی ہے اور عام سماع موتی پر بھی مختصر مگر اصولی بحث
کی گئی ہے اور مسئلہ توکل پر بھی بحمد اللہ تعالیٰ سیر حاصل اور باحوالہ بحث کی گئی ہے اور اس سلسلہ میں کئے
گئے جمہ اعتراضات کے کتب تفسیر و عقائد مشروح حدیث اور فقہ سے بفضلہ تعالیٰ مُسکت جوابات عرض کئے
گئے ہیں نیز اس طبع میں تسکین الصدور پر کئے گئے قابل توجہ اعتراضات کا بھی خوب جائزہ لیا گیا ہے۔ وَاللّٰهُ
يَقُولُ الْحَقُّ وَنُوحِيهِ إِلَى السَّيِّئِلِ

مؤلفہ

ابوالزاهد محمد سرفراز خان مقدر خطیب جامع مسجد گھڑوہ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر

مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

البيهقي باب زيارة قبر النبي ﷺ، واعتمد عليه جماعة من الأئمة فيها منهم الإمام حمد. قال السبكي: وهو اعتماد صحيح اهـ. كذا في "وفاء الوفاء" (٤٠٣:٢).

السلام تيقظ ورد، لا أن روحه تقبض ثم ينفخ وتعاد، فلا إشكال أصلاً. كذا في "عون المعبود" (١٧٠:٢).

فلا دلالة فيه على عدم استمرار الحياة كما زعمه بعضهم. وقد روى عبد الحق في "الأحكام الصغرى" - وقال: إسناده صحيح - عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله ﷺ: «ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه فيسلم عليه إلا عرفه ورد عليه السلام». يرواه ابن عبد البر وصححه، كما نقله ابن تيمية. وروى ابن أبي الدنيا عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: إذا مر الرجل بقبر يعرفه فسلم عليه رد عليه السلام وعرفه، وإذا مر بقبر لا يعرفه فسلم عليه رد عليه السلام. والآثار في هذا المعنى كثيرة. وقد ذكر ابن تيمية في "اقتضاء الصراط المستقيم": أن الشهداء بل كل المؤمنين إذا زارهم المسلم وسلم عليهم عرفوا به وردوا عليه السلام. فإذا كان هذا في آحاد المؤمنين فكيف سيد المرسلين ﷺ؟ وقد ورد التصريح بسماعه ﷺ سلام الزائر في أثر رواه جماعة عن أبي هريرة رضي الله عنه بلفظ: «من صلى على عند قبري سمعته، ومن صلى على نائياً بلفظه». وفيه محمد بن مروان السدي الصغير وهو ضعيف، وروى نحوه الحلال من طريق البحتري وهو ضعيف جداً عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً بلفظ: «من صلى على عند قبري رددت عليه، ومن صلى على في مكان آخر بلغوني». وتعدد لطرق بغيد القوة. قال السبكي: وسيأتي ما يدل على أنه ﷺ يسمع من يسلم عليه عند قبره ويرد عليه عالماً بحضوره. وكفى بهذا فضلاً حقيقاً بأن ينفق فيه ملك الدنيا حتى يتوصل إليه من أقطار الأرض اهـ من "وفاء الوفاء" ملخصاً (٤٠٤:٢).

ولا شك في حياته ﷺ بعد وفاته، وكلنا سائر الأنبياء عليهم الصلاة والسلام أحياء في قبورهم حياة أكمل من حياة الشهداء التي أخبر الله تعالى بها في كتابه العزيز، وتبيننا ﷺ: سيد الأنبياء وسيد الشهداء، وأعمال الشهداء في ميزانه، وقد قال ﷺ: «علمي بعد وفاتي كعلمي في حياتي» رواه الحافظ المنذري وروى ابن عدي في "كامله" عن ثابت عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»، ورواه أبو يعلى برجال ثقات، ورواه البيهقي وصححه.

وروى ابن ماجه بإسناد جيد كما قال المنذري عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله ﷺ:

إِعْلَانُ السَّنَنِ

تأليف

المحدث الناقد العلامة مولانا ظفر أحمد العثماني الشهابي قسري رحمه الله
على منعه وما أناره
حكيم الأئمة الإمام الفقيه الداعية الكبير مولانا شيخ أشراف علي الشهابي قسري رحمه الله

محققه وعلوه عليه

محمد رفيع عثمان في
أستاذ الحديث بدار العلوم كراتشي

الجزء العاشر

الحج

مكتبة المدلية
كاشفي روث كوئٹہ

صلوۃ و سلام سنتے ہیں ۴

اس صاف اور صریح عبارت پر اقراری و دستخط کے باوجود اصل اور اجماعی مسئلہ سے انحراف جہاں امانت و دیانت کی دنیا میں حیرت فراہم ہے وہیں باعث صدا فکوس بھی ہے! فیالمحبب یا حسرتا۔ پھر یہ الیہ اس وقت مزید دوچند ہو جاتا ہے جب باہمی اتحاد و اتفاق، عزت و احترام کے بجائے تشدد و افتراق، نزاع و جدال اور طعن و تشنیع کا طریقہ اختیار کیا جائے جو عزت نفس اور شرافت ضمیر کے قطعاً قطعاً منافی ہے۔ فالی اللہ المشتکی۔ خدا اصلاح اعمال کی توفیق بخٹے۔

ایں دعا از من و از جمیع جہاں آمین باد

اس تمہید کے بعد اصل جواب ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ جی ہاں عام اہل سنت و اجماع کا قرآن و حدیث کی روشنی میں اجماعی عقیدہ ہے کہ شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم، اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام قبروں میں اجساد و عصبہ کے ساتھ حیات ہیں۔ اور یہ حیات برزخی حیات دنیوی سے کم نہیں ہے۔ اور تلمذاً نماز و دیگر عبادات میں مشغول ہیں۔ یہ حیات برزخی اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن بلاشبہ یہ حیات جی و جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مؤمنین بلکہ ارواح کفار کو بھی مل ہے۔

امت کا یہ اجماعی عقیدہ اصول شریعت کتب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ چنانچہ ادرۃ ثلاثہ پیش ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

عقیدہ حیات الانبیاء قرآن حکیم میں قرآن حکیم میں بیشتر مقامات پر حیات الانبیاء کا ثبوت (اشارۃ، دلالت، اقتناء) ملتا ہے۔ ان سبک حصار مشکل بھی ہے اور موجب طول بھی۔ اس لئے اختصار کی غرض سے چند آیتوں کے ذکر پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

۱۔ واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون اللہ یسیدون (نور) آیت کی تفسیر میں مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ اس آیت سے انبیاء علیہم السلام کی حیات پر استدلال کیا گیا ہے۔ چنانچہ محدث العصر حضرت مولانا سید نور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

یستدل به علی حیاة الانبیاء

(مشکلات القرآن، ص ۲۳۴۔ وھکذا فی الدر المنثور، ج ۶، ص ۱۶۔ روح المعانی، ج ۲۵، ص

جیل ج ۲، ص ۲۷۷۔ شیعہ زادہ ج ۳، ص ۲۹۵۔ خفاجی ج ۱، ص ۴۴۴)۔

حیات النبی ﷺ

کے بارے میں عالم اسلام کی مرکزی اسلامی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کا مکمل مدلل اور جامع فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں -
کیا علمائے دیوبند اور جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ شریف میں دنیا کی سی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں ؟



الجواب

پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ مسئلہ مستفسرہ میں بزرگانِ دیوبند کا مسکب بالکل صاف اور واضح ہے اور اس سے قبل بھی بار بار اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ نیز علماء دیوبند کی مختلف اور متعدد تصانیف میں مکرر اسے بیان فرمایا گیا ہے اور وہ کتابیں عام و خاص میں مشہور ہیں مثلاً -

- ۱ : آب حیات - ۲ : جمالِ قاسمی - ۳ : نثر الطیب - ۴ : اشہاب الثاقب -
- ۵ : المصالح العقلیہ - ۶ : فیض الباری - ۷ : المہند علی المہند - ۸ : تسکین الصدور -
- ۹ : متفقہ اعلان - ۱۰ : اور امتام حیات وغیر ذلک -

پھر مسئلہ کے آخری حل اور تصفیہ کے لئے ۱۸ محرم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۲۲ جون ۱۹۶۲ء کو راولپنڈی میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی فریقین کے ذمہ داروں نے درج ذیل عبارت پر بھی دستخط فرمائے ہیں -

” وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ

جدید کمپیوٹر کتابت کے ساتھ

خَيْرُ الْفَتَاوَى

جلد اول

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقہ
و دیگر مفتیان خیر المدارس کے علمی و تحقیقی فتاویٰ کا منتخب مجموعہ

ہجرت

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ
جامعہ خیر المدارس ملتان

مرتبہ

حضرت مولانا مفتی محمد انور مدظلہ

ناشر

مکتبہ امدادیہ ملتان، پاکستان

ہے، علماء حق کی تحقیق یہی ہے کہ زندہ و تشریف فرما ہیں، اس پر دلائل بھی موجود ہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

حیات انبیاء علیہم السلام

سوال [۲۷۳]: حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں احادیث صحیحہ نے کیا فرمایا ہے؟ کیا اسی قبر میں جہاں انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ دفن کئے گئے ہیں اسی دنیوی جسد مبارکہ کے ساتھ اسی قبر میں زندہ ہیں؟ روح مبارک رفیقِ اعلیٰ کے مقام میں ہے یا اسی جسد مبارک میں؟ احادیث میں انبیاء علیہم السلام کا قبور میں نماز پڑھنے کا ذکر آیا، کیا وہ نماز اسی جسد اطہر مبارک کے ساتھ پڑھتے ہیں یا کسی اور صورت میں تمثیلی ارواح سے؟ نیز انبیاء علیہم السلام کی حیات روح مع الجسد کہنے والے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں سے ہے؟

۲..... شب معراج میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تخفیف نماز کے بارے میں جو گفتگو ہوئی تھی وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسد مع الروح سے ہوئی یا صرف روح مبارک سے؟

۳..... شب معراج میں مسجد اقصیٰ میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جملہ انبیاء علیہم السلام کی

(۱) "عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون". (شرح الصدور، باب أحوال المونى في قبورهم، ص: ۱۸۷، دار المعرفة)
 "ثم قال البيهقي: و لحياة الأنبياء بعد موتهم شواهد، فذكر قصة الإسراء في لقيه جماعة من الأنبياء، و كلمهم، و كلموه". (الحاوى للفتاوى، كتاب البعث، أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء: ۱۷۹/۲، دار الفكر بيروت)

"عن أوس بن أوس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة، فيه خلق آدم"..... فقال: "إن الله عز وجل حرم على الأرض أجساد الأنبياء". (سنن أبي داود، كتاب الجمعة، تفریع أبواب الجمعة: ۱/۵۰، سعيد)

(وسنن النسائی، كتاب الجمعة، باب إكثار الصلوة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ۲۰۳/۱، قدیمی)

مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر اس طرح حاضر ہونا چاہئے کہ گویا اس مجلس میں تشریف فرما ہیں اور ہر حرکت و سکون کو ملاحظہ فرما رہے ہیں "مستشعراً لعلہ فی خیالک، مستشعراً کأنه حاضر" وغیرہ الفاظ کو حذف کر دیا گیا، اگر پورے الفاظ ذکر کئے جاتے تو یہ شہ ہی نہیں ہوتا، کیونکہ اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات پر یا آپ کے علم کے متعلق بحث نہیں ہے کہ جس میں عقیدہ مسئول مذکور ہو، بلکہ آداب زیارت کا ذکر ہے۔ فقط واللہ اعلم وعلیہ التمسک۔

حررہ العبد المذنب وبتکوی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۵/۴/۵۵ھ۔

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ، خادم دارالافتاء، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/ربیع الثانی/۵۵ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/ربیع الثانی/۵۵ھ۔

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر میں

سوال [۲۷۲]: ہمارے یہاں ایک عالم دین نے تقریر میں فرمایا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر گئے تو انہوں نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ زندہ ہیں مگر میں اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں، قبر شریف سے جواب آیا کہ زندہ ہوں، انہوں نے پھر کہا کہ میں نہیں مانوں گا، آپ میرے سامنے آئیے تو مانوں گا، چنانچہ پھر قبر شریف شق ہوئی اور اس میں سے آپ نے اپنا دست مبارک نکالا، مصافحہ کیا اور فرمایا کہ میں زندہ ہوں۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ یہ روایت کسی مستند حدیث یا کتب فقہ میں منقول ہے اور اس کی سند کیسی ہے، یا من گھڑت ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

یہ روایت حدیث یا فقہ کی کسی کتاب میں نہیں دیکھی، قبر اطہر میں زندہ تشریف فرما ہونے کی بحث مستقل

= بیہا. مستشعراً لعظمتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کأنہ یراہ. (غیۃ المصابک فی بغیۃ

المصابک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص: ۳۷۶، إدارة القرآن،

والعلوم الإسلامية، کراچی)

(و کذا فی فتح القدیر، کتاب الحج، المقاصد الثلاثة، المقصد الثالث: ۸۳/۲، مصطفى البابی الحلبي،

مصر)



فتاویٰ محسوسہ

فیہ انت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گلوٹی دارالہدایہ

تبویب، تخریج اور تعلق

زیر سرستی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیمان الشافعی صاحب دیوبند

درہم رانی

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

رحمت کائنات اکابر علمائے امت اور صلحائے ملت کی

نظر میں

(۱) دور حاضر کے امام الاولیاء صاحب کشف و کرامات قطب الاقطاب شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز نے فرمایا

مخدومی و مکرمی قاضی محمد زاہد احسنی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آپ نے رحمت کائنات میں رحمة للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
مزار مقدس کے اندر حضور ﷺ کے جسد عنبری میں بعینہ دنیاوی زندگی کی
طرح روح کا موجود ہونا ثابت کیا ہے، اور اس پاکیزہ مقصد کے ثبوت میں آپ نے
احادیث، آثار، اقوال سلف اور خلف، اور برزخی واقعات کا ایک عجیب مجموعہ
جمع کر کے بے نظیر گلدستہ بنا کر رکھ دیا ہے، میرا یقین ہے کہ اس مسئلہ میں حق
تلاش کرنے والے کو اس گلدستہ سے یقین کامل ہو جائے گا کہ حضور انور ﷺ کی
حیات طیبہ جیسی سطح زمین پر تھی ویسی ہی مزار اقدس میں ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا
کرتا ہوں کہ آپ کو اس سعی بلیغ کی داریں میں جزاء خیر عطا فرمائے۔

آمین یا الہ العالمین

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

۲۶ / رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق مقبول دربارِ نبوی
پہلی مدلل جامع کتاب

رحمۃ کائنات ﷺ

مؤلف

امام الزامدین و العارفین قطب عالم حضرت مولانا

فاضل محمد زاهد الحسینی

مدینہ مسجد خانقاہ مدنی انک شہر
پاکستان۔ فون: ۲۶۰۲۳۸۴-۵۷

دارالانشاء

شریک ہوئے۔

(د) کئی برس ہوئے حضرت مولانا احمد علی صاحب سے مولوی غلام اللہ خاں صاحب نے اپنے اہل تقریر کی عرض سے تاریخ لی۔ جب تاریخ نزدیک آگئی تو حضرت مولانا احمد علی صاحب نے ان کو فرمایا کہ تم مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اکابر دیوبند اور سلف کا مسلک ترک کر چکے ہو اس لیے اگر میں آؤنگا تو مسئلہ حیات بیان کروں گا اور فرمایا کہ یہ مسئلہ وہ سمجھ سکتا ہے جس کو یا عقیدت ہو یا بصیرت حاصل ہو بصیرت تم کو حاصل نہیں اور عقیدت تم کو رہی نہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا احمد علی صاحب پیر راولپنڈی تشریف لے گئے۔

(۵) جس طرح مرزا آجودھ صاحب کی زمانہ میں سر نظر اللہ اور سید نذیر و دیگر سرکاری قادیانی ملازمین کے اقتدار کی وجہ سے آپ سے باہر ہو گیا اور عذر دے کر نشہ میں ایسی تقریریں کیں جس سے اس کے خیر ارادے ظاہر ہو گئے اور ایک بے نظیر تحریک شروع ہو گئی، اسی طرح مولوی عنایت اللہ اسی عذر میں کہ انہوں نے ہر مدرسہ میں طلبہ کی ایک تعداد اپنے ہم خیال بنالی ہے آپ سے باہر ہو گئے اور خیر المدارس کے سالانہ جلسے میں اپنے مخصوص خیالات بیان کیے ان کی تقریریں خوب نعرے بگھٹتے رہے حضرت مولانا خیر محمد صاحب ان کی تقریر میں موجود نہ تھے مگر دوسرے روز حضرت مولانا خیر محمد صاحب کو علم ہوا اور علماء دیوبند کی ایک جماعت نے جو جلسہ سالانہ میں شریک تھی اور اس نے مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب کی تقریر سن لی تھی حضرت مولانا خیر محمد صاحب سے عرض کیا کہ ہم نے ضبط سے کام لیا آپ کے جلسہ کی وجہ سے تقریریں مداخلت نہیں کی اس پر حضرت مولانا خیر محمد صاحب نے اگلی رات اکابر دیوبند اور سلف کے عقائد بیان فرمائے اور مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب کی تقریر کی تردید فرمائی۔ مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب نے اس کے بعد ملتان کی ایک مسجد کو اپنا اڈہ بنا کر اپنی تقریر کی تائید اور مولانا خیر محمد صاحب کی تردید میں اکثر تقریریں کیں اور مولانا غلام اللہ خاں صاحب اور ان کے اکثر ساتھی مولوی عنایت اللہ کی تائید اور مولانا خیر محمد صاحب کی تردید کے لیے قنات سال بھر یکے بعد دیگرے آتے رہے اور مناظرہ کا پہلیں دیتے رہے اور ایسا ہی کہا گیا کہ مولانا خیر محمد صاحب کو شیخ الحدیث کس نے بنا دیا جن کو یہ بھی پتہ نہیں وہ بھی پتہ نہیں۔ تو میرا فرض تھا کہ میں ان کو جواب دیتا جس وجہ سے انہوں نے مجھ کو فریفتی قرار دے دیا۔



الْأَنْبِيَاءُ الْخِيَارُ فِي قُبُورِهِمْ الصَّالِحِينَ
الْمَقْبُورِينَ

حیاتِ انبیاءِ کرام

حضرت نسیب اکرام علیہم السلام کی حیاتِ پسندیدہ و وفاتِ
سماح، استشفاع، مسکنہ و مقبرہ کے اثبات پر
ایک بے نظیر بحث، مدلل و نفیس کتاب۔



مؤلفہ
حضرت مولانا مفتی سعید الرحمن صاحبِ ترقیِ تعلیم
خلیفہ ہند حضرت مولانا محمد امجد علی صاحبِ دینی و دنیاوی تعلیمات
اہم، بالی، مدرسہ عربیہ اسلامیہ، ساہیوال ضلع گودا

ناشر

المکتبۃ الاشرفیہ • جامعہ اشرفیہ

فیروزپور روڈ • لاہور

اپنی امت کے سب افراد کے اچھے برے اعمال کی شہادت دیں گے۔ اور یہ شہادت اس بنا پر ہوگی کہ امت کے اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر روز صبح و شام اور بعض اوقات میں ہفتہ میں ایک روز پیش ہوتے ہیں، اور آپ امت کے ایک ایک فرد کو اس کے اعمال کے ذریعہ پہچانتے ہیں۔ اس لئے قیامت کے روز آپ امت کے شاہد بنائے جائیں گے (رواہ ابن المبارک عن سعید بن المسیب، مظہری)

اور مبشر کے معنی بشارت دینے والا، مراد یہ ہو کہ آپ اپنی امت کے نیک باشرع لوگوں کو جنت کی خوش خبری سنانے والے ہیں۔ اور نذیر کے معنی ڈرانے والا، مراد یہ ہو کہ آپ امت کے لوگوں کو در صورت خلافت درزی و نافرمانی کے عذاب سے ڈرانے والے بھی ہیں۔

داعی الی اللہ سے مراد یہ ہو کہ آپ امت کو اللہ تعالیٰ کے وجود اور توحید اور اطاعت کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ داعی الی اللہ کو پاؤں کے ساتھ مشروط فرمایا کہ آپ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دینا اور بلانے والے اللہ ہی کے اذن و اجازت سے ہیں۔ اس قید و مشروط کا اسناد اس اشارہ کے لئے ہے کہ تبلیغ و دعوت کی خدمت و شہادہ، وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اعانت کے بغیر انسان کے بس میں نہیں آ سکتی۔ سرچ کے معنی چراغ اور مقیر کے معنی روشن کرنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں صفت اس میں یہ بیان فرمائی گئی کہ آپ روشن کرنے والے چراغ ہیں، اور بعض حضرات نے سرآج منیر سے مراد قرآن لیا ہے، مگر نسق کلام سے قریب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔

بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر مظہری میں فرمایا کہ آپ کی صفت داعی الی اللہ تظاہر اور زبان کے اعتبار سے ہے، اور سرآج منیر آپ کی صفت آپ کے قلب مبارک کے اعتبار سے ہے کہ جس طرح سارا عالم آفتاب سے روشنی مل کرتا ہے اسی طرح تمام مومنین کے قلوب آپ کے نور قلب سے منور ہوتے ہیں اس لئے صحابہ کرام جنہوں نے اس عالم میں آپ کی صحبت پائی وہ ساری امت کے افضل واعلیٰ قرار پائے۔ کیونکہ ان کے قلوب نے قلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ عیاناً فیض اور نور حاصل کیا، باقی امت کو یہ نور صحابہ کرام کے واسطے سے واسطہ درواسطہ ہو کر پہنچا دیا انتہی بخلاصہ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ تمام انبیاء و صلوات اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے گزرنے کے بعد بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، انہی

معجم القرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ
مفتی اعظم پاکستان

جلد ﴿ ۷ ﴾

لقمان، المجدہ، احزاب، سبا، فاطر، یٰسین، صافات، ہود، زمر،
مومن، جمجدہ، شوریٰ، زخرف، دخان، جاثیہ، احقاف
پارہ ۲۱، رکوع ۱۰ تا پارہ ۲۶، رکوع ۳

آثار المعارف

کراچی ۱۳۰۷ پاکستان

ثابت ہیں۔ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ نے استنباطاً جائز رکھی ہیں ہم انکو جسمانی روحانی حیات کے اعتقاد پر قیاساً و اجتہاداً ثابت کریں اور جو دھویں صدی کے مجتہد و بزرگ بن کر معاملہ کریں اور فتویٰ دیویں یہ ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے سبب لے اللہ تعالیٰ کے غضب میں آجادیں۔ اور حضور کے غضب میں آجادیں۔ نعوذ باللہ من غضبہ و غضب رسولہ۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے خوش محبت میں اگر بوسہ دینے کے ارادے سے ٹیڑھے ہو کر پھر سیدھے کھڑے ہوئے کسی نے عرض کیا۔ کیوں ایسا کیا فرمایا ہم آئے ہیں راضی کرنے کے لئے۔ ایسا نہ ہو کہ شریعت کا خلاف کر کے آپ کو ناراض کریں۔ کذا فی ملفوظ خواجہ صاحب حصہ چہارم سے

خلاف شریعت کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل خواجہ ابراہیم رسید
تنبیہ: ہمارے اکابر و اسلاف دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم ہمارے مرشدین نقشبندیہ
قادریہ چشتیہ سہروردیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و
سلم دنیاوی وفات کے بعد قبر مبارک میں جسمانی روحانی حیات سے زندہ ہیں۔
اس زندگی سے بھی افضل و اکمل جو دنیا میں تھی۔ اس کے دلائل پیش خدمت کئے
بعض دلائل تمام طور پر مصرح ہیں۔ اور بعض دلائل روحانی حیات کے زیادہ مؤید ہیں
چونکہ مسلک ہمارے متقدمین و متاخرین کا ہر دور روحانی و جسمانی حیات کا ہے اس لئے
وہ دلائل ہمارے خلاف نہیں کیونکہ روحانی حیات مبارک کے ہم بھی قائل ہیں فافہم
ولا تکن من القاصون۔ (مفہم) ابتدا میں بھی عیسیٰ مرص کیا گیا ہے کہ یہ رسالہ اپنے اجاب
کی فہمائش کے لئے مختصر طور پر لکھا گیا ہے کسی کی تردید یا تشنیع یا تحریف کے لئے نہیں لکھی
کا فکر اس کے موافق نہیں ہے وہ اپنا مافی الضمیر اپنے اجاب کے لئے شائع کر دیوے۔
اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ فَحَسْبُكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَيْرِ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ وَهُمْ يَسْمَعُونَ

الْقَوْلُ النُّقْطِي
فِي
حَيَاتِ النَّبِيِّ

مؤلفہ مفتیہ القرآن شیخ طراقت حضرت مولانا مولوی

محمد عبد اللہ حبیب شاہی نور اللہ مرقدہ

زیراهتمام

حضرت مولانا حاجی عزیز احمد صاحب

ناشر مفتی محمد حسین احمد قادری دہلوی خانم تعلیمات

مدرسه اشرف العلوم

4397386, 0300-6358551، فون: عیب آباد شجاع آباد۔

(۴) اس کا جواب معلوم ہو گیا۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبور مطہرہ میں حیات میں حدیث معتبر سے ثابت ہے علامہ سیوطی نے شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور میں اس قسم کی احادیث بہت نقل کی ہیں۔ لیکن یہ حیات غصری حیات سے کچھ مختلف ہے جس کی تفصیل کی گنجائش نہیں تفصیل بہت طویل ہے (۱)۔

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے تمام امت مستفید ہوتی ہے آخرت میں بھی آپ ہی کی شفاعت سے امت کی مشکلات حل ہوں گی اس صورت سے تو یقیناً ادا و پختی ہے لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کے اذن کے تحت ہے (۲)۔

(۷) بیعت کسی کامل ولی اللہ کی ضرور کرنی چاہیے تریہ قلب جو یز کہیہم سے ثابت ہے۔ بغیر اس طریقہ مشائخ کے نہیں ہو سکتا لیکن خلاف شریعت راہ چلنے والے پیر کی بیعت جائز نہیں۔ اس کے لیے غور کر کے قبیح سنت و شریعت پیر کی بیعت ہونا چاہیے (۳)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان، شہر ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

(۱) علی ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ کما ان الانبیاء علیہم السلام، احیاء فی قبورہم، بذل المجہود، کتاب الصلوۃ، ج ۲ ص ۱۱۷، قاسمہ ملتان۔

وفی الحاوی للفتاویٰ: فاقول حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ ہو سائر الانبیاء معلومة عندنا علماً قطعياً لما قام عندنا من الادلة فی ذلك الخ، اتباع الاذکیا بحیاۃ الانبیاء، ج ۲ ص ۱۳۹، دار الکتب علمیہ بیروت۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ: وما ارسلک الا رحمة للعالمین، الآية نمبر ۱۰۷، سورة الانبیاء، وقال بعضاً: من الذی یشفع عنده الا بإذنه، البقرة نمبر ۲۵۵۔

وفی تفسیر ابن کثیر تحت هذه الآية: وهذا من عظمتہ وکبریاتہ عزوجل، انه لا یتجاسر احد علی احد علی ان یشفع لاحد عنده الا بإذنه له فی الشفاعة، کما فی حدیث الشفاعة: انی تحت العرش فاخبر للہ ما سجداً، فیدعنی ما شاء اللہ ان یدعنی، ثم یقال: ارفع راسک، وقل تسمع واشفع تشفع، قال: فیحد لی حداً فادخلهم الجنة، سورة البقرة، الآية نمبر ۲۵۵، ج ۱ ص ۶۱۳، قدیمی کتب خانہ۔

کننا فی شرح العقائد: ص ۸۷، دار الإیضاع العربیہ کوئٹہ۔

(۳) قال اللہ تعالیٰ: ربنا وابعت فیہم رسولاً ویز کہیہم، الآية نمبر ۱۲۹، سورة البقرة۔

کننا فی روح المعانی، سورة الممتحنة: ج ۲۸ ص ۳۸۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

(۲) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں سب احیاء ہیں اخراج ابو داؤد عن اوس بن اوس الشقی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الفضل ایامکم يوم الجمعة فاکثروا علی الصلوٰۃ فیہ فان صلوٰتکم تعرض علی قالوا یا رسول اللہ وکیف تعرض علیک صلوٰتنا وقد اومت (یعنی بلیت) فقال ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء الحدیث الی غیر ذلک من الاحادیث الصحیحة الواردة فی حیاة الانبیاء علیہم السلام^(۱)۔

لیکن یہ حیات حیات غصری سے کچھ مختلف ہے۔ شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور میں علامہ سیوطی نے اس کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

(۳) قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کا اطلاق فرمایا گیا ہے^(۲)۔ نیز آپ نے اپنی دعاؤں میں بھی اللہم اجعلنی نوراً فرمایا ہے اس لیے یہ اطلاق جائز ہے^(۳) لیکن اس سے باتفاق علماء مراد یہ ہے کہ جس طرح نور ذریعہ ہدایت ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذریعہ ہدایت ہیں چونکہ نبی کریم کا انتہائی کمال اسی میں ہے کہ شان نبوت و ہدایت میں درجہ کمال حاصل ہو اس لیے اپنی دعاؤں میں اسی کمال کو طلب فرمایا ہے اور اس معنی پر قرآن اور تورات کو بھی قرآنی نور فرمایا گیا ہے۔ یہ مراد نہیں کہ عالم عناصر کے آثار خصوصاً سے مجرور ہو کر فقط نور ہی نور ہوگا۔ بلاتاویل اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے^(۴)۔

محمود عفا اللہ عنہ خادم الافتاء مدرّسہ قائم العلوم بمکان شہر

-
- (۱) ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب تفریع ابواب الجمعة، ج ۱ ص ۱۵۸، طبع رحمانیہ اردو بازار لاہور۔
 (۲) قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین، سورة المائدة، الآية ۱۵، و کذا فی روح المعانی عظیم وهو نور الانوار والنسی (قد جاءکم) بغیر عاطف فعلق به اولاً وصف الرسول الخ، سورة المائدة، الآية ۱۶، ج ۶ ص ۳۶۷، طبع دار احیاء التراث العربیہ، بیروت۔
 و کذا فی تفسیر قرطبی: (قد جاء کم من اللہ نور) الخ، ای ضیاء قبل الاسلام، وقیل: محمد علیہ السلام، عن الزجاج، سورة المائدة، ج ۶ ص ۱۱۸، طبع بیروت۔
 (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال بت عند میمونة فقام واجعل لی نوراً الخ، الصحیح البخاری، باب الدعاء اذا انتبر من اللیل، ج ۲ ص ۹۳۴، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔
 (۴) وبکرة امامة ومبتدع، ای: صاحب بدعة وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول الخ حاشیہ ابن عابدین، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، ج ۲ ص ۳۵۶، طبع رشیدیہ کوئٹہ۔
 و کذا فی البحر الرائق، کبرہ امامة العبد والاعرابی والغاسق والمبتدع والاعمی الخ، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۱ ص ۶۰۷ تا ۶۱۰، طبع رشیدیہ کوئٹہ۔

فتاویٰ مفتی محمود

جلد اول

فیضانِ فکریہ امام مولانا مفتی محمود
شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم نظامیہ



مکتبہ دارالعلوم ہاqqانیہ، قاری، ۰۳۳-۵۳۶۷۹۰۱-۳

(۲) مرشد العلماء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ

”احقر تو ان حضرات (حضرت نانوتوی و حضرت مدنی) کے ساتھ ہی ہے جو ان

اکابر کا عقیدہ ہے وہی احقر کا عقیدہ ہے آپ اپنا عقیدہ علماً دیوبند ہی کار کھیں یہی

عقیدہ صحیح ہے۔ (۱۷/ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ ۲/ اکتوبر ۱۹۵۸ء لاہور)

(۳) بقیۃ السلف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

مکرم و محترم مد فیوضکم بعد سلام مسنون! پیکٹ مرسلہ رحمت کائنات دو عدد

پہنچ کر موجب منت ہوا حضرت اقدس رائے پوری دام مجد ہم کے نام کا نسخہ

حضرت کی خدمت میں اسی وقت پیش کر دیا، یہ ناکارہ دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ

شانہ اپنے فضل و کرم سے مساعی جلیلہ کو مشمر برکات بنائے اور دونوں جہانوں

میں اس مبارک جدوجہد کی بہترین جزائے خیر اپنی شایان شان عطا فرمائے

والسلام۔ زکریا مظاہر العلوم۔ ۳۰/ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ

(۴) استاذ العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ علیہ

رحمت کائنات ابھی پہنچی اور مطالعہ سے بھی فارغ ہوا مطالعہ

کر کے دل خوش ہوا اور دعائیں دیں اللہ کریم آپ کو ایسی خدمات کے لئے

تادیر سلامت رکھے، آمین۔ ۱۵/ جون ۱۹۵۸ء

(۵) مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع سابق مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ رسالہ رحمت کائنات مصنفہ

مولانا محمد زاہد حسینی کا تقریباً پورا مطالعہ کیا حیات انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ پر

نہایت نافع اور مفید تحقیقات جمہور اہل السنۃ والجماعت کے عقیدہ کے مطابق جمع

کردی ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں، مسئلہ کے متعلق تحقیقات کے ضمن

میں آنحضرت ﷺ کے تاقیامت باقی رہنے والے فیوض و برکات اور آثار حیات

کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار فرمائیں، اگر حضورؐ نے جواباً فرمایا کہ یہ میرے ہیں تو پھر تمہیں بھی ان پر ایمان لانا پڑے گا اگر حضور ﷺ نے کوئی جواب مرحمت نہ فرمایا تو پھر میں تمہارا ہی مسلک اختیار کر لوں گا۔“

حضرت امیر شریعتؒ کا یہ فرمانا تھا کہ جلسہ گاہ کی فضا اللہ اکبر کے فلک شکاف نعروں سے گونج اٹھی اور اس کا یہ اثر مرتب ہوا کہ پھر کبھی مناظرانہ انداز میں وہاں پر جلسے جلوس منعقد نہ ہوئے اور تمام سامعین پر یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت امیر شریعتؒ بلکہ تمام اکابر علماء دیوبند حیات انبیاء علیہم السلام کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ یہ عقیدہ ان کے نزدیک اصول کی حیثیت رکھتا ہے، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند سے لیکر (سابق) مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیبؒ کی ذات تک سب اس بات کے قائل ہیں کہ حضور پر نور سرور کائنات ﷺ روضہ اقدس میں حیات حسی کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔

(ماہنامہ نقیب ختم نبوت امیر شریعت نمبر حصہ دوم، ص ۲۰۲)

خیال یہ تھا کہ جن اہل علم کو اس عقیدہ کے سمجھنے میں مغالطہ لگا ہے وہ رجوع کر لیں گے مگر اس کے برعکس ایک خاص طبقہ نے اس عقیدہ مسلمہ کی مخالفت میں رسائل لکھے اور تقاریر میں اس کے خلاف بہت کچھ کہا جس کے دفاع کے لئے اور تائید عقیدہ حقہ کے لئے بھی علماء کرام نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے :

مقام حیات، مؤلفہ علامہ خالد محمود صاحب،

تَسْكِينُ الصُّدُور، مؤلفہ مولانا محمد سرفراز خان شیخ الحدیث

گوجرانوالہ۔

عَقِيدَةُ الْمُحَدِّثِينَ، مؤلفہ مولانا سید میرک شاہ صاحب کشمیری

(۸) خطیب اسلام یادگار سلف مولانا قاری محمد طیب صاحب

مہتمم دارالعلوم دیوبند

احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند وغیرہ میں بالتفصیل مرقوم ہے یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام جسدِ عنصری زندہ ہیں، جو حضرات اس کے خلاف ہیں وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (محمد طیب "مدیر دارالعلوم دیوبند حال وارد ملتان پاکستان) ۴/ ربيع الثانی ۸۷۳ھ

(۹) انہیں ایام میں جب احقر معتکف تھا تو استاذ محترم مولانا سید

محمد بدر عالم مہاجر مدنی نے خواب میں فرمایا۔

لوگ مرتے ہیں تو مرتے رہیں آپ حیات پر لکھتے رہیں۔

(۱۰) امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ

کا حیات النبی ﷺ پر یقین و اعتماد۔

تحصیل لیاقت پور کے قصبہ اسلام پور میں شیعہ سنی کے درمیان مناظرہ ہونے والا تھا کہ اسی تاریخ کو امیر شریعت کی اس علاقہ میں تقریر کا اعلان ہوا جس میں شیعہ اور سنی بھی شریک ہو گئے، حضرت امیر شریعت نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا،

"میں جنگ لڑنے نہیں آیا اور نہ ہی مناظرہ اور مباحثہ کا قائل ہوں میں برہان اور دلائل کے زور سے کسی کو کوئی بات منوانے کے لئے تیار ہوں شیعہ حضرات سے صرف اتنا کہوں گا کہ دو چار آدمی اپنی طرف سے ایسے تیار کریں جو صالح فطرت ہوں میں ان کے ساتھ مدینہ منورہ جانے کو تیار ہوں، وہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کے آستان مقدس پر عرض کیا جائے گا کہ حضور اصحاب ثلاثہ

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق مقبول و دربار نبوی
پہلی مدلل جامع کتاب

رحمت کائنات ﷺ

مؤلف

امام الزامدین و العارفین قطب عالم حضرت مولانا

قاضی محمد زاهد الحسنی

مدینہ مسجد خانقاہ مدنی انک شہر
پاکستان۔ فون: ۰۵۷-۲۶۰۲۳۸۳

دارالانشاء

پوری تحقیق کے لئے تو یقیناً ہر مسئلہ کی طرح یہاں بھی حق بات وہی ثابت ہوگی جو ان حضرات کی تحقیق کا دلائل میں شروحات ہو چکا ہے پھر ممکن ہے اشتباہ والے بزرگوں کو بھی صحیح راہ نظر آ سکے۔ خود تو کم صحت کم فرصت کم استعداد اس سے قاصر تھا بس دل میں یہ تمنا موجزن تھی۔

حضرت مولانا سرفراز خان صاحب نے بڑی محنت جانفشانی اور عرق ریزی سے یہ تحقیق مکمل کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے میری وہ دلی تمنا مولانا کے ہاتھوں پوری فرمادی اس لیے حروف حروف مزے لے لے کر پڑھتا چلا گیا ہر بحث پر دل باغ ہوتا گیا اور دعاؤں میں سرشار ہوتا رہا۔

بشک الحمد برآں چیز کہ خاطر می خواست آخر آمد ز پس پر فوہ تقدیر پدید الحمد للہ جیسا دل چاہتا تھا یہ کام انجام پا گیا احادیث کے اس دلی صحت اور معنومات کی تحقیقات شہادت کے جوابات ماشاء اللہ نور علی نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو بہترین جزاؤں سے دونوں جہانوں میں سرفراز فرمائیں اور شہداء ائمہوں کے لیے کتاب کو سرمد بصیرت بنائیں۔

جمیل احمد تھانوی

جامعہ اشرفیہ مسلم ماؤن لاہور ۱۹ رجبی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

اسوۃ الاصفیاء - ذرۃ سنام الدین - مجاہد جلیل - حافظ الحدیث امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب خواستی دامت برکاتہم

واجب الاکرام حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب مصنف دامت برکاتہم

سلام اللہ تعالیٰ علیکم ورحمۃ لدیکم۔ جمعی نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ تکیں الصدقہ کے اکثر حصے دیکھے اپنے موضوع میں مسک اہل الفت والجماعت کے بیان میں کالی و شافی ہے اور پچھلی تصانیف سے معنی ہے۔ دعائیں یا دفرائش

والسلام

محمد عبداللہ مدرسہ عربیہ مخزن العلوم

عید گاہ خانپور

۷ نومبر ۱۹۶۷ء

شہداء کی حیات بنس قرآن ثابت تھی اور دلالت النص سے انبیاء کرام کی حیات قرآن سے ثابت تھی اور احادیث نبویہ سے عبارت النص کے ذریعہ ثابت تھی۔ لیکن براہِ اختلافات اور فتنوں کا کہ ایک مسئلہ حقیقت زیر بحث اگر مشتبہ ہو گئی کہنے نامی بدیہات کو کج بحثیوں نے نظری بنادیا اور کہنے مخالف شرعیہ کو کج فہمی نے مسخ کر کے رکھ دیا یہ دنیا ہے اور دنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ ہر دور میں کج فہم اور کج رو اور کج بحث موجود ہوتے ہیں۔ زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے۔ علامہ وزن دق کی زبان کب بند ہو سکی۔ کیا اس دور میں امام حسینؑ کی شہادت کو افسانہ نہیں بنایا گیا اور کہا گیا کہ واقعہ ہے ہی نہیں۔ اور کیا امام حسینؑ کو باغی واجب القتل اور یزید بن معاویہ کو امیر المومنین علیؑ برحق ثابت نہیں کیا گیا۔ کسی صحیح حدیث کو ضعیف بنانے کے لیے کسی راوی کے بارے میں کتبِ بحال میں جرح کا کوئی کلمہ دیکھا بس کافی تھا کلاس پر فیاد قائم کی جائے اگر عقل سلیم سے کام نہ لیا جائے اور صرف کتاب میں جرح کو دیکھا جائے تو امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ تمام کے تمام آئمہ مجروح ہو کر دین کا سرمایہ ہی ختم ہو جائے گا۔ الغرض حیات انبیاء کرام علیہم السلام کا مسئلہ بھی تقریباً اسی قسم کے کج بحثوں میں الجھ کر اچھا خاصہ فتنہ بن گیا عصمت تو انبیاء کرام کا خاصہ ہے۔ علماء معصوم تو ہیں نہیں کچھ حضرات نے دانستہ یا نادانستہ حدیثی و کلامی بحثیں پیدا کر دیں اور سمجھایا گیا یا سمجھایا گیا کہ اس طرح تو سب بالاموات اور استعانت بغیر اللہ وغیرہ وغیرہ بہت سے بدعات کا خاتمہ ہو جائے گا گویا علاج یہ تجویز کیا گیا کہ حیات انبیاء کرام سے انکار کو ضرر ہی سے یہ منہ نہ ختم ہو سکتے ہیں اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ بارش سے بچنے کے لیے پرندے کے چنچے جا کر بیٹھ گئے۔ بہر حال ان تفصیلات میں جانے کی حاجت نہیں اس خلفشار کو ختم کرنے کے لیے ارباب فکر و اخلاص نے چند حضرات کے نام تجویز کئے کہ اس اختلاف کو جس نے فتنہ کی شکل اختیار کر لی ہے ختم کرنے کی کوشش کریں راقم الحروف کا نام بھی ان میں شامل تھا تجویز یہ ہوئی کہ اس موضوع پر ایک محققانہ کتاب مؤثر انداز میں لکھی جائے اور تشکیک پیدا کرنے والے حضرات کے شبہات کے جواب بھی دیتے جائیں اور مسئلہ کے تمام گوشوں پر سیر حاصل تبصرہ کیا جائے باتفاق رائے اس کام کے انجام دہی کے لیے جناب بردار گرافی مائٹ مولانا ابوالزاہر محمد سرفراز صاحب منتخب ہو گئے جن کے دماغ میں بحث و تحقیق کی صلاحیت بھی ہے قلم میں پختگی بھی علوم دینیہ اور حدیث و رجال سے اچھی قابل قدر مہارت بلکہ عمدہ بصیرت بھی ہے مختلف مکانات سے غرض نقول جمع کرنے کی پوری قدرت بھی ہے

صاحب الفہم الباہر والرشد الزاہر، فقیہ النفس، والبصیرۃ التامۃ، والملکۃ الراضیۃ
حضرت العلامة المفتی جمیل احمد صاحب تھانوی دامت فیہم -

مُبدلاً ومحمدلاً ومصلیاً ومسلماً

حضرت مولانا علامہ فاضل فخر امثال محمد سرفر از خان صفدر صاحب کی نازہ تالیف تیکن الصدفی تحقیق
احوال الموتی فی البرزخ والقبور اول سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھی ایوں تو علامہ موصوف کی ہر تالیف عمدہ سلیقہ
کے ساتھ مناسبت تحقیقات پر مشتمل ہر ایک بہت بہت معلومات افزا روح پرور اور دلنشین ہوتی ہے
خصوصیت اور بے انتہا قابل قدر خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ بزرگانِ سلف ہی ہر بات مانوڑ ہوتی ہے
خود رانی کو دین نہیں بنایا جاتا ہے جو آجکل عام ہو رہا ہے۔ مجھے اس کتاب کے کچھ خاص دلچسپی ہوئی اور اس
قدر کہ ہاٹ ٹاپک اور بلڈ پریشر کی تشخیص پر ڈاکٹروں کی ممانعت کے باوجود شروع سے آخر تک میچ گیا۔
جب یہ تھی کہ تیس سال سے مجھے خود بھی ذاتی تجربہ یہ ہو رہا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے جس مسئلہ میں جو
نظریہ قائم کیا ہے واقع میں وہی راجح و حق ثابت ہوتا ہے جب خوب مکمل اور گہری تحقیقات کی جاتی ہے تو وہ
اس سے ہر موجد و متجادز نہیں کر پاتی پوری تحقیقات کا پچھڑا آخر میں وہی دو لفظی مسئلہ نکلتا آنکھوں سے نظر آتا ہے
اس وقت ان حضرات کے علم کا لدتی علم ہونا منکشف ہوتا ہے۔ اپنے اس ذاتی تجربہ اور ایسے ہی اور علماء
کے اس تجربہ کا یہ نتیجہ دل و دماغ کی تہ میں جم جانا ضروری ہے کہ جو شخص کسی مسئلہ میں بھی ذرہ برابر ان سے
اختلاف رکھتا ہے وہ یقیناً کم نظری یا غلط فہمی یا کسی خارجی اثر میں مبتلا ہے۔

ہم چند لوگوں کا ہی نہیں تمام امت کا کم و بیش یہی تجربہ ہے چنانچہ دیوبندی عالم وہی نہیں کہلاتا جو دیوبند
کا باشندہ یا تعلیم یافتہ ہو بلکہ ہر وہ عالم دین جو فقہ حنفی و عقائد کے راجح و قوی ترین مسائل پر عامل اور متبعی
ہو دیوبندی عالم کہلاتے گا۔ دہلی کے شاہ صاحبان کھنڈ کے مولانا عبدالحی اور دوسرے اطراف کے اہل حق و
تحقیق علماء جنہوں نے دیوبند کی شکل نہ دیکھی ہوگی علمائے دیوبند کہلائیں گے۔ حق و تحقیق و تقویٰ ان کی ایسی
خصوصیت بن گیا کہ خود اسی کا نام دیوبندیہ بن گیا۔

۸-۱۰ سال سے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات کا انکار بعض ایسے عالموں کی طرف سے
شائع ہونے لگا جو ہمارے اپنے شمار ہوتے تھے بہت ہی چاہتا تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ اس مسئلہ کی پوری

سابق وزیر معارف شرعیہ ریاستہائے متحدہ بلوچستان و شیخ التفسیر والعلوم
 دیوبند و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل و حال صدر شعبہ تفسیر اسلامی دیوبند
 بہاولپور جامع العلوم العقلیہ والنقلیہ حضرت العلامة مولانا محمد شمس الحق صاحب
 افغانی دامت برکاتہم السایۃ

محترم المقام جناب مولانا ابوالزادہ محمد سرفراز خان صفدر دامت فیوضہم
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کی کتاب تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموقفی فی البرزخ والقبور پہنچی اس کے
 مندرجات مطالعہ سے گزرے الم وراحت قبر اور انبیاء علیہم السلام کی حیثیت فی القبور اور ان کے سماع عند القبور
 اور عام سماع کوئی اور توسل بمقبولین کے اباحت کی تفسیری کلامی اور فقہی و حدیثی دلائل اور نقد الرواۃ کے
 مباحث بھی نظر سے گزرے ان اباحت پر آپ کی کتاب کا ثب باب اہل السنۃ والجماعۃ کے مسک کے
 مطابق ہے اور منہج سلف صالحین کا آئینہ دار ہے۔ احقر ان سے متفق ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ جل مجدہ
 اس کتاب کو اہل تبلیغ کے لیے موجب ہدایت بنائے۔ مجھے امید ہے کہ اس کتاب کی برکت سے تنازعہ میں
 کا اختلاف ختم ہو جائے گا۔ بشرطیکہ توفیق الہی اور نیشۃ اللہ و سیکری فرمائے اور اتباع ہوی کی الایمل سے
 قلب و ضمیر کو پاکی نصیب ہو۔

احقر شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ، بہاولپور۔ ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ۔

بحر العلوم۔ المحدث الکامل۔ الفقیہ الجلیل۔ المحقق البلیل حضرت العلامة مولانا الیہ

محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى خصوصاً على سيدنا محمد المصطفى وآله

وصحبة ساكني وشفعي

امّا بعد - حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات بعد المات کا مسئلہ صاف و متفقہ مسئلہ تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَكُنْتُمْ أَمْوَانًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ آيَةُ (قرآن کریم)
الْأَحْيَاءِ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (حدیث شریف)

تَسْكِينُ الصُّدُورِ

تَحْقِيقُ أَحْوَالِ الْمَوْتَى فِي الْبَرْزَخِ وَالْقُبُورِ

جس میں قرآن کریم صحیح احادیث اور حضرات سلف صالحین کی واضح عبارات قبر کا مفہوم اور راحت و عذاب قبر کے بارے میں اسلامی نقطہ بیان کیا گیا ہے اور صحیح احادیث اور شمس عبارات قبر میں اعادہ روح پر نفیس اور مدلل بحث کی گئی ہے نیز حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور میں حیات اور عند القیوم ان کے سماع پر واضح دلائل اور براہین سے تحقیق کی گئی ہے اور عام سماع موتی پر بھی مختصر مگر اصولی بحث کی گئی ہے اور مسئلہ توکل پر بھی حمد اللہ تعالیٰ سیر حاصل اور باحوالہ بحث کی گئی ہے اور اس سلسلہ میں کئے گئے جملہ اعتراضات کے کتب تفسیر و عقائد مشروح حدیث اور فقہ سے بفضلہ تعالیٰ مسکت جوابات عرض کئے گئے ہیں نیز اس طبع میں تسکین الصدور پر کئے گئے قابل توجہ اعتراضات کا بھی خوب جائزہ لیا گیا ہے۔ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقُّ وَنَرَىٰكَ فِي الْبَيْتِ

مؤلفہ

ابوالزاہد محمد سرفراز خان سقندر خطیب جامع مسجد کلمہ صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر

مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

جناب مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند (اثر یا)

پاکستان میں کچھ علماء اپنے آپ کو مسلک دیوبند سے منسوب کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی زندگی کے بارے میں یہ ہے کہ آپ قبر شریف میں ایک مردہ وحشی کی طرح ہیں۔ اور نبی جو شخص قبر شریف پر حاضر ہو کر درود و سلام پڑھتا ہے اس کا درود و سلام آپ خود سنتے ہیں۔ کیا ان کا برین علماء دیوبند کا یہی عقیدہ تھا، اگر ان کا عقیدہ نہیں تھا تو یہ بتائیں جو شخص رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مندرجہ بالا عقیدہ رکھے اس کا دیوبندی کہلاتا درست ہے یا نہیں؟ اور وضاحت سے تحریر فرمادیں کہ اس بارے میں علماء دیوبند کا مسلک کیا ہے؟

نقطہ حرہ : محمد اقبال نعمانی

خطیب جامع مسجد مرکزی اہل پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

۲۸ صفر ۱۳۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب و ما لشد التوفیق للعرب

جناب علماء حق، اس سلسلہ میں مسئلہ

یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علیہ وسلم کے جیسے انبیاء کرام اپنی برزخی زندگی میں حیات میں یہ مسئلہ نامہ قدیم ہی سے زیر بحث چلا آ رہا ہے، چنانچہ بعض حضرات نے اس موضوع پر مستقل رسائل تصنیف کئے ہیں۔ ————— الماری للفتاویٰ میں ہے "حیوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و سائر الانبیاء معلومہ عندنا قطعاً لتمام عندنا من الأدلۃ فی ذالک و تو اثر بہ الاخبار و قد الف البیہقی جزئی حیوة الانبیاء فی قیودہم الخ (ماخوذ فتاویٰ قدوسی ج ۱۰ ص ۶۷) علامہ برغانی و ابن حبیب تحریر فرماتے ہیں "آخر ج البیہقی عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء احياء فی قبورہم یصلون دروی ابو یعلیٰ عن ابی ہریرۃ ینزلن حبیب بن مریم علیہ السلام ثم ان قام علی قبری و قال یا محمد لا جنتہ و من ثم قال الامام السبکی حیة الانبیاء والشہداء کما انہم فی الدنیا و یشہد لہم صلوٰۃ و صلی علیہ السلام فی قبرہ الخ (السیرۃ الخلیبۃ ج ۲ ص ۱۸۰) علامہ سیوطی د رسالہ شرح العلل و اعلام ابن النعمان کتاب الروح اور تفسیر ابن کثیر اور تفسیر مغیری میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جن سے اس مسئلہ پر استدلال کیا گیا ہے۔

پڑھی تو بھی یہ آیت، خطبہ پڑھا تو بھی یہ آیت..... تقریر کی تب بھی یہ آیت..... نجی مجلس تو بھی یہ آیت پڑھی جاتی ہے یا نہیں پڑھی جاتی؟ (پڑھی جاتی ہے)۔ بالکل قرآن ہے..... اگر بطور برکت کے پڑھتا ہے تو بہت بڑا اجر ہے..... اور اگر کسی شرارت کے تحت پڑھتا ہے کہ آیت کو کسی غلط معنی کے استعمال کرتا ہے..... تو یقیناً دجال ہے۔ ٹھیک ہے نا؟ انک مینٹ و انھم مینٹون۔ آیت پڑھی جا رہی ہے یا نہیں؟...

۱۹

مما تیوں کا دجل:

لیکن کتنا بڑا دجل ہے۔ اگر میرا عقیدہ ہوتا، میرے اسلاف کا عقیدہ ہوتا..... کہ پیغمبر پر موت آئی ہی نہیں پھر تو یہ دلیل بنتی تھی..... انک مینٹ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ پر موت آئی ہے۔ لیکن جب میرا عقیدہ ہے موت آئی۔ میرا عقیدہ ہے غسل دیا گیا..... میرا عقیدہ ہے کفن دیا گیا، قرآن کی آیت بتاتی ہے کہ موت آئی ہے۔ اگلے مسئلہ پر قرآن خاموش ہے۔ اس موت کے بعد آگے کیا ہوگا؟

ورنہ شہداء کی آیت دلیل بنتی ہے..... کہ جس کے صدقے شہید بن رہا ہے وہ خود مردہ کیسے؟..... اس کی وضاحت آگے چل کر کروں گا۔ یہاں اتنا غور کر کہ انک مینٹ۔ میں قرآن نے پیغمبر کی موت ذکر فرمائی ہے کہ موت آئی ہے..... یہ عقیدہ میرا بھی ہے۔ چودہ صدیوں کے علماء کا بھی ہے..... اہل اسلام کا بھی ہے کہ موت آئی؟ اگر یہ عقیدہ ہوتا کہ موت نہیں آئی..... پھر یہ آیت پڑھی جاسکتی تھی کہ قرآن کہتا ہے..... کہ پیغمبر پر موت آئی ہے..... آپ کیسے کہتے ہیں کہ موت نہیں آئی یا نہیں آئی؟ ہمارا عقیدہ نہیں کہ موت نہیں آئی۔ بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ..... پیغمبر پر موت آئی اور موت کے بعد اللہ نے پیغمبر کو ایک زندگی دی ہے..... جو زندگی ہر انسان کو قیامت سے پہلے مل جائے گی۔

توجہ کریں۔ ہر وہ انسان جو آج فوت ہوا ہے..... اسے قیامت سے پہلے قبر میں

اہل حق کا غلبہ ہے.....

لیکن میں کہتا چاہتا ہوں کہ آج اگر تحصیل کی انتظامیہ اجازت نہ بھی دیتی..... تو باقی علماء کی تو مرضی؟ (لیکن) حق نواز بغیر اجازت جلسہ کرتا.....
اب میں دارالعلوم کی ایک طالب علم کی ڈیوٹی لگاتا ہوں کہ آئندہ جمعہ کی تقریر ریکارڈ کرنی ہے..... اگر زبان بدلی ہوئی نہ ہوئی تو مجھے اطلاع کر پھر کھلی کھینچتے ہیں..... تو ہین نبوت زیادہ دیر برداشت نہیں کی جاسکتی.....
زیادہ دیر تھرا..... وجل..... فریب..... بے حیائی..... بد فطرتی..... بد تمیزی.....
زیادہ دیر نہیں برداشت کی جاسکتی.....

نبوت کی محبت مسلمان کے ایمان کی جز ہے..... یا نہیں؟ (جز ہے)
نبی ﷺ قبر میں زندہ یا مردہ؟..... (زندہ ہے)

چودہ سو سال کی امت کا عقیدہ یہی ہے.....

پوری امت کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ.....!

حضرت امام ابوحنیفہ..... کا عقیدہ..... نبی ﷺ قبر میں زندہ
حضرت امام شافعی..... کا عقیدہ..... نبی ﷺ قبر میں زندہ
حضرت امام مالک..... کا عقیدہ..... نبی ﷺ قبر میں زندہ
حضرت امام احمد بن حنبل..... کا عقیدہ..... نبی ﷺ قبر میں زندہ
حضرت علامہ ابن تیمیہ..... کا عقیدہ..... نبی ﷺ قبر میں زندہ
حضرت علامہ ابن قیم..... کا عقیدہ..... نبی ﷺ قبر میں زندہ
حضرت امام بخاری..... کا عقیدہ..... نبی ﷺ قبر میں زندہ
حضرت امام مسلم..... کا عقیدہ..... نبی ﷺ قبر میں زندہ
حضرت امام ترمذی..... کا عقیدہ..... نبی ﷺ قبر میں زندہ

- حضرت علامہ سیوطیؒ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
 حضرت علی ہجویریؒ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
 حضرت سلطان باہوؒ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
 حضرت مجدد الف ثانیؒ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
 حضرت شاہ ولی اللہؒ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
 حضرت شاہ اسماعیلؒ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
 حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
 حضرت قاسم نانوتویؒ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
 حضرت حسین احمد مدنیؒ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

چودہ سو سال کی امت کا عقیدہ کہ نبی ﷺ قبر میں زندہ اسی

عقیدے پہ قائم رہو اور اسی عقیدے پر موت آئے۔

اللہ مجھے اور آپکو اسی عقیدے پہ قائم اور دائم رہنے کی توفیق بخشے

(آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اهدنا الصراط المستقيم

خطاب

امیر عزیمت، مجاہد اسلام، شمشیر بے نیام
حضرت مولانا علامہ نور اللہ مرقدہ
حق نواز جھنگوی شہید

موضوع

مولوی احمد سعید خان بلوچ چتروڑی کا آپریشن

مقام دارالعلوم کبیروالہ



ناشر: مکتبہ اسلامیہ حفیہ بن حافظ جی ضلع میانوالی

ہے..... یہ اسی طرح ہے جیسے میں نے خواب میں ذبح کیا ہے..... ویسے ہی بیداری میں کرنا ہے..... اور وحی نہیں آئی۔ الگ جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے..... کہ مینا ذبح کرنا ہے..... صرف خواب کی بنا پر اپنے پیارے، محبوب بچے کو چھری لے کر ذبح کرنا شروع کر دیتے ہیں.....

یہ انبیاء کے خواب کا حکم ہے..... ہمارے خواب کا حکم نہیں ہے..... انبیاء کی نیند اور ہماری نیند میں فرق ہے..... انبیاء کی موت اور ہماری موت میں فرق..... ہر چیز میں فرق ہے۔

اب سمجھیں! موت آگئی..... قرآن سے ثابت نہیں کہ موت آئی..... قرآن میں تو ہے کہ آپ پر موت آنے والی ہے..... آئے گی..... کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ..... موت کا واقعہ ہو جانا قرآن میں تو ہو نہیں سکتا..... کیونکہ آپ اس جہان میں زندہ تھے..... کہ قرآن نازل ہوا..... یہ تو حدیث سے ثابت ہے۔

قبر میں جسم مبارک کی کیفیت:

دوسری چیز سمجھیں! قبر میں جسم مبارک ہے..... اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے..... کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم مبارک کو حیات عطا کرتے ہیں..... اسی جسم میں حیات ہوتی ہے..... جو جسم اس دنیا میں تھا۔ وہی جسم قبر مبارک میں ہے لاش نہیں مردہ حیثیت سے نہیں..... اس اللہ پاک نے جس نے یہاں اس جسم کے اندر حیات عطا فرمائی تھی..... روح کے تعلق سے اسی اللہ پاک نے خصوصیت سے موت کے بعد پھر قبر میں..... جہاں جسم ہے روح کے تعلق سے حیات عطا فرمادی ہے..... یہ اللہ کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا ہے؟

پہلے سمجھیں! جس نے یہاں پیدا کیا ہے..... ایک بوڑھا کافر مکہ شریف

فی چار بار

یا اللہ

خلافت راشدہ

خطاب



موضوع

مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ

مقام: جامعہ رحیمیہ، دنیا پور، ضلع لودھراں

۱۹۸۴ء



مکتبہ اسلامیہ حنفیہ بن حافظ جی ضلع میانوالی



ضعیف حدیث ہو وہ حدیث ہی نہیں..... میں کہتا ہوں چلو تم دو راوی نہیں بلکہ جسمیں دس..... راوی ضعیف ہوں..... ایسا کوئی نبی ﷺ کا قول ہی پیش کر دو؟..... ایک لاکھ چوالیس ہزار (۱۴۴۰۰۰) صحابہ میں سے کسی صحابی کا ہی قول پیش کر دیں؟..... کہ نبی ﷺ قبر میں زندہ نہیں..... کسی کا پیش کر دے کہ نبی ﷺ قبر میں نہیں سنتے عبداللہ بن عمر سلام پڑھتے تھے..... کیا نبی نہیں سنتے تھے؟..... تو نے اپنی کتاب دین حق میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر سلام پڑھتے تھے..... تیری کتاب میں لکھا ہو تو سنتے ہیں اگر ہم کہیں تو نہیں سنتے تیرے باپ کا مذہب ہے اہم سوال..... فرق بیان کریں کہ دنیاوی زندگی اور برزخی زندگی؟

جواب..... پیغمبر کی قبر میں زندگی..... یہاں دنیا کی زندگی سے اعلیٰ ہے (بیک)..... یاد رکھیں! برزخ تو ہر آدمی کو حاصل ہے..... برزخ تو میری زندگی اور تیری زندگی برزخ ہے..... محمد ﷺ کی زندگی دنیا کی زندگی سے بھی اعلیٰ ہے..... یہ کہتے ہیں کہ بندہ انتقال کر گیا (انتقال کا کیا معنی؟ منغل ہو گیا) اگر نبی ﷺ دنیا سے قبر میں منغل ہو گیا۔ تو اچھی جگہ پر نہ جائے تو نبی ﷺ کا کمال کیا ہے؟ دنیا میں پیغمبر موجود تھے..... تو دنیا سے نبی آخرت میں تشریف لے گئے..... دنیا سے نبی کنارہ کر گئے..... دنیا سے پردہ فرما گئے..... دنیا سے رخصت ہو گئے..... پیغمبر ﷺ پر موت طاری ہوئی (بعد میں)..... تو پیغمبر کی دنیا زندگی سے قبر کی زندگی اعلیٰ ہے..... پیغمبر کی دنیا کی زندگی سے قبر کی زندگی بہتر ہے وہ جنت کا حصہ ہے..... میری باتیں سمجھ آ رہی ہیں؟ یہ باتیں مضبوطی سے پلے باندھ لیں.....

منکر حیات کا اہل سنت و الجماعت سے کوئی تعلق نہیں:

جو کہے کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں حیات نہیں وہ گمراہ ہے..... وہ پیغمبر کی

حدیثوں کا قائل نہیں..... جو کہتا ہے کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں حیات نہیں..... اس کا مذہب اہل سنت والجماعت کیساتھ کوئی تعلق نہیں..... وہ اپنا الگ مذہب بنائے..... اپنی الگ بات کرے.....

میرے دوستو! آپ کو فرق کا علم ہوا ہے جو شخص میری ان حدیثوں کو سننے کے بعد اس بات پر پکا نہیں رہے گا..... میں نے تو اپنا فرض پورا کر دیا..... نبی ﷺ کا پیغام آپ تک پہنچا دیا..... اب اگر کوئی نہیں مانے گا تو وبال اس پر ہو گا مجھ پر نہیں.....

آخری گزارش:

جو بھائی ہمارے ناراض ہیں ان سے صلح کر لو..... میں ان بھائیوں سے کہتا ہوں کہ ضد نہ کرو..... دیوبندیوں کو مشرک کہنے والو ضد نہ کرو..... اگر تو نے غیر مقلدیت کے دروازے پر جانا ہے..... یا انکی وکالت کرنی ہے تو کھل کر کرو..... دیوبندییت کا نام لے کر کیوں کرتا ہے؟..... تو کہے کہ میں غیر مقلد ہوں..... تو یہ کیوں کہتا ہے کہ میں دیوبندی ہوں؟ تیرا دیوبندیوں کے عقیدہ سے کیا تعلق ہے؟ دیوبندی تو سنی ہوتا ہے۔ دیوبندی تو اہل سنت کو کہتے ہیں..... دیوبندی تو شاہ ولی اللہؒ کے ماننے والوں کو کہتے ہیں..... دیوبندی تو کملی والے کے غلام کو کہتے ہیں..... دیوبندی تو صحابہؓ کے طریقے پر چلنے والے کو کہتے ہیں..... دیوبندی تو اہل سنت والجماعت والے کو کہتے ہیں..... تیرے اس عقیدہ کا اہل سنت کیساتھ کیا تعلق ہے؟..... (باتیں تو اور بہت کرنی تھیں لیکن..... وقت تھوڑا ہے کیونکہ میں نے بہت لمبا سفر کرنا ہے..... اسلئے انہیں باتوں پر اکتفا کرتا ہوں.....)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

نبی ﷺ کی حیات کے بارے میں پہلی دلیل:

بخاری شریف کی روایت ہے... حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ وفات کے وقت کہ عائشہؓ! خیر کے اندر جو مجھے زہر دیا گیا تھا... اس زہر کی وجہ سے آج میری شاہ رگ کٹ رہی ہے... اور میری موت اس شاہ رگ کے ساتھ واقع ہو رہی ہے۔ پیغمبر کو جو زہر یہودیوں نے خیر میں دیا ہے... نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اس زہر کا اثر آج میں محسوس کر رہا ہوں... اور اس زہر کے ساتھ میری موت واقع ہو رہی ہے۔

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے... اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ اس روایت میں کوئی شک ہے۔ (نہیں)

جب یہ روایت صحیح ہے... اس کا مطلب ہے کہ پیغمبر کی وفات زہر کے ساتھ ہوئی... اور زہر کے ساتھ جو موت آئے وہ موت ہوتی ہے شہادت کی۔ اور شہید کو قرآن نے فرمایا ہے... کہ یہ زندہ ہے... شہید کو قرآن نے کیا کہا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ - اللہ کے راستے میں جو مر جائے اسے مردہ نہ کہو... اس کو تو ہم مردہ نہیں کہتے... لیکن جو کہتے ہیں وہ خود ہی مماتی بن جاتے ہیں... کہ پیغمبر کی وفات زہر کے ساتھ ہوئی... اور جو آدمی زہر کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جائے وہ شہید ہوتا ہے اور قرآن کہتا ہے کہ شہید سارے زندہ ہیں... یہ قرآن کی آیت ہے... دوسری نبی ﷺ کی حدیث آپ کو سنائی ہے۔ الانبياء احياء في قبورهم يصلون... تمام نبی قبروں میں زندہ ہیں۔

خطاب



موضوع

حیات امام الانبیاء علیہ السلام

مقام

ہتھیجی بہاولپور

لے مورخہ: ۱۲ جون ۱۹۸۸ء



مکتبہ اسلامیہ حنفیہ بن حافظ جی ضلع میانوالی



شیخ الحدیث مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ (جامعہ اشرفیہ لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انبیاء علیہم السلام کے دنیوی اہل ان کے ساتھ روح کا ارتقا
کرنا وہ تعلق ہے کہ وہ درود شریف سیکھتے ہیں اور جواب دیتے ہیں جو
درود سے بڑھ کر وہ ان کو پہنچایا جاتا ہے اور وہ قبروں میں نماز میں
پڑھتے ہیں یہ علماء دیوبند کا مسلک ہے اس کے نفی گمراہی ہے
اور معانیوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور فقہاء حب ائمہ ہدایہ کی
تحریر کی حاشیہ کیا ہے (وہ بیان تحریر ہے)

محمد سرور مدظلہ

25 JUL 2009

مدیر جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ (جامعہ مدنیہ جدید لاہور)

مخدومہ ولفی علی رسولہ الرحمہ

اما بعد اقامتِ دو عالم فخر دو عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس
کیا نغمہ محبت ہے سمندر میں جو سن اور ولولہ دینا کرنے والا عظیم
اور ساداتِ محقیدہ وہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے میں حضور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ائمہ اطہر میں جیسا کہ ہیں اور اس انداز سے آرام فرما رہے
تقریب سے درود شریف پڑھا جائے آپ خود سنتے ہیں اور اگر دور
سے درود شریف پڑھا جائے فرشتوں کے ذریعہ نام لکھ کر مبارک اقدس
تال کو بھیجا جاتا ہے اس نیک عقیدہ کی بہت اور کثرت اللہ تعالیٰ ہی بہا ہے
حیدر علی علیہ السلام کے دربار پر والے سارے عالم میں پڑھ رہے ہیں کہ کتب مدنیہ منورہ
پہنچ کر لکھنے والے جانوروں کے سامنے کھائے جو درود و سلام کا ہر پیر و پیش
کریں اور اپنے قلب و فکر اور جسم کے ایک ایک گوشہ کو شہداء کریں اس نیک

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ (صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وستم علی عباده الذین اصطنعوا

و بعد جماعتی فتح سے متعلق جناب مولانا محمد اللہ صاحب مدظلہ العالی نے جو رسالہ ترتیب دیا ہے اس میں حضرات علماء دیوبند کے وقت کو تفصیل کے ساتھ عمدہ طریقے سے پیش کیا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لیکر آج تک تمام علماء کا مسکن حیات انبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رہا ہے علماء دیوبند بھی اسی کے قائل ہیں جو مستحق حیات کی بجائے مائت کا عقیدہ رکھتا ہے اس لئے علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں۔

سبح اللہ خان

۸ چادری افغانیہ سر ۱۲۳ھ

۲ جون ۲۰۰۵ء

جامعہ دارالقرآن کراچی

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ (مہتمم جامعہ بخاری ٹاؤن کراچی)

باسمہ تعالیٰ

میت حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی

تخیر کی تصدیق اور شایع کرنا ہو۔

عبدالغنی اسکندر

۲۰ جون ۲۰۰۵ء

۱۳ جون ۲۰۰۵ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بَقَاءُ الْفَضْلِ وَالْعِلْمِ وَالْإِسْلَامِ وَالْأَعْيَانِ قَدِيمِ أَمِيرِ الْخَلْقِ الْخَالِصِ مُحَمَّدٍ عَلَى عَهْدِهِ



سید صاحب خالص

مکتبی - للعدم علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
قرودن ادنیٰ حضرت صاحب کرام رضہ عنہ ان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین سے سب سے بڑا جعوع جماعہ کرام کا
اجماعی طور پر صہات انہی صلی اللہ علیہ وسلم کے
متعلق جو عقیدہ ہے - وہ یہ ہے - کہ حضرت
اقدس بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور رب انبیاء
علیہم اجمعین الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی اپنی
قرودن میں زندہ ہیں اور جن کے ابدان بقدر
بعینہ محفوظ ہیں - اور جب مرنے کی آواز
عالم برزخ میں آنکھیں کھولیں - اور حیات
دنیا کے قائل ہیں - صرف یہ ہے - کہ احکام بشریہ
کے وہ مکلف نہیں ہیں - اور عند اقدس پر جو
درود شریف پڑھے - وہ بلاد کلمہ سنتے ہیں - اور درود
کا جواب دیتے ہیں - حضرات دیوبند کا بھی یہی عقیدہ
ہے - اب جو کس مسئلہ کی وضاحت کرے - اسی بات یقین ہے - کہ اس کا انکار دیوبند
نہیں کرتے تو اس مسئلہ کی وضاحت کرے - مگر شخص انکار دیوبند نہ کرے کہ اس کا انکار دیوبند
دن انور میں نہیں کرے - اور اپنے آپ کو دیوبند ہی کہے - باتیں اور ہمیں
تو حکم نہیں آتی - اللہ تعالیٰ ان کے جگر و دل سے قطع کرے کہ ان کے دل سے کلمہ
یا نہ بن کر استغاثہ لے لیں - مگر حال صوفیوں کا - خلافت و رہبر

[illegible]

وحرّم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء
وشانهم ارفع في الارض و السماء

هو حي في قبره كحياة الانبياء
حياتهم اعلیٰ واكمل من الشهداء

ما لفت

عالمک در پیبر کی نظرین

شیخ الشیخ
محمد بن محمد
رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ شیعہ

(حضرت مولانا) محب اللہ عفی
عنه

خادم
مدرسة عربية سراجية سعديّة

نزد کمشنری لورالائی بلوچستان (پاکستان)

فون: 0824-411082 موبائل: 0333-3807299 0302-3807299

WWW.MUHIBULLAH.COM

جواب میں چہرہ نے اس حدیث کے دو مطلب بیان فرمائے ہیں:

- ① عید کی طرح زیارت کے لئے کوئی خاص تاریخ یا دن متعین نہ کیا جائے،
- ② قبر مبارک پر عید کی طرح زیب و زینت کے ساتھ ہر دو عید کے لئے اجتماع نہ کیا جائے، بلکہ زیارت دعا اور سلام کے لئے عارضی دی جائے،

زیارت کے لئے انتخاب شدہ حال کے دلائل:

① عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری وجبت له شفاعتی، أخرجه الدارقطني والبيهقي (وفاء الوفاء ص ۳۹۴ ج ۲)

والحدیث حسن صحیح وقد صححه ابن السکن وعبد الحق وعلق الدین المسبکی (نیل الاوطار ص ۳۳۴) وقال الذہبی طرق هذا الحدیث كلها لیثقة یقوی بعضها بعضا لان ما فی روائها متهم بالکذب، قال ومن اوردھا اسنادا حدیث حاطب من رأی بعد موتی فکانما رأی فی حیاتی أخرجه ابن عساکر وغیره (وفاء الوفاء ص ۳۹۶ ج ۲)

وفی الحدیث اکبر ولالة علی فضیلة زیارة قبر النبی الکریم علیہ وعلى اله واصحابه فضل الصلوة واکمل تسلیم رای فضیلة اعلی واسنی من وجوب شفاعته صلی اللہ علیہ وسلم لمن زاره، قال العلامة الشوکانی فی النیل وقد اختلف فیها اقوال اهل العلم فذهب الجمهور الی انہما منذ وزه بعض المالکیة وبعض الظاہریة الی انہما واجبة وقالت الحنفیة انہما قریبہ من الواجب وذهب ابن تیمیة الحنبلی حنفی المصنف المعروف بشیخ الاسلام الی انہما غیر مشرعة وجہ علی ذلك بعض العنابلة وروی بذلك من مالک والجوینی والقاضی عیاض کاسیانی، احتج القائلون بانہما مندوبہ بقوله تعالیٰ وَلَوْ اَتَمَّمْتُمْ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ جَاءَ ذَٰلِكُمْ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفِرْ لَكُمْ الرَّسُولُ الْاٰیة، ووجه الاستدلال بہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم حق فی قبرہ بعد موته کما فی حدیث الانبیاء احياء فی قبورہم وقد صححه البیہقی والفقہ فی ذلك جزء ۱ قال الاستاذ ابو منصور البغدادی قال المتکلمون المعققون من اصحابنا ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حق بعد وفاته انتہی (وقد صحح عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال لمن انکر علیہ وضع وجهہ علی القبر انما جئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم ازل اللبن ارا الحجر کما سیأتی فثبت ان حکم الاية باق بعد وفاته صلی اللہ علیہ وسلم فینبغي لمن ظلم نفسه ان یزور قبرہ ویستغفر اللہ عندہ فیستغفر لہ الرسول) واستدلوا



فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٩﴾
لَقَدْ أَشْفَاءَ الْعَمَى السَّوَالِجَ ﴿٧٠﴾

آسن الفتاوى

بجذف ميكرات و تخریجات فرائض مسائل غیر ممك

جلد ۲

(۱۸)

فقیه العصری اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

(وحدت تفسیر کنند گان)

الحاج ایام سعید کھپنی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی

الذکر علیہ السلام

مجھے قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا: قبر والے کو ایذا نہ دے! قبر سے اُتر جاتا کہ تیرا یہ عمل تیرے لئے عذاب آخرت کا سبب نہ بنے۔“

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ:

الف: عذاب و ثواب قبر برحق ہے۔

ب: عذاب و ثواب کا تعلق اسی گڑھے سے ہے، جس کو عرف عام میں قبر کہا جاتا ہے، چنانچہ حدیث میں صراحت فرمائی گئی ہے کہ: ”الْقَبْرِ رَوْحَةٌ مِّنْ رَّيْاضِ الْجَنَّةِ أَوْ خُفْرَةٌ مِّنْ خُفْرِ النَّارِ۔“ (قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا)۔

ج: اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عذاب و ثواب قبر کی احادیث متواتر ہیں اور ان کا انکار ایک مسلمان کے لئے (جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو) ممکن نہیں۔

د: چونکہ برزخ کے معاملات عام لوگوں کے احساس و مشاہدہ سے ماوراء ہیں، اس لئے عذاب و ثواب قبر کا انکار محض اپنے احساس و مشاہدہ کی بنا پر قطعاً غلط ہے، اس لئے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و مشاہدات پر ایمان رکھنا ضروری ہے، اور وہ بقدر ضرورت اوپر آچکے ہیں، جو ایک مومن کے لئے کافی و شافی ہیں۔

چہارم: اب تک ہم نے عام اموات کے بارے میں گفتگو کی ہے، اور یہ بتایا ہے کہ ان کا ثواب و عذاب متواتر ہے، جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں، اس پر ایمان لانا فرض ہے، اور اس کے منکر کے حق میں اندیشہ کفر ہے۔

اب ہم اس پر گفتگو کریں گے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء، سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر شریفہ میں حیات ہونا اور حیات کے تمام لوازم کے ساتھ متصف ہونا برحق اور قطعی ہے، اور اس پر امت کا اجماع ہے، چنانچہ مذکورہ بالا تقریباً ایک سو پچاس احادیث سے حضرات انبیاء کرام کی حیات (جو عام اموات و شہداء اور صدیقین سے افضل ہیں) اولادت النص سے بطریق اولیٰ ثابت ہوتی ہے، چنانچہ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ اپنے رفیق خاص حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری کے نام لکھے گئے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

”۱: شہداء کے لئے بھی قرآن ”حیات“ حاصل ہے اور مزید دفع تجویز کے لئے ”یرزقون“ کا ذکر

بھی کیا گیا ہے، جیسے آج کل محاورہ بھی ہے: ”فلان حسی یوزق“ عام اہل برزخ سے ان کی حیات ممتاز ہے۔

۲: جب انبیاء کا درجہ عام شہداء سے اعلیٰ وارفع ہے تو بدالہ النص یا بالاولیٰ خود قرآن کریم سے

ان کی حیات ثابت ہوئی (علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات) اور جب مرتبہ اعلیٰ وارفع ہے تو حیات بھی اتنی واکمل ہوگی۔

۳: اس حیات کی اکملیت کے بارے میں دو حدیثیں آئی ہیں: ”إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضِ

أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ“ اور حدیث: ”الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ“ اور اس کے علاوہ بھی روایات

إِنَّمَا شَفَاؤُ الْبَغْيِ النَّسْءُ وَالْأَمْرُ (الحديث)

لا علمی کی شفا سوال کرنے میں ہے

آپ کے مسائل

اور ان کا حل

اضافہ و تخریج شدہ ایندیشن

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید

ترتیب تخریج
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید

مکتبہ لدھیانوی

18 - سلام کتب ساریٹ بنوری مکان کراچی، دفتر تحریک تہذیب پرانی نقاشی، اسے جناح روڈ کراچی

0321-2115502, 0321-2115595, 02134130020

ترجمہ..... حضرت عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا قبر والے کو ایذا نہ دے قبر سے اتر جا، تاکہ تیرا یہ عمل تیرے لئے عذاب آخرت کا سبب نہ بنے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ:

الف..... عذاب و ثواب قبر برحق ہے۔

ب..... عذاب و ثواب کا تعلق اسی گڑھے سے ہے جس کو عرف عام میں قبر کہا جاتا ہے، چنانچہ حدیث میں سراح فرمائی گئی ہے ”القبر روضة من رياض الجنة و حفرة من حفرة النار“ (قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے)۔

ج..... اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عذاب و ثواب قبر کی احادیث متواتر ہیں اور ان کا انکار ایک مسلمان کے لئے (جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو) ممکن نہیں۔

د..... چونکہ برزخ کے معاملات عام لوگوں کے احساس و مشاہدہ سے ماوراء ہیں، اس لئے عذاب و ثواب قبر کا انکار محض اپنے احساس و مشاہدہ کی بناء پر قطعاً غلط ہے، اس لئے ہمیں رسول ﷺ کے ارشادات اور مشاہدات پر ایمان رکھنا ضروری ہے، اور وہ بقدر ضرورت اوپر آچکے ہیں، جو ایک مومن کے لئے کافی و شافی ہیں۔

چہارم..... اب تک ہم نے عام اموات کے بارے میں گفتگو کی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ان کا عذاب و ثواب متواتر ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں، اس پر ایمان لانا فرض ہے، اور اس کے منکر کے حق میں اندیشہ کفر ہے۔

اب ہم اس پر گفتگو کریں گے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اپنی قبر شریف میں حیات ہونا اور حیات کے تمام لوازم کے ساتھ متصف ہونا برحق اور قطعی ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے، چنانچہ مذکورہ بالا تقریباً ایک سو پچاس احادیث سے حضرات انبیاء کرام کی حیات (جو عام اموات، شہداء اور صدیقین سے افضل ہیں) دلالت الٰہیہ سے بطریق اولیٰ ثابت ہوتی ہے، چنانچہ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ اپنے رفیق خاص حضرت

ماہنامہ بینات کراچی میں دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن
کے شائع شدہ فتاویٰ اور فقہی مقالات کا وقیع علمی ذخیرہ

فتاویٰ بینات

ترتیب و تخریج
مجلس دعوتِ حقیقہ اسلامی

جلد اول
العقائد

مکتبہ روایتنا
جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

چند احادیث دربارہ حیات الانبیاء علیہم السلام

حیات الانبیاء علیہم السلام کے متعلق احادیث اس قدر زیادہ روایت کی گئی ہیں کہ ان کو تو اتر کا درجہ حاصل ہے، معتبر کتب احادیث سے چند احادیث ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ درج کی جاتی ہیں۔

(۱) الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون۔

انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

محدث کبیر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

”حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ یہ روایت حضرت

انسؓ سے بھی روایت ہے اور صحیح ہے“ (فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۱۱۷)

(۲) ان النبی ﷺ لیلۃ أسری بہ مر علی موسیٰ وهو

یصلی فی قبرہ۔

جناب رسول کریم ﷺ کا شب معراج موسیٰ کی قبر پر گزر

ہوا اور موسیٰ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(۳) قال رسول اللہ ﷺ اتیت علی موسیٰ لیلۃ

اسری بی عند الکثیر الاحمر وهو قائم یصلی فی

قبرہ۔

سید دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میرا گزر موسیٰ کے

قریب سے ہوا میں نے دیکھا کہ آپ اپنی قبر میں (جو کہ لال

رنگ کے ٹیلے کے پاس ہے) کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے

ہیں۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق مقبول دربار نبوی
پہلی مدلل جامع کتاب

رحمۃ کائنات ﷺ

مؤلف

امام الزامدین والعارفین قطب عالم حضرت مولانا

فاضل محمد زاهد الجنبینی

مدینہ مسجد خانقاہ مدنی انک شہر
پاکستان۔ فون: ۲۶۰۲۳۸۴-۵۷

دارالانشاء

(الحواہ) آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر کو بڑی عظمت و شرف حاصل ہے اس لئے کہ آنحضور ﷺ کا جسم اطہر اس میں موجود ہے، یہی نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ نفس نفیس باحیات اس میں تشریف فرما ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں باحیات ہیں آپ کو رزق بھی دیا جاتا ہے (ﷺ) (دیکھئے حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب (الجوہر ص ۶)

آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کا وہ حصہ جو آپ ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ لگا ہوا ہے وہ کعبہ شریف اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے (دیکھئے حضرت مولانا ظلیل احمد انصاری ثم المدنی مصنف براین قلعہ کی کتاب التصدیقات ص ۶ جس پر حضرت شیخ الہند اور حضرت شاہ اشرف علی تھانوی اور مولانا عزیز الرحمن مفتی دیوبند اور حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ وغیرہ سے بہت سے علمائے دیوبند کے دستخط موجود ہیں)

مختصر یہ کہ آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی بزرگی عظمت اور احترام کے متعلق ہمارا اعتقاد وہی ہے جو حضرت امام تاج الدین سبکی کا ہے کہ وہ کون سی جنت ہے جو آپ ﷺ کی قبر شریف سے افضل ہوگی؟ آپ ﷺ کی قبر مبارک جنت سے ہی نہیں بلکہ ہر مقام سے اعلیٰ و افضل ہے، اگر یہ کہا جائے کہ قبر مبارک کا جو حصہ آنحضرت ﷺ کی جسم اطہر سے متصل ہے وہ عرش سے بھی افضل ہے تو بھی کسی مؤمن کو اس میں دم مارنے کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ جو کچھ ہے وہ ذات اقدس رحمۃ للعالمین ﷺ کے طفیل میں ہی ہے "تاج الدین سبکی" گفتا است کدام جنت است کہ قبر شریف آنرا افضل نہند قبر شریف افضل است از تمامہ اماکن چہ ہشت و چہ جزآن و گفتا است اگر آنرا بر عرش عظیم فضل نہند نمی دانم بیچ مؤمن صادق را کہ توقف کند در اں ہمہ طفیل شریف اوست" (مدارج النبی ص ۲۸ ص ۵۷۸) اہل اصل آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی زیارت افضل المستجابات ہے بلکہ قریب الواجب ہے، بڑی فضیلت اور ثواب کا کام ہے خود حضرت رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے من وجد سعة ولم یزدنی فقد جفانی یعنی جو شخص باوجود وسعت پانے کے میری زیارت کیلئے نہ آیا اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی برتی، اور فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہے، اور فرمایا من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی یعنی جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی" (مراقی الفلاح ص ۱۵۰ کتاب الحج فضل فی زیارة النبی ﷺ) (باب حرم المدینہ رحمہا اللہ تعالیٰ مشکوٰۃ شریف ص ۲۳۰-۲۳۱) لہذا جو شخص استطاعت ہونے کے باوجود آنحضرت ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ نہیں جائے گا وہ بڑے فضائل اور بہت سے برکات سے محروم رہے گا اور بد نصیب سمجھا جائے گا، اور ازراہ انکار وہاں پر حاضری نہ دینا بد بختی، بد نصیبی اور شکلی کی دلیل ہے، عذر کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے اس پر کوئی الزام نہیں ہے۔

دیوبندیوں کے جلیل القدر عالم اور بزرگ مولانا ظلیل احمد صاحب انصاری ثم المدنی تحریر فرماتے ہیں کہ "ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے۔" عندنا وعند فشانحننا زیارة قبر سید المرسلین (روحی نداہ) من اعظم القربات واهم المندوبات وانجح لیل الدرجات بل قریبة من الواجبات (التصدیقات ص ۵)

مفتی صالح محمد صاحب رفیق دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی
ترتیب، تعلیق، تبویب اور تخریج جدید کے ساتھ
کمپیوٹر ایڈیشن

فَتَاوٰی حَمِیْدِیَّہ

جلد سوم

کتاب الانبیاء والاولیاء، کتاب العلم والعلماء
حقوق و معاشرت

افاداشت

حضرت مولانا مفتی قاری مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاچوئی رحمۃ اللہ علیہ
خطیب بڑی جامع مسجد راندیر ضلع سوات

آڈیو بازار ایم ایس جیل روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت

تذیب و تنعیم کو غیر متصور و غیر معقول قرار دیتے ہوئے رد کرتے ہیں۔ ایک فطنندہ اور منصف مزاج آدمی کے لیے یہ بات کافی ہے، کہ تمام علمائے عقائد اور متکلمین نے بدن اور اجزائے بدن میں ایک گونہ حیات کے خلق کا ذکر فرمایا ہے، اگر عذابِ قبر کے سلسلہ میں بدن اور اجزائے بدن کا واسطہ نہ ہوتا تو متکلمین کو ان میں حیات کے خلق کے قائل ہونے کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ علمائے عقائد اور متکلمین اسلام کے اس قول سے ثابت اور واضح ہو رہا ہے کہ عالمِ قبر میں راحت و عذاب کا تعلق بدنِ مادی اور عنصری کے ساتھ ہی ہے اور وہ بھی اس کی ایسی حیات کے بعد کہ اس کو الم و لذت اور احساس و ادراک ہو سکے نہ بایں طور کہ وہ مجاہد کا مجاہد ہی رہے اور پھر بھی اس پر راحت و الم کی کیفیت طاری ہوتی ہو، کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا کہ مجاہد کی تذیب و تنعیم غیر معقول اور غیر متصور ہے، اس لیے عذاب و ثوابِ قبر کے لیے اس صورت کو تجویز کرنا درحقیقت اقرارِ غنا و انکار کی ہی ایک صورت اور معتزلہ کرامید کی صدائے بازگشت ہے۔

حیاتِ انبیاء علیہم السلام اور سماعِ عند القبر

تمام اہلسنت و الجماعت اس عقیدے پر متفق ہیں کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام قبر اور عالمِ برزخ میں زندہ ہیں اور ان حضرات کی یہ زندگی تمام مؤمنین بلکہ حضراتِ شہداء کی حیات سے بھی اعلیٰ و افضل اور قری تر ہے۔

حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی ان کی قبر میں زندگی متفق علیہ عقیدہ کی حیثیت سے ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ ابراہیمت میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں تھا جس نے انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کا انکار کیا ہو اور قبرِ مبارک میں آپ کی روح مبارک کے جسدِ اطہر سے اتصال و تعلق کی نفی کی ہو۔ بلکہ اس عقیدہ پر اجماع ہے کہ قبرِ اطہر میں روح مبارک کا جسدِ اطہر سے ایسا تعلق اور اتصال ثابت ہے جس کے سبب سے جسمِ مبارک میں حیات اور سماع کی قوت حاصل ہے اور قبرِ مبارک کے قریب سے سلام کہنے والوں کا سلام آپ بنفس نفیس خود سنا ہے فرماتے ہیں۔



الْأَنْبِيَاءُ الْخَيَّارُ فِي قُبُورِهِمُ الصَّالِحُونَ
الْمَقْدُونِ

حیاتِ انبیاءِ کرام

حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیاتِ بعدِ الوفاات
سما، استشفاع، مسئلہ عذابِ قبر، کے اثبات پر
ایک بے نظیر بحثانہ مدلل و نفیس کتاب۔

مؤلف

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب ترقی تعلیم
خلیفہ مجاز حضرت مولانا مظفر احمد صاحب عتیق
مفتی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
ہتم، بالی، مدرسہ عربیہ اسلامیہ، سائبرال حبیب، سکودا

ناشر

المکتبۃ الاشرفیہ، جامعہ اشرفیہ

فیروزپور روڈ، لاہور

کا ذکر آیا ہے وہ خود ایک مفید مضمون ہے جس سے رسول اکرم ﷺ کی عظمت و محبت مومن کے قلب میں بڑھتی ہے جو سرمایہ سعادت دنیا و آخرت ہے (رزق اللہ تعالیٰ) مجھے بھی اس سے بڑا نفع پہنچا دل سے دعا نکلی۔

(مندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ دارالعلوم کراچی، ۱۴۰ / ربیع الثانی ۸ ۱۳۷۷ھ)

(۶) حضرت مولانا خیر محمد صاحب (قدس سرہ)

خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ

رسالہ کا حرفاً و فافاً مطالعہ کیا الحمد للہ رسالہ کا ہر حرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ جناب کے عشق و محبت اور اخلاص کا ترجمان نظر آتا ہے، مطالعہ کی برکت سے احقر اپنے قلب میں بھی محبت نبوی ﷺ میں ترقی و اضافہ محسوس کرتا ہے۔

اللہم زد فززد (۴ جون ۸ ۱۹۷۷ء)

(۷) حضرت رائے پوریؒ کے خلیفہ ارشد اور علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ اہم کے تلمیذ رشید حضرت محمد انور نے **رحمت کائنات** کے مطالعہ سے جو برکات حاصل کی ہیں وہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہیں :

عجب اتفاق ہے رحمت کائنات دیکھ رہا تھا غالباً ۳ / رمضان

المبارک تھا دوپہر کا وقت تھا قیلولہ کیا آنحضرت سرور کائنات ﷺ کی زیارت

مبارک سے مشرف ہوا کچھ صحابہ کرامؓ ساتھ تھے حضرت ابو ہریرہؓ حضرت انسؓ

حضرت ابن عمرؓ (رضی اللہ عنہم) کا نام یاد رہ گیا ہے، حیات النبی ﷺ کے مسئلہ

کی تحقیق پر خوشی کا اظہار فرمایا اور بخارات سنائیں۔

(محمد عفی عنہ ۱۶ / رمضان المبارک ۸ ۱۳۷۷ھ یوم النہیس)

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق مقبول و دربار نبوی
پہلی مدلل جامع کتاب

رحمت کائنات ﷺ

مؤلف

امام الزامدین و العارفین قطب عالم حضرت مولانا

قاضی محمد زاهد الحسنی

مدینہ مسجد خانقاہ مدنی انک شہر
پاکستان۔ فون: ۲۶۰۲۳۸۳-۵۷

دارالانشاء

ولی اللہ صاحب قدس سرہ سے چمکی تھی۔ پھر فرمایا کہ ہمارے بزرگوں نے دین کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ فتوے کا زمانہ ہے دین کی دسی کو مشیوٹی سے بچا کر چلنا ہے اور ہر حال میں دین کا کام تعلیم و تعلم دین خود سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا ہے اور یہ کام دینی مدارس اور ایٹما مراکز احسن طریقہ سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی مجلس میں حضرت شیخ اللہ ریٹ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محدثین و مقام کے گریب واقعات سنائے۔ اور اپنے اکابرین اور علماء و محدث کے زہد و تقویٰ کے واقعات سنا کر خود بھی روئے اور تمام دینی مجلس کو بھی دلایا اور آخر میں تمام علماء کرام اور علماء سے فرمایا کہ میں آپ حضرات سے بطور نصیحت کے کہتا ہوں کہ پڑھنے پڑھانے سے بہتر کوئی کام نہیں ہے۔ ساری مجلس گنگہ ہیں اس کو نہ چھوڑیں۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں سوال پر درج ذیل کلام فرمایا کہ جناب نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں ارواں مبارکہ کے تعلق کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور عند القبر پڑھا جائے اللہ صلوٰۃ و سلام سنئے ہیں۔ میرے استاد شیخ الشارح حضرت مولانا قاضی قرادین صاحب پکڑاؤی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور میرے چچا و مرشد رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

حضرت شیخ اللہ ریٹ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہم جہت شخصیت تھے۔ انبار و بعد دی کا جسم بیکر، طبع عظیم کا مظہر، جامعیت علوم و فنون، زہد و تقویٰ، مجاہدانہ عزم و عمل میں اسلام کے صحیح بانٹیں تھے۔ یوں تو ہم اللہ حضرت کو تمام علوم و فنون میں کمال حاصل قرار کر علم حدیث میں امتیازی مقام کے سبب اور تقریباً ستر سال دورہ حدیث کی تمام کتب کا ماہرانہ درس حدیث دینے کی وجہ سے شیخ الحدیث کے لقب سے اسے مشہور ہوئے کہ جب بھی کوئی عالم حضرت شیخ اللہ ریٹ مدظلہ فرماتا تو فرمایا ہر خاص و عام کے ذہن میں حضرت مولانا

والمذهب ان الانبياء احياء حيوة حقيقية دنياوية۔

اور صحیح مذہب یہ ہے کہ انبیائے کرام زندہ ہیں حقیقت دنیاوی زندگی کے ساتھ۔

ارشاد فرمایا: کہ میرے عزیزو! جب یہ روایت اپنے بڑے بڑے محدثین عظام اور ائمہ حدیث کے ہاں بالکل صحیح ہے تو اب اس کو صحیح نہ کہنا دانشمندی نہیں ہے۔

منکرین حیات کا حکم:

ارشاد فرمایا: کہ عزیزو! قرآن و سنت اور اکابر علمائے اُمت کی تصریحات کی روشنی

میں یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کا بنیادی عقیدہ ہے اور یہی اہل حق کا عقیدہ ہے۔ پس جو

لوگ اس مسئلے کا انکار کرتے ہیں۔ میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا اور وہ تمام اکابرین

کے نزدیک گمراہ ہیں۔ ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق

روائیں۔

ایک مولانا صاحب نے حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

خدمت میں عرض کیا کہ حضرت قصیدہ بردہ کے پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔

ارشاد فرمایا: کہ قصیدہ بردہ کے مصنف کا نام حضرت محمد بن سعید بصری ہے۔

اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں بہت سارے قصائد لکھے

ہیں۔ جس وقت انہوں نے یہ قصیدہ لکھا تو اس وقت ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ جس سے ان

کے بدن کے نچلے حصے کو بالکل شل کر دیا تھا اور یہ سخت معذور اور لاچار ہو گئے تھے۔ جب

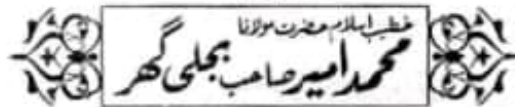
انہوں نے یہ قصیدہ لکھا تو اپنے متعلقین سے فرمایا کہ مجھے مدینہ منورہ لے چلو۔ متعلقین نے

آپ کو چار پائی پر ڈالا اور مدینہ منورہ لے چلے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو اپنے دوستوں سے

مجالس غورغشتوی



شیخ کردو:



ترتیب: مفتی محمد قاسم بجلی گھر

شعبہ تصنیف و تالیف

مدرسہ فاروقیہ لاہور کا کوئی علاقہ مولانا بجلی گھر صاحب لکھنؤی اردھ باب روڈ پشاور پاکستان

وجہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جس طرح نبی کی وراثت تقسیم نہیں ہوئی اسی طرح نبی کی بیویوں کے ساتھ نہج بھی عوام سہہ کیونکہ نبی کی حیات حاصل ہے۔ نبی دنیا کی زندگی تو ختم کر چکے ہیں مگر پوزیشن میں ان کو اس کی زندگی حاصل ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص غائب ہو چکا ہو۔ جس طرح غائب شخص کی بیوی کے ساتھ نہج نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح نبی کی بیوی کے ساتھ بھی نہج درست نہیں۔

مولانا عبدالحق حقانی اپنی مشہور و معروف تفسیر حقانی کی چھٹی جلد میں لکھتے ہیں کہ نبی پر طبعی موت تو واقع ہوئی ہے کیونکہ نفس قرآنی سے ثابت ہے **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران: ۱۸۵)** ہر شخص کو موت کا ذائقہ چھونے سے **إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ (التکوہ: ۳۰)** اے نبی آپ پر بھی موت وارد ہوئی ہے اور ان پر بھی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اس کے باوجود حسنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابدی حیات حاصل ہے جو شہیدوں سے بھی ہزار درجہ بڑھ کر ہے۔ آپ کا دنیا کے ساتھ اب بھی ویسا ہی تعلق ہے جیسا طبعی حیات کے وقت تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے جسد اطہر کو خاک نہیں کہا سکتی۔ اور اسی لیے لوگوں نے بہت سے آثار پر مشاہدہ کیے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ زندہ ہیں اور حیات الہی مشہور ہیں۔ چنانچہ زندہ شخص کی بیوی کے ساتھ نہج بھی نہیں ہو سکتا۔

مولانا قاضی ثناء اللہ شریانی بھی اپنی تفسیر ظہری میں رقمطراز ہیں کہ ممکن ہے نبی کی بیویوں کے ساتھ نکاح کی ممانعت اس وجہ سے ہو **وَأَنَّ النَّبِيَّ حَيٌّ فِي قَبْرِهِ** کہ اگرچہ نبی قبر میں زندہ ہے۔ یہ زندگی محض روحانی زندگی نہیں۔ بلکہ روح قراہت میں بھی زندہ ہے۔ بلکہ نبی کی زندگی کمال پہنچنے کی زندگی ہے۔ اس زندگی زندگی کے متعلق سلف کے دو مسلک ہیں۔ اگر آپ کی موت - بارگاہ عتیقہ میں

۱۔ معارف القرآن - ظہری مشہور ۲۔ تفسیر حقانی ص ۶۷

(فیاض)

۳۔ ظہری ص ۶۰

ہے کہ اس کا تعلق قبر کے ساتھ بھی ہے۔ اسی لیے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔
مَنْ مَلَكَ عِلْمٌ عِنْدَ قَبْرِي سَكَنَتْهُ وَمَنْ مَلَكَ نَاسِيًا
أَبْلَغْتُهُ یعنی جس شخص میری قبر پر آکر درود پڑھیں تو میں اس کو سنا ہوں اور جو دور
 سے پڑھے گا تو وہ مجھ تک پہنچایا جائے گا۔ حیات النبی کے مخالف علماء اس
 حدیث کو ضعیف بتاتے ہیں حالانکہ یہ حدیث سات سندوں سے آئی جن میں بعض
 ضعیف بھی ہیں یعنی ان میں مروان سدی صغیر ضعیف راوی ہے مگر امام ابن قیم
 نے ابن شیح کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ بالکل صحیح ہے، اس کی
 سند میں کوئی راوی ضعیف نہیں ہے یہ حدیث امام بیہقی نے شعب الایمان میں بھی
 نقل کی ہے۔ امام بیہقی نے حیات الانبیاء کے نام سے ایک مستقل کتاب بھی
 لکھی ہے۔ معراج کے واقعہ والی روایت بھی حیات النبی کی تصدیق کرتی ہے۔
 جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ مَوْسٰی یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِ
 قَآئِمًا میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز
 پڑھ رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ کھڑے ہونا جسم کی صفت ہے نہ کہ روح کی۔
 گویا آپ نے موسیٰ کو روح اور جسم کے ساتھ زندہ مشاہد کیا۔ آپ یہ بھی پڑھتے
 ہیں کہ قبر کو محض ایک گڑھا نہ سمجھو بلکہ مومن کی قبر آمدِ مجاہد وسیع ہو جاتی ہے۔
 حضور علیہ السلام کا یہ بھی فرمان ہے کہ میرے منبر اور حجرے کے درمیان والا خط جنت
 کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ ظاہر ہے کہ قبر کسی کے لیے جنت کا
 باغ بن جاتی ہے۔ اور کسی کے لیے جہنم کا گڑھا۔ اس لیے بعض علماء نے اَوَّلُ الْبَشَرِ
 سے نکاح کی ممانعت کی یہ وجہ بھی بیان کی ہے کہ آپ حیات ہیں۔ یہ مسلک صرف
 مولانا محمد قاسم نانوتوی کا نہیں بلکہ آپ سے پہلے بزرگوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے بغاں

۱۔ مشکوٰۃ ص ۸۷ و تلمیذ ص ۲۶۸ ۲۔ مسلم ص ۲۶۸ و انانی ص ۲۴۲ و منہاج ص ۱۴۸
 ۳۔ بخاری ص ۱۵۸ و مسلم ص ۲۴۶ ۴۔ حسانی ص ۸ ج ۶ (فیاض)

روزانہ درس قرآن کریم تفسیر

معالم العرفان

سورة لقمان — مکمل

سورة السجدة — مکمل

سورة الاحزاب — مکمل

سورة سبا — مکمل

سورة فاطر — مکمل

سورة یسر — مکمل

سورة الصفات — مکمل
(جلد ۱۵)

— افادات —

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی دام بوم
خطیب جامع مسجد نور گوہر نوالہ، پاکستان

باب ششم

جُود میں حیات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبر اور
بمنہج میں زندہ ہیں انسان کی زندگی حضرات شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ ہم پہلے بعض دلائل بیان کریں اور پھر ان پر جواہر اعتراضات وارد کئے گئے ہیں، ان کے جوابات اور اس
کے بعد بعض علماء اسلام کی عبارات اور اقوال عرض کر دیں تاکہ صحیح حقیقت سامنے آجائے۔

پہلی دلیل

امام ابو نعیمؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو الجهم الارزقی بن علی نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے —
سید امام ابو یعلیٰ الموصلی کا نام احمد بن علی بن جعفر الحافظ الشافعی اور محدث ابو یوسفؒ نے ان کی وفات ۱۸۰ھ میں ہوئی ہے
(تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۶۳۸) سید حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ذکریہ ابن حبان فی الثقات
وقال یغریب (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۱۸۰) ابن حبان نے ان کو ثقات میں لکھا ہے اور فرمایا کہ وہ عزیز حدیث
لاتے ہیں۔ اور خود حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ صدوق یغریب (تقریباً) کہ وہ سچے راوی ہیں اور عزیز حدیث لاتے
ہیں۔ فن روایت میں راوی کے لیے سب سے بڑا کرم صفت کی ضرورت ہے وہ اس کی صداقت ہوتی ہے (سرخ دیگر شرط کے
اور یہ صاحب اس صفت سے مستثقل تھے اور اپنے مقام پر یہ بات آئیگی کہ قربت صحت کے منافی نہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَلَكُمْ أَمْوَانًا فَاحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۚ إِنَّهُ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ
وَالْآيَاتُ لَآخِيَاءَ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (حدیث شریف)

تَسْكِينُ الصُّدُورِ

تَحْقِيقُ أَحْوَالِ الْمَوْتَى فِي الْبَرْزَخِ وَالْقُبُورِ

جس میں قرآن کریم صحیح احادیث اور حضرات سلف صالحین کی واضح عبارات قبر کا مفہوم اور راحت و عذاب قبر کے بارے میں اسلامی نظریہ بیان کیا گیا ہے اور صحیح احادیث اور شمس عبادت قبر میں اعادہ روح پر نفیس اور مدلل بحث کی گئی ہے نیز حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور میں حیات اور عند القیود ان کے سماع پر واضح دلائل اور براہین سے تحقیق کی گئی ہے اور عام سماع موتی پر بھی مختصر مگر اصولی بحث کی گئی ہے اور مسئلہ توسل پر بھی حمد اللہ تعالیٰ سبب حاصل اور باحوالہ بحث کی گئی ہے اور اس سلسلہ میں کئے گئے جملہ اعتراضات کے کتب تفسیر و عقائد مشروح حدیث اور فقہ سے بفضلہ تعالیٰ مسکت جوابات عرض کئے گئے ہیں نیز اس طبع میں تسکین الصدور پر کئے گئے قابل ترجیح اعتراضات کا بھی خوب جائزہ لیا گیا ہے۔ دَاللہ

يَقُولُ الْحَقُّ وَيَرْيَهُ السَّيِّدُ

مؤلفہ

ابوالزاہد محمد سیفراز خان مسند خطیب جامع مسجد گھر صد مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر

مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

قبر میں حیات النبی ﷺ بلکہ حیات انبیاء پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے

حامداً و مصلیاً و مسلماً! اما بعد یہ کہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں آپ لوگوں کا سوال اور شکوک و شبہات پر مشتمل تحریر ملی۔ ارادہ تو نہیں تھا کہ اس بارے میں کچھ لکھوں لیکن آپ لوگوں کی تحریر اور اطراف و جوانب سے آئے ہوئے خطوط نے مجبور کیا کہ کچھ وضاحت کر دینا لکھ ضروری ہے، لہذا مزید وضاحت کے ساتھ چند سطور لکھ دیئے امید ہے کہ اس سے تشفی ہوگی اور سب شکوک و شبہات بھی دور ہو جائیں گے۔

در اصل ہمارے اکابرین دیوبند کثر اللہ سواد ہم کا فتویٰ تو وہی ہے جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے جاری ہوا ہے، وہ یہ کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و شہداء کرام کی حیات کا عقیدہ نصوص شرعیہ اور اجماع سے ثابت ہے۔ بانفاق علماء اہل السنۃ و الجماعت خاص کر اکابرین علمائے دیوبند اس کو جماعت دیوبند یہ کیلئے معیار قرار دیتے ہیں۔ اور اس کے خلاف منکرین حیات النبی والانبیاء و الشہداء کو مبتدع اور اہل السنۃ و الجماعت سے خارج قرار دیتے ہیں، ان منکرین حیات النبی ﷺ کی اقتداء اور امامت کو مکروہ تحریمی فرماتے ہیں۔ تفصیلات دلائل سے آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس کی تفصیل یوں سمجھئے کہ ہم نے جو کہا ہے کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حیات انبیاء علیہم السلام و الشہداء تو نصوص قرآنی اور احادیث و آثار کثیرہ سے ثابت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی ارواح کا تعلق و ربط اپنے اجساد و غصریہ کے ساتھ حیات دنیویہ کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی قوی تر ہے۔ فرق یہ ہے کہ دنیوی حیات کو ہم محسوس کرتے ہیں، اور بعد از وفات حیات کو ہم محسوس نہیں کر پاتے لیکن نصوص و روایات کے ذریعہ سے جب معلوم ہو گیا ہے کہ وہ زندہ اور حیات ہیں، اگرچہ ہم محسوس نہیں کرتے تو اس پر ایمان و عقیدہ ضروری اور واجب ہے۔

اسی حیات النبی اور حیات انبیاء کے حوالے سے حیات النبی کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ان کی حیات، شہداء اور دوسرے مؤمنین کی حیات کے مقابلہ میں جداگانہ حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ بعض احکام شرعیہ میں وہ شہداء اور دوسرے مؤمنین سے بھی ممتاز ہیں، مثلاً: انبیاء کی وفات کے بعد ان کی جائیداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی، ان کے اموال و ارثوں میں تقسیم نہیں کئے جاتے، (۲) انبیاء علیہم السلام کی وفات کے

جواہر الفتاویٰ

جلد ۱

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام چانگامی دارالافتاء

سابق رئیس دارالافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیہ
استاد حدیث و فقہ
جامعہ اہلیہ دارالعلوم معین الاسلام
ہاشم پوری چھانگام ہنگوہ دیش

کے علمی و تحقیقی فتاویٰ و مقالات کا منتخب مجموعہ

اسلامی کتب خانہ

عسلامہ بنوری شاؤن کراچی

ان کی اجازت سے شائع نہیں ہوا، جس کو خط کا جواب لکھا اس نے اشاعت کرا دی، لہذا اس کی سند حضرت گنگوہی کی طرف جب تک معتبر طریقے سے ثابت نہ ہو اس کی نسبت حضرت گنگوہی کی طرف یقین سے کرنا مشکل ہے۔

واللہ اعلم

۱۸/۲/۱۳۹۵ھ

(فتویٰ نمبر ۶۲۳۶ الف)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال (۱۷) :- مولانا شمس الحق صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے وہ فوت ہو چکے ہیں اور کچھ نہیں دیکھ سکتے، دوسرے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور جب ہم ان کی قبر مبارک پر جاتے ہیں تو وہ ہمیں دیکھتے ہیں مگر دوسرے شہر میں (مدینہ کے سوا) وہ نہیں دیکھ سکتے، اگر وہ قبر میں زندہ ہیں تو قبر میں کیوں دفن کیا گیا؟ ان کی کیا مصلحت ہے؟

جواب :- ہر انسان کی موت کے بعد بھی اس کی روح عالم برزخ میں زندہ رہتی ہے، اور روح کا ایک گونہ تعلق جسم و قبر سے بھی رہتا ہے، یہ تعلق اپنے اپنے اعمال و حالات کے اعتبار سے کسی کا قوی ہوتا ہے کسی کا کمزور، عام کے مقابلے میں شہیدوں کی روح کا تعلق زیادہ قوی ہوتا ہے، اسی زیادتی قوت کے باعث قرآن کریم میں شہید کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ: "بَلْ أَحْيَاؤُنَا لَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ" یعنی شہید زندہ ہیں لیکن تم محسوس نہیں کرتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا تعلق جسم اطہر کے ساتھ شہید سے بھی زیادہ ہے، اتنا زیادہ ہے کہ کسی اور کی روح کو اپنے جسم سے اتنا تعلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر جو آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے آپ اسے خود سنتے اور جواب عنایت فرماتے ہیں (۱) ہاں دیکھنے کا ذکر کسی حدیث میں نظر سے نہیں گزر رہا۔

واللہ اعلم

۳۰/۱/۱۳۹۳ھ

(فتویٰ نمبر ۲۱۷۲ ب)

(۱) ان التعلق أيضًا مما يتفاوت قوة وضعًا بحسب الأشخاص بل وبحسب الأزمان (رو - المعانی ج ۲ ص ۵۹ طبع المکتبۃ الرشیدیۃ لاہور)۔
(۲) وقد جمعه السیوطی کتابًا لطیفًا فی حیات الأنبیاء فی قبورهم اور فیہ حدیث انس الأنبیاء احياء فی قبورهم الخرجہ وهو من رجال الصحیحہ وقد وثقه احمد وابن حبان الخ۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۲۰۲ قدیمی) وقیہ ج ۱ ص ۲۰۳ قال وصلاؤهم فی اوقات مختلفہ وفي اماكن مختلفہ لا یروہ العقل وقد ثبت به النقل فان ذلك علی حیاتهم قنن واذا ثبت انهم احياء من حيث النقل فانه یقویہ من حيث النظر کون الشهداء احياء بنص القرآن والانبیاء القطع من الشهداء۔
(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبورًا ولا تجعلوا قبری عبدًا وصلوا علی فان صلاتکم تسعنی حیث کنتم (شعب الایمان، الباب الخامس والعشرون - فضل الحج والعمرة - حدیث ۳۱۶۴) وقال صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائبا ابغته (شعب الایمان، الباب الخامس عشر فی تعظیم النضر - ص ۵۸۳)۔

پچاس سالہ خودنوشت فتاویٰ کا مجموعہ

فتاویٰ دارالعلوم کراچی

(اِمْدَادُ السَّائِلِينَ)

جلد اول

کتاب الایمان والعقائد، کتاب العلم، کتاب التفسیر وما يتعلق بالقرآن، کتاب ما يتعلق
بالحدیث والشمعة، کتاب الذکر والذعاء، کتاب ما يتعلق بالنصوف والشلوک، کتاب
حقوق المعاشرة وآدابها، کتاب الشایع والسیر، المناقب، کتاب الطهارة

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب

مفتی اعظم پاکستان

ترتیب تحریر

مولانا اعجاز احمد صمدانی

مولانا طاہر اقبال

إِذْ أُنْزِلَ الْمَجْدَارِفُ بِكَرَاجِي

میں ہے اور غنیمت کے باوجود انبیاء علیہ السلام کا وضو باقی رہتا ہے۔

حیاتِ انبیاء علیہ السلام:

تمام انبیاء کرام علیہ السلام اپنی مبارک قبروں میں اپنے دنیاوی جسموں کے ساتھ تعلق روح بغیر مکلف ہونے اور بغیر لوازم دنیا کے زندہ ہیں اور مختلف جہتوں کے اعتبار سے اس حیات کے مختلف نام ہیں جیسے حیاتِ دنیوی، حیاتِ جسمانی، حیاتِ حس، حیاتِ برزخی حیاتِ روحانی۔

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

وہ تمام حالات و واقعات جن کا آنحضرت ﷺ سے ذرا بھی تعلق ہے ان کا ذکر کرنا نہایت پسندیدہ اور مستحب ہے۔

فضیلت و زیارتِ روضہ اطہر:

زمین کا وہ حصہ جو آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے کائنات کے سب مقامات حتیٰ کہ کعبہ عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

علمائے اہل السنۃ والجماعۃ کی مصدقہ دستاویز

تالیف
عہدہ اہل السنۃ والجماعۃ
محمد الیاس گھمن

ماہنامہ السنۃ والجماعۃ، لاہور
جلد ۱، صفحہ ۱۰۰
طبع ۱۴۰۲ھ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتابُ العقائد

اولیاء و شہداء کے زندہ ہونے کا صحیح مفہوم

- سوال (۱) اللہ کے ولی شہید قبروں میں زندہ ہیں اور ان کو اللہ کے ہاں سے کھانا ملتا ہے۔
 ایسا ہی ایمان اللہ کے رسولوں کے ساتھ رکھنا درست نہیں ہے تو اس کے ثبوت میں دلیل دیجئے؟
 (۲) کیا اللہ تعالیٰ مذکورہ ہستیوں سے ہماری رہبری و رہنمائی کا کام لیتا ہے؟
 (۳) کیا مذکورہ ہستیوں کو ہماری دعا، خدا تک پہنچانے کے لیے سفارشی ذریعہ بنانا جائز ہے۔ جب کہ دنیا میں اللہ کے زندہ ولی موجود ہیں اور ان سے یہ کام لیا جاتا رہا ہے۔
 فقط والسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: ————— وبالله التوفیق

شہیدوں کے بارے میں قرآن پاک میں اس آیت کریمہ **وَلَا تَقُولُوا الْمَيِّتُ يَنْتَظِرُ** اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون پ ۲ کا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی جو ہم سب کے بڑے اور ہم سب کے معتمد ہیں اس طرح فرماتے ہیں:

”اور مت کہو اس کو جو مارا گیا ہو خدا تعالیٰ کی راہ میں کافروں سے لڑ کر، جو اس لڑائی میں دنیا کی یا اپنی کچھ غرض نہ تھی ان کو نہ کہو مردے ہیں۔ یعنی ان کو مردہ نہ کہو کہ مردے نہیں بلکہ جیتے ہیں اسی جہاں میں۔ پر تم کو خبر نہیں۔ اور نہیں جانتے تم کہ ان کی زندگی کس طرح کی ہے تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔“

اسی طرح کی ایک اور آیت چوتھے پارہ میں آل عمران میں ہے۔ **وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَعْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ** فرحین بما آتاهم اللہ من فضله اس کا ترجمہ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

”اور نہ بوجہ اور نہ بھجوان لوگوں کو جو مارے گئے ہیں خدا تعالیٰ کی راہ میں مڑے۔ یعنی مرے نہیں بلکہ جیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پاس روزی پاتے ہیں خوشی کرتے ہیں اس چیز سے جو بچا، ان کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے۔

اور آیت کریمہ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث صحیحہ میں اس طرح منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء غزوہ اُحد کے سلسلہ میں منہ مایا ہے۔

جعل اللہ ارواحہم فی جوف طیر فغضروا نہار الجنة ای تشرب من ماثہا ولبنہا وعلہا وشرابہا الطہور تا کل من شمارہا وتادی الی قتادیل من ذهب معلقۃ فی ظل العرش فلما وجدوا طیب ما کلہم ومشر بہم ومقبلہم قالوا من یبلغ اخواننا عنا ای عن قبلنا انا احياء فی الجنة ننزق لشلایزہدوا عن الجہاد ولا ینکوا عند الحرب فقال اللہ تعالیٰ انا ابلیغہم حکم قال وانزل اللہ عز وجل ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا (ابوداؤد شریف مع البذل ص ۳۱۴ ج ۳ ومسلم شریف)

اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ جب شہید کی روح شہید کے جسد ناسوتی اور عسفی سے نکل جاتی ہے تو اس کو عرش کے نیچے سبز چڑیوں کے قالب میں کر دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ جنت کی سیر کرتی رہتی ہیں اور جنت کی نہروں سے اور جنت کے پھلوں اور نعمتوں سے کھاتی پیتی رہتی ہیں اور عرش کے نیچے جو سونے کی قدیس ٹیٹی ہوتی ہیں ان میں سیر کرتی ہیں اور خوش و مست رہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ جو دنیا میں موجود ہیں ان کو کسی طرح خبر پہنچی جائے کہ دیکھو شہید ہونے کی برکت سے ہم اس نعمت اور خوشی میں ہیں۔ لہذا تم لوگ کبھی جہاد کرنے میں شستی نہ کرنا اور نہ لڑتے ہوئے مرنے موڑنا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں کی جانب سے دنیا والوں کو یہ خبر پہنچا دیتا ہوں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا اس آیت کریمہ میں بھی یہ اشارہ ہو گیا کہ شہید دنیا میں نہیں آتے۔ اور پہلی آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ان کی زندگی ناسوتی و عسفی نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس ایسے رنگ کی ہے جس کی کیفیت تامہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ البتہ ان کے روحانی فیضان سے و متمتع ہونا جائز نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبروں میں ان کا جسد عسفی کس طرح رہتا ہے اس کا علم ہونا ضروری نہیں۔ البتہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے بارے میں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین ان کے جسد عسفی کو نہیں کھاتی۔ نیز اس آیت کریمہ اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء

والصالحین وحسن اولئک رفیقاً اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو انسان کفر و شرک و بدعت سے محفوظ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا تابع اور دین دار ہوگا۔ اس کے چار درجے ہیں ان میں سب سے اونچا درجہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ اس کے بعد صدیقین کا درجہ ہے۔ اس کے بعد شہیدوں کا درجہ ہے اور اس کے بعد صالحین کا درجہ ہے۔ اور صالحین کا مفہوم یہی ہے کہ وہ مومن صلح ہو یعنی شرک و کفر و بدعت سے بڑا اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا تابع ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شہیدوں سے دو درجہ بلند انبیاء علیہم السلام کا درجہ ہے اور ان میں بھی سب سے اونچا و بلند پایہ درجہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جو خاتم رسل اور خاتم انبیاء ہیں۔ لہذا ان کے درجہ بلندی و خصوصیات کا احاطہ اتنی کے بس میں نہیں اور اسی وجہ سے یہ عقیدہ ماثورہ ہے کہ جس حصہ زمین سے جسد الطہر ملا ہوا ہے وہ حصہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عرش سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ لہذا انبیاء علیہم السلام کو شہیدوں وغیرہ پر قیاس کرنا قطعاً غلط ہے بلکہ ان کا مرتبہ انتہا بلند ہے باقی ۱۰ و ۱۱ میں جو باتیں لکھی ہیں وہ مشدداً صحیح نہیں ہیں۔

اور زندہ ولیوں پر قیاس کرنا بھی درست نہیں ہے اور کلام پاک میں جو وسیلہ کا کلمہ وارد ہے اس کا بھی یہ مفہوم نہیں ہے جس کا ذکر ان دو نمبروں میں ہے ہاں روحانی فیض عدد و شرع کے مطابق ثابت ہے اسی طرح اتنی اور بھی گنجائش ہے کہ کسی مردہ بزرگ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اس طرح سے خود دعا کر سکتے ہیں کہ اے اللہ تبارک و تعالیٰ میں یہ آپ کے ولی ہیں اپنے اولیاء سے آپ نے ہمیں محبت کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ محبت نیک کام ہے پس اس نیک کام کو وسیلہ بنا کر ہم آپ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول فرمائیں اے اللہ۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العزیز نظام الدین

مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۲/۱۴۱۱ھ

تفلید شخصی کی پابندی کس طرح ہوتی

سوال ۴۴۴ گرامی متدر و عالی مرتبت عظیم المنزلت عالیجناب حضرت مہتمم صاحب

دارالافتاء دیوبند السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب مستم!

دوران مطالعہ اسلامی قانون و معاشرہ ایک خاص موضوع پر وضاحت کی ضرورت پیش آئی۔

مُنْتَخَبَاتِ

نظام الفتاویٰ

جلد دوم

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مدظلہ کا یہ مجموعہ فتاویٰ جدید مسائل و معاملات کو سمجھنے کے لئے ایک انتہائی قابل قدر کاوش ہے۔ حضرت مفتی صاحب موصوف نے الجھے ہوئے ان جدید مسائل کو نہایت سست اور دلنشین دلائل کے ساتھ سمجھایا ہے۔ طب و سائنس اور زندگی کے دوسرے میدانوں میں ترقی کے باعث پیدا ہونے والے مسائل مثلاً اعضاء کی پوند کاری، مصنوعی طریق حمل و تولید، پوسٹ مارٹم، انجکشن سے وضو اور روزے کا مسئلہ، نرین اور ہوائی جہاز میں نماز ادا کرنا، ریڈیو، فون اور ٹی وی پر روایت ہلال کا حکم، پراڈیٹ فنڈ، بک اور انٹرنس کا انٹرنس، بنگوں میں جمع شدہ سرمایہ پر زکوٰۃ کا حکم اور دیگر سینکڑوں جدید مسائل اس مجموعہ کے خاص موضوعات ہیں۔

تصنیف

مولانا مفتی نظام الدین عظمیٰ

مکتبہ رحمانیہ، اجتماع سنٹر، لاہور
غزنی سٹریٹ، اردو بازار

خطاب کا صیغہ استعمال نہ کرے؛ مگر اس کے باوجود اگر اس کے عقیدہ میں کسی قسم کا فساد نہیں ہے، نہ اس کے فعل سے کسی دوسرے شخص کے عقیدہ میں بگاڑ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، تو اس طرح دُرود شریف پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔

چوتھی صورت

چوتھی صورت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر مواجہہ شریف میں کہے: **الْصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** تو یہ خطاب اور ندانہ صرف جائز؛ بلکہ مستحب ہے؛ کیوں کہ آنحضرت ﷺ روضہ اقدس میں باحیات ہیں اور ہر زائر کے سلام کو سامعت فرماتے ہیں، اور اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

پانچویں صورت

پانچویں صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اس نیت سے ”یا رسول اللہ“ کہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر شخص کی بات ہر جگہ سنتے ہیں، اور مصیبت کو دور فرماتے ہیں، اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی حاضر و ناظر ہیں، اور ہر شخص کی فریاد سنتے ہیں اور اس کی مصیبت دور فرماتے ہیں، تو اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں؛ کیوں کہ اللہ کے سوا کوئی حاضر و ناظر نہیں، نہ اللہ کے سوا کوئی مصیبت کو دور کر سکتا ہے۔

[۴]: غیر اللہ کے نام کا ورد کرنا

یہاں یہ مسئلہ بھی جان لینا چاہیے کہ جس طرح دعا اور تقرب کی غرض سے اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا ہے، اور اس کے پاک ناموں کا ورد کیا جاتا ہے، اسی طرح اللہ کے سوا کسی اور بزرگ ہستی کو پکارنا اور اس کے نام کا ورد کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ فعل عبادت کے زمرے میں آتا ہے، اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ”فتاویٰ عزیزی“ میں تحریر فرماتے ہیں:

محاضراتِ علمیه

بر موضوع

رضا خانیت

(تعارف و تعاقب)

پیش کردہ

حضرت مولانا مفتی محمد امین حسینی پوری

استاذ حدیث و فقہ و شریعت و اسلامیات دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

دفتر محاضراتِ علمینہ دارالعلوم دیوبند

١٦١/٦١١ - (...) **وحدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي وأبو بكر بن إسحاق قالا أخبرنا أبو اليمان، أخبرنا شعيب، عن الزهري، أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن، وسعيد بن المسيب، عن أبي هريرة، قال أنشد رجل من المسلمين رجلاً من اليهود، بمثل حديث إبراهيم بن سعد عن ابن شهاب.**

١٦٢/٦١١ - (٢٣٧٤) **وحدثني عمرو الناقد، حدثنا أبو أحمد الزبيري، حدثنا سفيان، عن عمرو بن يحيى، عن أبيه، عن أبي سعيد الخدري^(١) قال جاء يهودي إلى النبي ﷺ قد لطم وجهه. وساق الحديث بمعنى حديث الزهري، غير أنه قال: «فلا أدري لكان ممن ضحك ففلق قلبي، أو لكتفى بصعقة الطور».**

١٦٣/٦١٢ - (...) **حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا وكيع، عن سفيان، ح وحدثنا ابن نعيم، حدثنا أبي، حدثنا سفيان، عن عمرو بن يحيى، عن أبيه، عن أبي سعيد الخدري قال قال رسول الله ﷺ: «لا تخيروا بين الأنبياء». وفي حديث ابن نعيم: عمرو بن يحيى، حدثني أبي.**

١٦٤/٦١٣ - (٢٣٧٥) **حدثنا هذيل بن خالد وشيبان بن فروخ قالا حدثنا حماد بن سلمة، عن ثابت البناني وسليمان التيمي، عن أنس بن مالك^(٢)، أن رسول الله ﷺ قال: «أثبث - وفي رواية هذيل: عززث - على موسى ليلة أسري به عند الكتيب الأحمر، وهو قائم يصلي في قبره».**

١٦٥/٦١٤ - (...) **وحدثنا علي بن خنيس، أخبرنا عيسى (يعني ابن يونس) ح وحدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا جرير، كلاهما عن سليمان التيمي، عن أنس ح وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا غبطة بن سليمان عن سفيان، عن سليمان التيمي، سمعت أنساً يقول: قال رسول الله ﷺ: «مززث على موسى وهو».**

قوله: «عند الكتيب الأحمر» الكتيب هو التل من الرمل، وجسمه كتب وكتبان وأكتبة، كما في القاموس. وهذا الحديث استدل جماعة من المحققين على أن الأنبياء عليهم السلام أحياء في قورهم، وقد طال النقاش في زمنا حول هذه المسألة، فتلخص هنا فائدة القول في هذا الباب. والله سبحانه هو الموفق.

سألة حياة الأنبياء ﷺ:

إن الأصل في هذه المسألة قول الله تبارك وتعالى: «وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنَّهُ أَوْتَرَتْ بَلْ لَئِيْلًا وَلَئِن لَّمْ يَنتَهِزُوا عَنِ الذُّلِّ لَتَخِفَّ عَلَيْنَا أُنُوفُهُمْ ذُفْرًا مِّمَّا يَتَذَكَّرُونَ» ولما ثبت الحياة للشهداء، ثبت للأنبياء ﷺ بدلالة هذا النص، لأن مرتبة الأنبياء أعلى من مرتبة الشهداء بلا ريب. يقول الشوكاني^(٣): «وورد النص في كتاب الله في حق الشهداء أنهم أحياء برزقون، وأن الحياة بهم متعلقة بالجسد، فكيف بالأنبياء والمرسلين».

وقد ورد في هذا الباب حديث صريح أخرجه أبو يعلى^(٤) عن أنس بن مالك ﷺ، قال: قال رسول الله ﷺ: **«الأنبياء أحياء في قورهم يصلون»** وذكره الهيثمي^(٥)، وقال: «رواه أبو يعلى والبخاري ورجل أبي يعلى ثقات» وأعله الذهبي في الميزان بالحجاج بن الأسود، ولكن تعقبه الحافظ ابن حجر في اللسان، فقال: «إنما هو الحجاج بن أبي رباح الأسود، يعرف بزي العسل وهو بصري...» قال أحمد: ثقة ورجل صالح، وقال ابن معين: ثقة، وقال أبو حاتم: صالح الحديث، وذكره ابن حبان في الثقات. والحديث أخرجه البيهقي أيضاً في جزءه^(٦) وصححه، وكذلك صححه المناوي في فيض القدير.

^(١) قول: «عن أبي سعيد الخدري» هذا الحديث أخرجه البخاري في الخصومات، باب ما يذكر في الإنعاش والخصومة بين المسلم واليهودي ٢٤١٢. روى الأسباط، باب قول الله تعالى: «وَوَعَدْنَا مُوسَى نُحْيِيكَ أَبْنًا وَلَتَسْتَبْشِرَ» ٣٣٩٨. وفي تفسير سورة

الأنعام، باب قول الله تعالى: «وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِ رَأَيْنَاهُ أَكْحَامًا» ٣٦٣٨.

^(٢) قول: «عن أنس بن مالك» هذا الحديث أخرجه أيضاً الشافعي في تمام الليل، باب ذكر صلاة من الله موسى ﷺ - رقم ١٦٣١ إلى ١٦٣٧.

^(٣) قول: «عن أنس بن مالك» ٢١١٣.

^(٤) قول: «عن أبي يعلى» ١٢٧٠، رقم ٣٤٢٥.

^(٥) قول: «عن أبي يعلى» ٢١١٠.

(٦) حياة الأنبياء ص ٣.

وكذلك يشهد لهذا الحديث ما رواه أنس رضي الله عنه في هذا الباب. وقد أورد الإمام البيهقي رحمه الله لهذه المسألة جزءاً لطيفاً، وجمع فيه الأحاديث التي تدل على حياة الأنبياء عليهم السلام. وللعلامة جلال الدين السبكي رحمه الله في رسالة باسم «إساء الأذكياء في حياة الأنبياء» جمع فيها الأحاديث المتعلقة بالمسألة. ومن الأحاديث التي تدل على حياة النبي صلى الله عليه وآله بعد وفاته حديث أوس بن أوس في فضيلة يوم الجمعة، وفيه: «فأكثرُوا علي من الصلاة، فإن صلاتكم معروضة عليّ». قال: قالوا: يا رسول الله! وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أومت. قال: يقولون: قد بليت. فقال: إن الله عز وجل حرم على الأرض أحياء الأنبياء. أخرجه النسائي وأبو داود وابن ماجه والدارمي والحاكم ^(١) وصححه. وأقره عليه الذهبي ^(٢).

وإن ذكر لقاء جسده صلى الله عليه وآله بعد وفاته في سياق عرض الصلاة عليه يدل على أن لروحه المصاهرة تعلقاً بجسده، وإن عرض الصلاة يكون على مجموع جسده وروحه وإلا لما كان لذكر الجسد في الجواب معنى. ومنها حديث أبي الدرداء رضي الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: «وإن أحداً لم يصلني علي إلا عرضت علي صلاته حتى يبرق منها». قال: وقلت: وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت. إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء، فبقي الله حتى يبرق. أخرجه ابن ماجه ^(٣).

ومنها ما أخرجه أبو الشيخ في كتاب الثواب سند جيد عن أبي هريرة مرفوعاً: «من صلى عند قبري سمعته، ومن صلى عليّ بانياً بليغته». ذكره الحافظ ^(٤) وأخرجه أبو داود عن أبي هريرة بلفظ: «صلوا عليّ». فإن صلاتكم تلغي حيث كنتم ^(٥).

ومنها ما أخرجه أبو داود عن أبي هريرة من وجه آخر مرفوعاً: «ما من أحد يسلم علي إلا ردّ الله عليّ روحي حتى أرى عليه السلام» ورواه ثقات ^(٦). كما صرح به الحافظ في الفتح. وربما يستشكل بأن عود الروح إلى الجسد يقتضي من انفصالها عنه، وهو الموت، فيدل الحديث على أن الروح إما يعاد عند السلام فقط، وقد أحاب الإمام البيهقي رحمه الله عن هذا الإشكال في رسالته ^(٧). «وإنما أراد - والله أعلم - وقد ردّ الله إليّ روحي، حتى أرى عليه السلام». وبما صرح به في تفسير العبارة هكذا: «ما من أحد يسلم عليّ إلا وقد ردّ الله عليّ روحي قبل ذلك، فأردّ عليه» فقله صلى الله عليه وآله «ردّ الله عليّ روحي» توجّه لرؤي السلام. والمراد أني أرى عليه السلام لكون روحي قد أعيد إلى جسدي.

وقد شرحه العلامة السبكي رحمه الله ^(٨) على قواعد العربية فقال: «إن قوله «ردّ الله» جملة حالية، وقاعدة العربية أن جملة الحال إذا وقعت فعلاً ماضياً قدّرت فيها «قد» كقوله تعالى: «لَجَأَكُمُوهُمْ حَيَّرْتُمْ حُدُودَهُمْ». أي قد حصرت. وكذا هنا تفرد، والجملة الماضية سابقة على السلام الواقع من كل أحد. وحتى ليست للتعليل، بل هو محذور حرج عطف بمعنى الواو، فصار تقدير الحرف «ما من أحد يسلم عليّ إلا قد ردّ الله عليّ روحي قبل ذلك وأردّ عليه». وقال رحمه الله في آخر رسالته المذكورة: «ثم بعد ذلك رأيت الحديث المسؤول عنه مخرجاً في كتاب حياة الأنبياء عليهم السلام لبيهقي بلفظ: «إلا وقد ردّ الله عليّ روحي» فصرح فيه بلفظ «وقد»، فحمدت الله كثيراً.

وبالجملة فإن هذه الأحاديث مع حديث الباب تدل على كون الأنبياء أحياء بعد وفاتهم، وهو من عقائد جمهور أهل السنة والجماعة، ولكن ربما يستشكله بعض الناس بأنهم كيف يحكم عليهم بالحياة. وقد نطقت النصوص الشرعية بأن الموت طراً عليهم، وأنهم يحشرون يوم القيامة كسائر الناس، وإنما ينشأ هذا الإشكال عن عدم فهم معنى الحياة الثابتة للأنبياء والشهداء بعد وفاتهم، فبعض الناس أنها عين الحياة الدنيوية التي عاشوا بها قبل أن يموتوا. والحق أن لا يقول أحد بأنات الحياة للأنبياء بعد وفاتهم بهذا المعنى، وإنما المقصود

بأنهم أحياء في القبر، وأحياء في القبر، وهذا التعلق القوي حدث

(١) المستدرج: ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠، ١٠١، ١٠٢، ١٠٣، ١٠٤، ١٠٥، ١٠٦، ١٠٧، ١٠٨، ١٠٩، ١١٠، ١١١، ١١٢، ١١٣، ١١٤، ١١٥، ١١٦، ١١٧، ١١٨، ١١٩، ١٢٠، ١٢١، ١٢٢، ١٢٣، ١٢٤، ١٢٥، ١٢٦، ١٢٧، ١٢٨، ١٢٩، ١٣٠، ١٣١، ١٣٢، ١٣٣، ١٣٤، ١٣٥، ١٣٦، ١٣٧، ١٣٨، ١٣٩، ١٤٠، ١٤١، ١٤٢، ١٤٣، ١٤٤، ١٤٥، ١٤٦، ١٤٧، ١٤٨، ١٤٩، ١٥٠، ١٥١، ١٥٢، ١٥٣، ١٥٤، ١٥٥، ١٥٦، ١٥٧، ١٥٨، ١٥٩، ١٦٠، ١٦١، ١٦٢، ١٦٣، ١٦٤، ١٦٥، ١٦٦، ١٦٧، ١٦٨، ١٦٩، ١٧٠، ١٧١، ١٧٢، ١٧٣، ١٧٤، ١٧٥، ١٧٦، ١٧٧، ١٧٨، ١٧٩، ١٨٠، ١٨١، ١٨٢، ١٨٣، ١٨٤، ١٨٥، ١٨٦، ١٨٧، ١٨٨، ١٨٩، ١٩٠، ١٩١، ١٩٢، ١٩٣، ١٩٤، ١٩٥، ١٩٦، ١٩٧، ١٩٨، ١٩٩، ٢٠٠، ٢٠١، ٢٠٢، ٢٠٣، ٢٠٤، ٢٠٥، ٢٠٦، ٢٠٧، ٢٠٨، ٢٠٩، ٢١٠، ٢١١، ٢١٢، ٢١٣، ٢١٤، ٢١٥، ٢١٦، ٢١٧، ٢١٨، ٢١٩، ٢٢٠، ٢٢١، ٢٢٢، ٢٢٣، ٢٢٤، ٢٢٥، ٢٢٦، ٢٢٧، ٢٢٨، ٢٢٩، ٢٣٠، ٢٣١، ٢٣٢، ٢٣٣، ٢٣٤، ٢٣٥، ٢٣٦، ٢٣٧، ٢٣٨، ٢٣٩، ٢٤٠، ٢٤١، ٢٤٢، ٢٤٣، ٢٤٤، ٢٤٥، ٢٤٦، ٢٤٧، ٢٤٨، ٢٤٩، ٢٥٠، ٢٥١، ٢٥٢، ٢٥٣، ٢٥٤، ٢٥٥، ٢٥٦، ٢٥٧، ٢٥٨، ٢٥٩، ٢٦٠، ٢٦١، ٢٦٢، ٢٦٣، ٢٦٤، ٢٦٥، ٢٦٦، ٢٦٧، ٢٦٨، ٢٦٩، ٢٧٠، ٢٧١، ٢٧٢، ٢٧٣، ٢٧٤، ٢٧٥، ٢٧٦، ٢٧٧، ٢٧٨، ٢٧٩، ٢٨٠، ٢٨١، ٢٨٢، ٢٨٣، ٢٨٤، ٢٨٥، ٢٨٦، ٢٨٧، ٢٨٨، ٢٨٩، ٢٩٠، ٢٩١، ٢٩٢، ٢٩٣، ٢٩٤، ٢٩٥، ٢٩٦، ٢٩٧، ٢٩٨، ٢٩٩، ٣٠٠، ٣٠١، ٣٠٢، ٣٠٣، ٣٠٤، ٣٠٥، ٣٠٦، ٣٠٧، ٣٠٨، ٣٠٩، ٣١٠، ٣١١، ٣١٢، ٣١٣، ٣١٤، ٣١٥، ٣١٦، ٣١٧، ٣١٨، ٣١٩، ٣٢٠، ٣٢١، ٣٢٢، ٣٢٣، ٣٢٤، ٣٢٥، ٣٢٦، ٣٢٧، ٣٢٨، ٣٢٩، ٣٣٠، ٣٣١، ٣٣٢، ٣٣٣، ٣٣٤، ٣٣٥، ٣٣٦، ٣٣٧، ٣٣٨، ٣٣٩، ٣٤٠، ٣٤١، ٣٤٢، ٣٤٣، ٣٤٤، ٣٤٥، ٣٤٦، ٣٤٧، ٣٤٨، ٣٤٩، ٣٥٠، ٣٥١، ٣٥٢، ٣٥٣، ٣٥٤، ٣٥٥، ٣٥٦، ٣٥٧، ٣٥٨، ٣٥٩، ٣٦٠، ٣٦١، ٣٦٢، ٣٦٣، ٣٦٤، ٣٦٥، ٣٦٦، ٣٦٧، ٣٦٨، ٣٦٩، ٣٧٠، ٣٧١، ٣٧٢، ٣٧٣، ٣٧٤، ٣٧٥، ٣٧٦، ٣٧٧، ٣٧٨، ٣٧٩، ٣٨٠، ٣٨١، ٣٨٢، ٣٨٣، ٣٨٤، ٣٨٥، ٣٨٦، ٣٨٧، ٣٨٨، ٣٨٩، ٣٩٠، ٣٩١، ٣٩٢، ٣٩٣، ٣٩٤، ٣٩٥، ٣٩٦، ٣٩٧، ٣٩٨، ٣٩٩، ٤٠٠، ٤٠١، ٤٠٢، ٤٠٣، ٤٠٤، ٤٠٥، ٤٠٦، ٤٠٧، ٤٠٨، ٤٠٩، ٤١٠، ٤١١، ٤١٢، ٤١٣، ٤١٤، ٤١٥، ٤١٦، ٤١٧، ٤١٨، ٤١٩، ٤٢٠، ٤٢١، ٤٢٢، ٤٢٣، ٤٢٤، ٤٢٥، ٤٢٦، ٤٢٧، ٤٢٨، ٤٢٩، ٤٣٠، ٤٣١، ٤٣٢، ٤٣٣، ٤٣٤، ٤٣٥، ٤٣٦، ٤٣٧، ٤٣٨، ٤٣٩، ٤٤٠، ٤٤١، ٤٤٢، ٤٤٣، ٤٤٤، ٤٤٥، ٤٤٦، ٤٤٧، ٤٤٨، ٤٤٩، ٤٥٠، ٤٥١، ٤٥٢، ٤٥٣، ٤٥٤، ٤٥٥، ٤٥٦، ٤٥٧، ٤٥٨، ٤٥٩، ٤٦٠، ٤٦١، ٤٦٢، ٤٦٣، ٤٦٤، ٤٦٥، ٤٦٦، ٤٦٧، ٤٦٨، ٤٦٩، ٤٧٠، ٤٧١، ٤٧٢، ٤٧٣، ٤٧٤، ٤٧٥، ٤٧٦، ٤٧٧، ٤٧٨، ٤٧٩، ٤٨٠، ٤٨١، ٤٨٢، ٤٨٣، ٤٨٤، ٤٨٥، ٤٨٦، ٤٨٧، ٤٨٨، ٤٨٩، ٤٩٠، ٤٩١، ٤٩٢، ٤٩٣، ٤٩٤، ٤٩٥، ٤٩٦، ٤٩٧، ٤٩٨، ٤٩٩، ٥٠٠، ٥٠١، ٥٠٢، ٥٠٣، ٥٠٤، ٥٠٥، ٥٠٦، ٥٠٧، ٥٠٨، ٥٠٩، ٥١٠، ٥١١، ٥١٢، ٥١٣، ٥١٤، ٥١٥، ٥١٦، ٥١٧، ٥١٨، ٥١٩، ٥٢٠، ٥٢١، ٥٢٢، ٥٢٣، ٥٢٤، ٥٢٥، ٥٢٦، ٥٢٧، ٥٢٨، ٥٢٩، ٥٣٠، ٥٣١، ٥٣٢، ٥٣٣، ٥٣٤، ٥٣٥، ٥٣٦، ٥٣٧، ٥٣٨، ٥٣٩، ٥٤٠، ٥٤١، ٥٤٢، ٥٤٣، ٥٤٤، ٥٤٥، ٥٤٦، ٥٤٧، ٥٤٨، ٥٤٩، ٥٥٠، ٥٥١، ٥٥٢، ٥٥٣، ٥٥٤، ٥٥٥، ٥٥٦، ٥٥٧، ٥٥٨، ٥٥٩، ٥٦٠، ٥٦١، ٥٦٢، ٥٦٣، ٥٦٤، ٥٦٥، ٥٦٦، ٥٦٧، ٥٦٨، ٥٦٩، ٥٧٠، ٥٧١، ٥٧٢، ٥٧٣، ٥٧٤، ٥٧٥، ٥٧٦، ٥٧٧، ٥٧٨، ٥٧٩، ٥٨٠، ٥٨١، ٥٨٢، ٥٨٣، ٥٨٤، ٥٨٥، ٥٨٦، ٥٨٧، ٥٨٨، ٥٨٩، ٥٩٠، ٥٩١، ٥٩٢، ٥٩٣، ٥٩٤، ٥٩٥، ٥٩٦، ٥٩٧، ٥٩٨، ٥٩٩، ٦٠٠، ٦٠١، ٦٠٢، ٦٠٣، ٦٠٤، ٦٠٥، ٦٠٦، ٦٠٧، ٦٠٨، ٦٠٩، ٦١٠، ٦١١، ٦١٢، ٦١٣، ٦١٤، ٦١٥، ٦١٦، ٦١٧، ٦١٨، ٦١٩، ٦٢٠، ٦٢١، ٦٢٢، ٦٢٣، ٦٢٤، ٦٢٥، ٦٢٦، ٦٢٧، ٦٢٨، ٦٢٩، ٦٣٠، ٦٣١، ٦٣٢، ٦٣٣، ٦٣٤، ٦٣٥، ٦٣٦، ٦٣٧، ٦٣٨، ٦٣٩، ٦٤٠، ٦٤١، ٦٤٢، ٦٤٣، ٦٤٤، ٦٤٥، ٦٤٦، ٦٤٧، ٦٤٨، ٦٤٩، ٦٥٠، ٦٥١، ٦٥٢، ٦٥٣، ٦٥٤، ٦٥٥، ٦٥٦، ٦٥٧، ٦٥٨، ٦٥٩، ٦٦٠، ٦٦١، ٦٦٢، ٦٦٣، ٦٦٤، ٦٦٥، ٦٦٦، ٦٦٧، ٦٦٨، ٦٦٩، ٦٧٠، ٦٧١، ٦٧٢، ٦٧٣، ٦٧٤، ٦٧٥، ٦٧٦، ٦٧٧، ٦٧٨، ٦٧٩، ٦٨٠، ٦٨١، ٦٨٢، ٦٨٣، ٦٨٤، ٦٨٥، ٦٨٦، ٦٨٧، ٦٨٨، ٦٨٩، ٦٩٠، ٦٩١، ٦٩٢، ٦٩٣، ٦٩٤، ٦٩٥، ٦٩٦، ٦٩٧، ٦٩٨، ٦٩٩، ٧٠٠، ٧٠١، ٧٠٢، ٧٠٣، ٧٠٤، ٧٠٥، ٧٠٦، ٧٠٧، ٧٠٨، ٧٠٩، ٧١٠، ٧١١، ٧١٢، ٧١٣، ٧١٤، ٧١٥، ٧١٦، ٧١٧، ٧١٨، ٧١٩، ٧٢٠، ٧٢١، ٧٢٢، ٧٢٣، ٧٢٤، ٧٢٥، ٧٢٦، ٧٢٧، ٧٢٨، ٧٢٩، ٧٣٠، ٧٣١، ٧٣٢، ٧٣٣، ٧٣٤، ٧٣٥، ٧٣٦، ٧٣٧، ٧٣٨، ٧٣٩، ٧٤٠، ٧٤١، ٧٤٢، ٧٤٣، ٧٤٤، ٧٤٥، ٧٤٦، ٧٤٧، ٧٤٨، ٧٤٩، ٧٥٠، ٧٥١، ٧٥٢، ٧٥٣، ٧٥٤، ٧٥٥، ٧٥٦، ٧٥٧، ٧٥٨، ٧٥٩، ٧٦٠، ٧٦١، ٧٦٢، ٧٦٣، ٧٦٤، ٧٦٥، ٧٦٦، ٧٦٧، ٧٦٨، ٧٦٩، ٧٧٠، ٧٧١، ٧٧٢، ٧٧٣، ٧٧٤، ٧٧٥، ٧٧٦، ٧٧٧، ٧٧٨، ٧٧٩، ٧٨٠، ٧٨١، ٧٨٢، ٧٨٣، ٧٨٤، ٧٨٥، ٧٨٦، ٧٨٧، ٧٨٨، ٧٨٩، ٧٩٠، ٧٩١، ٧٩٢، ٧٩٣، ٧٩٤، ٧٩٥، ٧٩٦، ٧٩٧، ٧٩٨، ٧٩٩، ٨٠٠، ٨٠١، ٨٠٢، ٨٠٣، ٨٠٤، ٨٠٥، ٨٠٦، ٨٠٧، ٨٠٨، ٨٠٩، ٨١٠، ٨١١، ٨١٢، ٨١٣، ٨١٤، ٨١٥، ٨١٦، ٨١٧، ٨١٨، ٨١٩، ٨٢٠، ٨٢١، ٨٢٢، ٨٢٣، ٨٢٤، ٨٢٥، ٨٢٦، ٨٢٧، ٨٢٨، ٨٢٩، ٨٣٠، ٨٣١، ٨٣٢، ٨٣٣، ٨٣٤، ٨٣٥، ٨٣٦، ٨٣٧، ٨٣٨، ٨٣٩، ٨٤٠، ٨٤١، ٨٤٢، ٨٤٣، ٨٤٤، ٨٤٥، ٨٤٦، ٨٤٧، ٨٤٨، ٨٤٩، ٨٥٠، ٨٥١، ٨٥٢، ٨٥٣، ٨٥٤، ٨٥٥، ٨٥٦، ٨٥٧، ٨٥٨، ٨٥٩، ٨٦٠، ٨٦١، ٨٦٢، ٨٦٣، ٨٦٤، ٨٦٥، ٨٦٦، ٨٦٧، ٨٦٨، ٨٦٩، ٨٧٠، ٨٧١، ٨٧٢، ٨٧٣، ٨٧٤، ٨٧٥، ٨٧٦، ٨٧٧، ٨٧٨، ٨٧٩، ٨٨٠، ٨٨١، ٨٨٢، ٨٨٣، ٨٨٤، ٨٨٥، ٨٨٦، ٨٨٧، ٨٨٨، ٨٨٩، ٨٩٠، ٨٩١، ٨٩٢، ٨٩٣، ٨٩٤، ٨٩٥، ٨٩٦، ٨٩٧، ٨٩٨، ٨٩٩، ٩٠٠، ٩٠١، ٩٠٢، ٩٠٣، ٩٠٤، ٩٠٥، ٩٠٦، ٩٠٧، ٩٠٨، ٩٠٩، ٩١٠، ٩١١، ٩١٢، ٩١٣، ٩١٤، ٩١٥، ٩١٦، ٩١٧، ٩١٨، ٩١٩، ٩٢٠، ٩٢١، ٩٢٢، ٩٢٣، ٩٢٤، ٩٢٥، ٩٢٦، ٩٢٧، ٩٢٨، ٩٢٩، ٩٣٠، ٩٣١، ٩٣٢، ٩٣٣، ٩٣٤، ٩٣٥، ٩٣٦، ٩٣٧، ٩٣٨، ٩٣٩، ٩٤٠، ٩٤١، ٩٤٢، ٩٤٣، ٩٤٤، ٩٤٥، ٩٤٦، ٩٤٧، ٩٤٨، ٩٤٩، ٩٥٠، ٩٥١، ٩٥٢، ٩٥٣، ٩٥٤، ٩٥٥، ٩٥٦، ٩٥٧، ٩٥٨، ٩٥٩، ٩٦٠، ٩٦١، ٩٦٢، ٩٦٣، ٩٦٤، ٩٦٥، ٩٦٦، ٩٦٧، ٩٦٨، ٩٦٩، ٩٧٠، ٩٧١، ٩٧٢، ٩٧٣، ٩٧٤، ٩٧٥، ٩٧٦، ٩٧٧، ٩٧٨، ٩٧٩، ٩٨٠، ٩٨١، ٩٨٢، ٩٨٣، ٩٨٤، ٩٨٥، ٩٨٦، ٩٨٧، ٩٨٨، ٩٨٩، ٩٩٠، ٩٩١، ٩٩٢، ٩٩٣، ٩٩٤، ٩٩٥، ٩٩٦، ٩٩٧، ٩٩٨، ٩٩٩، ١٠٠٠، ١٠٠١، ١٠٠٢، ١٠٠٣، ١٠٠٤، ١٠٠٥، ١٠٠٦، ١٠٠٧، ١٠٠٨، ١٠٠٩، ١٠١٠، ١٠١١، ١٠١٢، ١٠١٣، ١٠١٤، ١٠١٥، ١٠١٦، ١٠١٧، ١٠١٨، ١٠١٩، ١٠٢٠، ١٠٢١، ١٠٢٢، ١٠٢٣، ١٠٢٤، ١٠٢٥، ١٠٢٦، ١٠٢٧، ١٠٢٨، ١٠٢٩، ١٠٣٠، ١٠٣١، ١٠٣٢، ١٠٣٣، ١٠٣٤، ١٠٣٥، ١٠٣٦، ١٠٣٧، ١٠٣٨، ١٠٣٩، ١٠٤٠، ١٠٤١، ١٠٤٢، ١٠٤٣، ١٠٤٤، ١٠٤٥، ١٠٤٦، ١٠٤٧، ١٠٤٨، ١٠٤٩، ١٠٥٠، ١٠٥١، ١٠٥٢، ١٠٥٣، ١٠٥٤، ١٠٥٥، ١٠٥٦، ١٠٥٧، ١٠٥٨، ١٠٥٩، ١٠٦٠، ١٠٦١، ١٠٦٢، ١٠٦٣، ١٠٦٤، ١٠٦٥، ١٠٦٦، ١٠٦٧، ١٠٦٨، ١٠٦٩، ١٠٧٠، ١٠٧١، ١٠٧٢، ١٠٧٣، ١٠٧٤، ١٠٧٥، ١٠٧٦، ١٠٧٧، ١٠٧٨، ١٠٧٩، ١٠٨٠، ١٠٨١، ١٠٨٢، ١٠٨٣، ١٠٨٤، ١٠٨٥، ١٠٨٦، ١٠٨٧، ١٠٨٨، ١٠٨٩، ١٠٩٠، ١٠٩١، ١٠٩٢، ١٠٩٣، ١٠٩٤، ١٠٩٥، ١٠٩٦، ١٠٩٧، ١٠٩٨، ١٠٩٩، ١١٠٠، ١١٠١، ١١٠٢، ١١٠٣، ١١٠٤، ١١٠٥، ١١٠٦، ١١٠٧، ١١٠٨، ١١٠٩، ١١١٠، ١١١١، ١١١٢، ١١١٣، ١١١٤، ١١١٥، ١١١٦، ١١١٧، ١١١٨، ١١١٩، ١١٢٠، ١١٢١، ١١٢٢، ١١٢٣، ١١٢٤، ١١٢٥، ١١٢٦، ١١٢٧، ١١٢٨، ١١٢٩، ١١٣٠، ١١٣١، ١١٣٢، ١١٣٣، ١١٣٤، ١١٣٥، ١١٣٦، ١١٣٧، ١١٣٨، ١١٣٩، ١١٤٠، ١١٤١، ١١٤٢، ١١٤٣، ١١٤٤، ١١٤٥، ١١٤٦، ١١٤٧، ١١٤٨، ١١٤٩، ١١٥٠، ١١٥١، ١١٥٢، ١١٥٣، ١١٥٤، ١١٥٥، ١١٥٦، ١١٥٧، ١١٥٨، ١١٥٩، ١١٦٠، ١١٦١، ١١٦٢، ١١٦٣، ١١٦٤، ١١٦٥، ١١٦٦، ١١٦٧، ١١٦٨، ١١٦٩، ١١٧٠، ١١٧١، ١١٧٢، ١١٧٣، ١١٧٤، ١١٧٥، ١١٧٦، ١١٧٧، ١١٧٨، ١١٧٩، ١١٨٠، ١١٨١، ١١٨٢، ١١٨٣، ١١٨٤، ١١٨٥، ١١٨٦، ١١٨٧، ١١٨٨، ١١٨٩، ١١٩٠، ١١٩١، ١١٩٢، ١١٩٣، ١١٩٤، ١١٩٥، ١١٩٦، ١١٩٧، ١١٩٨، ١١٩٩، ١٢٠٠، ١٢٠١، ١٢٠٢، ١٢٠٣، ١٢٠٤، ١٢٠٥، ١٢٠٦، ١٢٠٧، ١٢٠٨، ١٢٠٩، ١٢١٠، ١٢١١، ١٢١٢، ١٢١٣، ١٢١٤، ١٢١٥، ١٢١٦، ١٢١٧، ١٢١٨، ١٢١٩، ١٢٢٠، ١٢٢١، ١٢٢٢، ١٢٢٣، ١٢٢٤، ١٢٢٥، ١٢٢٦، ١٢٢٧، ١٢٢٨، ١٢٢٩، ١٢٣٠، ١٢٣١، ١٢٣٢، ١٢٣٣، ١٢٣٤، ١٢٣٥، ١٢٣٦، ١٢٣٧، ١٢٣٨، ١٢٣٩، ١٢٤٠، ١٢٤١، ١٢٤٢، ١٢٤٣، ١٢٤٤، ١٢٤٥، ١٢٤٦، ١٢٤٧، ١٢٤٨، ١٢٤٩، ١٢٥٠، ١٢٥١، ١٢٥٢، ١٢٥٣، ١٢٥٤، ١٢٥٥، ١٢٥٦، ١٢٥٧، ١٢٥٨، ١٢٥٩، ١٢٦٠، ١٢٦١، ١٢٦٢، ١٢٦٣، ١٢٦٤، ١٢٦٥، ١٢٦٦، ١٢٦٧، ١٢٦٨، ١٢٦٩، ١٢٧٠، ١٢٧١، ١٢٧٢، ١٢٧٣، ١٢٧٤، ١٢٧٥، ١٢٧٦، ١٢٧٧، ١٢٧٨، ١٢٧٩، ١٢٨٠، ١٢٨١، ١٢٨٢، ١٢٨٣، ١٢٨٤، ١٢٨٥، ١٢٨٦، ١٢٨٧، ١٢٨٨، ١٢٨٩، ١٢٩٠، ١٢٩١، ١٢٩٢، ١٢٩٣، ١٢٩٤، ١٢٩٥، ١٢٩٦، ١٢٩٧، ١٢٩٨، ١٢٩٩، ١٣٠٠، ١٣٠١، ١٣٠٢، ١٣٠٣، ١٣٠٤، ١٣٠٥، ١٣٠٦، ١٣٠٧، ١٣٠٨، ١٣٠٩، ١٣١٠، ١٣١١، ١٣١٢، ١٣١٣، ١٣١٤، ١٣١٥، ١٣١٦، ١٣١٧، ١٣١٨، ١٣١٩، ١٣٢٠، ١٣٢١، ١٣٢٢، ١٣٢٣، ١٣٢٤، ١٣٢٥، ١٣٢٦، ١٣٢٧، ١٣٢٨، ١٣٢٩، ١٣٣٠، ١٣٣١، ١٣٣٢، ١٣٣٣، ١٣٣٤، ١٣٣٥، ١٣٣٦، ١٣٣٧، ١٣٣٨، ١٣٣٩، ١٣٤٠، ١٣٤١، ١٣٤٢، ١٣٤٣، ١٣٤٤، ١٣٤٥، ١٣٤٦، ١٣٤٧، ١٣٤٨، ١٣٤٩، ١٣٥٠، ١٣٥١، ١٣٥٢، ١٣٥٣، ١٣٥٤، ١٣٥٥، ١٣٥٦، ١٣٥٧، ١٣٥٨، ١٣٥٩، ١٣٦٠، ١٣٦١، ١٣٦٢، ١٣٦٣، ١٣٦٤، ١٣٦٥، ١٣٦٦، ١٣٦٧، ١٣٦٨،

تكملة فتح المملك المحرم

بشرح صحيح الإمام مسلم

تأليف

محمد تقي عثمانى

مبارك الحديث النبوي بجامعة دار العلوم - كراتشي

المجلد الخامس

تتمه كتاب الفضائل، فضائل الصحابة - البر والصلة والآداب، القدر،
العلم، الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، الرقاق - التوبة

دار القضاء

المسرء ترکہ ما لا یعنہ“۔^(۱) اس تمہید کے بعد مختصر جوابات لکھے جاتے ہیں، مگر ان پر بحث و تحقیق کا دروازہ نہ کھولا جائے۔

۱:- انبیاء علیہم السلام کی حیات، حیات برزخی ہے، لیکن یہ حیات برزخی عام مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے، اس میں روح کا رشتہ جسد کے ساتھ اتنا زیادہ قوی رہتا ہے کہ اسے حیات فیویہ کے ساتھ بہت قرب ہے، اور اس کی بنا پر ان پر مطلقاً احیا کا اطلاق کیا جاتا ہے، اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی نہ میراث تقسیم ہوتی ہے، نہ ان کی ازواج مطہرات سے بعد میں کوئی نکاح کر سکتا ہے، اب یہ قوت کس درجے کی ہے؟ اس کا صحیح علم اللہ ہی کو ہے اور اس کی گنجائش اور فضول تحقیقات کی ضرورت نہیں، اور انبیاء کا قبر میں نماز پڑھنا بظاہر اجساد کے ساتھ ہی ہے۔^(۲)

۲:- معراج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات اور تخفیف نماز کے بارے میں گفتگو صرف روح سے ہوئی تھی یا روح مع الجسد سے؟

ج ۲:- احادیث میں اس کی تصریح نہیں ہے، لیکن اطلاقات سے ظاہر یہ ہے کہ جسد کے ساتھ ہوئی تھی۔

۳:- شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا معاملہ جمیع انبیاء کے لئے مسجد اقصیٰ میں صرف روحوں کے لئے ہوا تھا یا کہ روح مع الاجساد تھے؟

ج ۳:- اس کی بھی روایات میں تصریح نہیں ہے، بظاہر اجساد کے ساتھ ہی ہے، واللہ اعلم۔

۴:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بقیہ حیات ہیں، کیا اس نماز میں مع الجسد شریک ہوئے

تھے یا صرف روح نے شرکت فرمائی تھی؟

(۱) جامع الترمذی ابواب الزہد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲ ص ۵۵، طبع فاروقی کتب خانہ۔
(۲) (۳۰۴) وفي شفاء السقام للسبکی ص ۱۸۰ (طبع مکتبہ نوریہ رضویہ) ولحیة الانبیاء بعد مولہم شواہد من الاحادیث الصحیحة، وفي الصحیح للإمام مسلم ج ۲ ص ۲۹۸ (طبع قدیمی کتب خانہ) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: التیت - وفي رواية هذاب - مررت علی موسی ليلة أسری بی عند الکلب الاحمر وهو قائم یصلی فی قبره. وفي القول البدیع للسخاوی: السادسة. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۶ (طبع مکتبہ علمیہ مدنیہ سورہ) یؤخذ من هذه الاحادیث انه صلی اللہ علیہ وسلم حی علی الدوام، وذلك انه محال عادة ان یخلو البوحید کلمة من واحد یسلم علیہ فی لیل ونهار ولحقن یومن ویصدق بانه صلی اللہ علیہ وسلم حی یورق فی قبره وان جسده السریف لا یناکله الارض، والاحصاء علی هذا... وقد جمع السبکی حراً فی حیة الانبیاء علیہ السلام فی فیورهم. واستدل بعالم ما تقدم وبحدیث انس رضی اللہ عنہ: الانبیاء احياء فی فیورهم یصلون... الخ. وقال العلامة السبکی فی شفاء السقام ص ۱۹۱ (طبع مکتبہ نوریہ رضویہ) وهي نائمة للروح بلا اشکال والجسد... فان الصلوة تستدعی جسدا حیاً، وكذلك الصفات المذكورة فی الانبیاء ليلة الامة، کلها صفات الاجسام ولا یلزم من کونها حیة حقیقة ان تكون الابدان معها کما كانت فی الدنیا من الاحصاج الی النطفة والنسراب... وغیر ذلك من صفات الاجساد الی شہادتها بل قد یكون لها حکم اخر، فلیس فی العقل ما یمنع من انات الحیة الحقیقة لهم، وكذا فی احکام القرآن للعلامة النہاوی رحمہ اللہ تعالیٰ (ج ۳ ص ۵۰) و (رد المحتار ج ۳ ص ۱۵۱)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال :- محترم مولانا محمد تقی عثمانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے ایک خط آنجناب کو ارسال کیا تھا، لیکن جواب سے محروم رہا، اس خط میں یہ مذکور تھا کہ قرآن کے مطالعے سے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ مسلمان عام طور سے دینی معاملات میں احکام قرآن کے خلاف عمل کر رہے ہیں، ایسا کیوں ہے؟ یہ میں سمجھ نہیں سکا۔

قرآن میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ہر شخص کو موت آتی ہے، اور پھر وہ قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر اچھی طرح اس کی وضاحت کر دی تھی، لیکن عام مسلمان حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حیات اولیاء کے قائل ہیں، اور ان کے تصدیقات کے عجیب و غریب واقعات بیان کرتے رہتے ہیں۔

جواب :- مکرری و محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پہلا خط مجھے مانایا نہیں، بہر کیف! آپ کے سوال کا جواب عرض ذیل ہے :-

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سمیت تمام مخلوقات کو موت آتی ہے، البتہ موت کے بعد ہر انسان کو برزخی زندگی سے واسطہ پڑتا ہے، برزخی زندگی کا مطلب صرف یہ ہے کہ انسان کی روح کا جس کے جسم سے کسی قدر تعلق رہتا ہے، یہ تعلق عام انسانوں میں بھی ہوتا ہے، مگر اتنا کم کہ اس کے اثرات محسوس نہیں ہوتے۔ شہداء کی ارواح کا تعلق ان کے جسم سے عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے اس لئے قرآن کریم نے انہیں احیاء قرار دیا ہے، اور انبیاء کرام کا درجہ شہداء سے بھی بلند ہے، اس لئے احادیث کے مطابق ان کی ارواح کا تعلق جسم سے سب سے زیادہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ انہیں کھانا پینا بھی تقسیم ہوتا ہے اور ان کے ازواج کا نکاح بھی ہو سکتا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے، چونکہ ان کی ارواح کا تعلق سب سے زیادہ ہوتا ہے، اس لئے شہداء کی طرح انہیں بھی احیاء قرار دیا گیا ہے، مگر یہ حیات اس طرح کی نہیں ہے جیسی انہیں موت سے پہلے حاصل تھی، نیز قرآن و سنت میں اس کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اس حالت میں انبیاء کرام علیہم السلام کو دوسروں پر تصرف کا کوئی اختیار حاصل ہے، اگر کسی نے کبھی اس قسم کا کوئی واقعہ دیکھا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی صورت مثالی ہو سکتی ہے جس کا ان کو علم ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔

واللہ اعلم

۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر ۱۰۵۵)

پینتالیس سالہ خودنوشتہ فتاویٰ کا مجموعہ

فتاویٰ عثمانی

جلد اول

کتاب الایمان والعقائد، کتاب الشیئة والبدعة، کتاب العلم والتاریخ،
کتاب التفسیر، کتاب الحدیث، کتاب الدعوة والتبلیغ، کتاب التصوف،
کتاب الذکر والدعاء، کتاب حقوق المعاشرة، کتاب السیر والمناقب،
کتاب الطہارات، کتاب الصلوة، کتاب الجنائز

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب امتیاز

ترتیب و تخریج
مولانا محمد زبیر حق نواز
استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ معارف القرآن کراچی
(Quranic Studies Publishers)

جواب منجانب: دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ
الجواب وبالله التوفیق: تفصیلی سوال نامہ میں پیش کردہ قطعی حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ: ”مجلس اشاعت التوحید والنہ“ کے عقائد و نظریات اہل سنت والجماعت اور علمائے حق (علمائے دیوبند) کے موقف کے بالکل برخلاف ہیں، بالخصوص اس فرقہ کے نامور مؤلفین نے اپنی کتابوں میں اکابر علمائے دیوبند: حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت تھانوی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جس طرح دریدہ دہنی اور طعن و تشنیع کا اظہار کیا ہے، اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان لوگوں کا تعلق علمائے دیوبند سے نہیں ہے؛ بلکہ ان کا جوڑ متشدد اور گمراہ فرقہ غیر مقلدین سے نمایاں ہے۔ بریں بنا وفاق المدارس العربیہ پاکستان جو مسلک اہل حق علمائے دیوبند کا نمائندہ ادارہ ہے، اس ادارہ سے ”اشاعت التوحید والنہ“ اور اس سے متاثر اداروں کا الحاق برقرار رکھنا ہم مناسب نہیں سمجھتے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۳۳/۱۱/۲۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۱ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۱۰۸۴۸/۴۰)

الجواب صحیح: اشہد رشیدی
 مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد الہند
 ۱۴۳۳/۱۱/۲۱ھ

پرویزی عقائد رکھنے والے کا حکم

سوال [۳۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: (۱) منظور احمد ولد عبدالستار پرویزی عقائد و نظریات کو مانتا ہے اور اسی کی دعوت دیتا ہے، ضروریات دین، زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر ہے۔ منظور احمد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کے حمایتیوں کی بابت کیا ارشاد ہے؟

دیوبندیت کے مراکز میں اب شوال سے نئے داخلے ہوتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ رمضان المبارک سے پہلے ہم کسی نتیجے پر پہنچ جائیں۔ جزاکم اللہ فی الدارین خیراً

المستفتی: سلیم اللہ خان، صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان ۱۶ رجب ۱۴۳۳ھ

جواب منجانب دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وبالله التوفیق: آپ نے سوال کے ساتھ ”اشاعت التوحید والسنۃ“ کے جو نظریات حوالے کے ساتھ ذکر کئے ہیں، یہ سب نظریات اکابر دیوبند اہل السنۃ والجماعت کے مسلک کے خلاف ہیں۔ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان، اکابر علماء دیوبند کے عقیدہ و مسلک سے منسوب مدارس عربیہ کا وفاق ہے، پس ان مدارس کے عقائد، افکار، نصاب تعلیم اور نظام پر نظر رکھنا ضروری ہے اور جماعت ”اشاعت التوحید والسنۃ“ نے اپنے اکثر نظریات میں اعتزال کا راستہ اختیار کر رکھا ہے، غیر مقلدیت سے ملے ہوئے نظر آتے ہیں، لہذا مناسب یہ ہے کہ جماعت ”اشاعت التوحید والسنۃ“ کو وفاق المدارس سے علیحدہ کر دیا جائے، ان کو شامل رکھنے میں بہت سے مفاسد کا اندیشہ ہے۔ باقی سوالات کے جوابات ضروری نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح والحبیب مصیب:	الجواب صحیح:	حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ
کتبہ: سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری	ابوالقاسم نعمانی غفرلہ	مفتی دارالعلوم دیوبند
صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند	مہتمم دارالعلوم دیوبند	۱۹ رزی قعدہ ۱۴۳۳ھ
۱۴۳۳/۱۱/۲۰	۱۴۳۳/۱۱/۲۰	
الجواب صحیح:	الجواب صحیح:	الجواب صحیح:
محمود حسین غفرلہ بلند شہری	نفر الاسلام	محمد نعمان سیتا پوری غفرلہ
	وقار علی غفرلہ	

فتاویٰ قاسمیہ

منتخب فتاویٰ

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی
خادم الافتاء و الحديث جامعہ قاسمیہ
مدرسہ شاہی مراد آباد، الہند

(جلد ۲)

المجلد الثانی

بقیۃ الایمان و العقائد من باب الحشر و النشر الی باب
ما یتعلق باهل کتاب التاریخ و السیر البدع و الرسوم

۱۷۳ ————— ۷۷۵

ناشر

مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الہند

01336-223082

www.besturdubooks.net

والشهداء واولياء رب العالمين ام لا؟ ہے یا ناجائز؟

الجواب جواب

عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسل في الدعوات بالانبياء والصلحاء من الاعلياء والشهداء والصدوقين في حياتهم وبعد وفاتهم بان يقول في دعائه اللهم اني اتوسل اليك بفلان ان تجيب دعوتي وتقضى حاجتي في غير ذلك كما صرح به شيخنا ومولانا الشاه محمد اسحق الدهلوي ثم المهاجر للمكي ثم بينة في فتاواه شيخنا ومولانا رشيد احمد الكنگوحي رحمه الله عليهما وفي هذا الزمان شائعة مستفيدة بايدي الناس وهذه المسئلة المذكورة على صفة ۹۲ من الجلد الاول منها فليراجع اليها من شاء

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں یا بعد وفات ہی طور کہ کیجیے یا اللہ میں برسیدہ ظالم بزرگ کے تجربے دعا کی قبولیت اور حاجت باری پاتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کیسے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے، پھر مولانا رشید احمد کنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چاہا تھا آج کل لوگوں کے اٹھوں میں بڑھ رہے، اور یہ سند اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۹۲ پر مذکور ہے۔ جس کا ہی چاہے دیکھو۔

پانچواں سوال

السؤال الخامس

کیا فرشتے ہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ما قولکم في حياة النبي عليه الصلوة

والسلام فی قبرہ الشریف حل ذلک الامر
مخصوص بہ ام مثل سائر المومنین
رحمۃ اللہ علیہم حیوۃ برزخیہ -
کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیثیت
آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی
حیات ہے۔

الجواب

جواب

عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة
صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف
وحیوۃہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ
من غیر تکلیف وہی مختصۃ بہ
صلی اللہ علیہ وسلم وجميع الانبياء
صلوات اللہ علیہم والشهداء لا برزخیۃ
کما ہی حاصلۃ لسائر المومنین بل
لجميع الناس کما نص علیہا العلامة
السیوطی فی رسالۃ انباء الاذکیاء
بحیوۃ الانبیاء حیث قال قال الشیخ
تقی الدین السبکی حیوۃ الانبیاء و
الشهداء فی القبر کحیوۃہم فی الدنیا
ویشہد لہ صلوۃ مومن علیہ السلام
فی قبرہ فان الصلوۃ تستدعی جسد
حیا الی آخر ما قال فثبت بهذا ان
حیوۃ دنیویۃ برزخیۃ لکونہا فی عالم
ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے
نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک
میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے
بہر تکلیف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے
آں حضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء
کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل نہ تمام
مسلمانوں کو سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی
نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء
میں بتدریج لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ
علامہ تقی الدین السبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء
و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا
میں تھی اور مومن صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر میں
نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ
جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت
ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی
ہے اور اس سے کہ برزخی بھی ہے کہ مسلم

البرزخ والشیخنا شمس الاسلام و
الدین محمد قاسم العلوم علی
المستفیدین قدس الله سرہ العزیز
فی هذه المبحث رسالة مستقلة
دقیقة الساخت بدیعة المسائل
یرمثلها قد طبعت وشاعت فی الناس
واسمها آب حیات ای ماء الحیوة

برزخ میں حاصل ہے اور ہائے شیخ مولانا
محمد قاسم صاحب کرس سوا کا اس مبحث میں
ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور
ان کے طرز کا بجے شل جو طبع ہو کر لوگوں میں
شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آب حیات
ہے۔

چٹا سوال

کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو
یہ ضرورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے
کھڑا ہو اور حضرت کا واسطہ دے کر حق تعالیٰ
سے دعا مانگے۔

جواب

اس میں خیار کا اختلاف ہے جیسا کہ فقہ
علی قاری نے مسک منقسط میں ذکر کیا ہے
فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ
ابو اللیث اور ان کے پیرو کافی و سرہی
ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کفنہ والے

السؤال السادس

هل للداعي في المسجد النبوي ان
يجهل وجهه الى القبر المنيث يشل
من المولى الجليل متوسلا بنجيب
الفخيم النبيل -

الجواب

اختلف الفقهاء في ذلك كما فكره
المؤلف على القاري وحمد الله تعالى
في السلك والمنقسط فقال ثم
اعلم انه ذكر بعض مشائخنا كابن
الليث ومن تبعه كالكرما في السروي

تُعَزُّمُ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مِنْ تَشَاءُ

احمد رضا خان صاحب بیوی کی تحسین المحرمین کا جواب
خود علمائے عربین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً
کے قلم سے

الْمُهَيِّدُ عَلَى الْمَفْتَدِ

معروف بہ

الْيَصْدِيقُ لِدَعِ الْتَلْبِيسِ

قصیدہ ترجمہ

مَاضِي الشَّفَرَتَيْنِ

خَادِعِ أَهْلِ الْحَرَمَيْنِ

جس سے جماعتِ محرمیند کے خاتمہ و خیالات کی تائید و توثیق ہو کر دنیا بھر کے ملام کی مہرِ صدیق بن چکی ہے
شائع کنندہ

نفیس منزل

۳/ کریم پارک ○ لاہور

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہ
 حضرت مولانا میر احمد حسن صاحب امر و ہوی قدس سرہ
 حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند
 حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ
 حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب دانے پوری قدس سرہ
 حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ - دیوبند
 حضرت مولانا قدرت اللہ صاحب مدرسہ اراک و آوار رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی، رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت مولانا محمد احمد صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند
 حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند
 حضرت مولانا محمد تنہا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبند
 حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا حکیم محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھوری دہلی
 حضرت مولانا ریاض الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ عالیہ میرٹھ
 حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی
 حضرت مولانا منیا الحق صاحب و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مدرسہ امینیہ دہلی
 حضرت مولانا عاشق الہی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت مولانا سراج احمد صاحب مدرسہ دھنہ میرٹھ
 مولانا قاری محمد اسحاق صاحب مدرسہ اسلامیہ میرٹھ
 مولانا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت مولانا حکیم محمد مسعود احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہار پوری
 حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہار پوری

